طبع زاد جاسوسی ناول

دلدل میں دھنسے ہوئے ایک انشورنس ایجنٹ کی سرگزشت، جسے اپنے ہی کیے گئے فراڈ کی تفتیش کرنی تھی۔

مرداب

احمد نعمان شیخ

Writer's contact number: ahmad.nauman222@gmail.com

مُرداب

باب نمبر: 1

دس سال پہلے میں نے ایک فارسی ناول 'مرداب' (Murdaab) کا انگریزی ترجمہ پڑھا تھا۔ فارسی میں دلدل کو مرداب کہتے ہیں۔ ناول کا نام اچھا لگا تو خرید لیا۔ کہانی کا مرکزی کردار ایک لڑکا تھا جس نے ایک چھوٹا سا جرم کیا اور پھر جرم کی دلدل میں دھنستا چلا گیا۔ اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ دس سال بعد میں بھی ایسے ہی حالات کا شکار ہو جاؤں گا اور ایک ایسے مرداب میں پھنس جاؤں گا جس سے نکلنا میرے لیے مشکل ہی نہیں ناممکن ہو جائے گا۔

چلیں! آج آپ کو اپنی کہانی سناتا ہوں۔

وہ اکتوبر کا ایک برستا ہوا دن تھا۔ پچھلی رات کی شروع ہوئی بارش رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ میں اپنے دفتر میں بیٹھا کچھ پرانی فائلیں دیکھ رہا تھا۔ دل کچھ بوجھل ہوا تو فائل بند کی،

ٹائی کی نوٹ ڈھیلی کی اور کھڑکی کے قریب جا کر بوندا باندی سے محظوظ ہونے لگا۔ میرا دفتر ہائیڈ پارک کے سامنے ہے۔ ویسے تو پورا سڈنی ہی خوبصورت ہے لیکن بارش میں ہائیڈ پارک اور بھی حسین لگ رہا تھا۔

سگریٹ کی طلب محسوس ہوئی تو میں نے اپنے پسندیدہ برانڈ 'لانگ بیچ' کا ایک سگریٹ سلگایا اور دھواں اڑاتے ہوئے یہ سوچنے لگا کہ اس کم بخت جارج کے دو ہزار دو سو ڈالر کیسے ادا کروں جو اگلے ماہ کی پہلی تاریخ کو دو ہزار دو سو چالیس ڈالر ہو جائیں گے۔ چھ ماہ پہلے جب قسمت کی دیوی مجھ پر مہربان تھی تو میں بلا سوچے سمجھے سٹہ کھیلتا رہا اور پیسہ کماتا رہا لیکن پھر اچانک دیوی صاحبہ مجھ سے روٹھ گئیں اور میں سب کچھ گنوا بیٹھا۔ ایسے میں جارج نے میری مدد کی اور بولا:

''ہیرس! اگر میں تجھے دو ہزار ڈالر قرض دوں تو کب اور کتنا واپس کرے گا؟'' میں سمجھ گیا کہ جارج جیسا آدمی جو اپنے باپ کو بھی مفت میں کچھ نہ دے، مجھے دو ہزار ڈالر کیسے دے گا۔

''دیکھو جارج! کب واپس کروں گا، یہ تو نہیں بتا سکتا لیکن واپس ضرور کروں گا۔ تم مجھے کافی سالوں سے جانتے ہو۔'' میں نے اسے جواب دیا۔

''ہر ماہ چالیس ڈالر سود... منظور ہے؟''

''یعنی دو فیصد ماہانہ سود۔'' میں سوچ میں پڑ گیا۔ جارج سے لیا ہوا دو ہزار بھی اگر ہار جاتا تو پھر... پھر میں کہاں جاتا؟ لیکن ایک بار جوئے کا چسکا لگ جائے اور کچھ پیسہ کما لو تو پھر یہ عادت قبر تک ساتھ جاتی ہے۔ میرے ساتھ بھی کچھ ایسا ہی معاملہ تھا۔ میں نے جارج کی شرط مان لی اور اب پچھتا رہا ہوں۔ پچھلے پانچ ماہ سے اخراجات بڑھتے جا رہے ہیں اور آمدنی کم ہوتی جا رہی ہے۔ جارج کا دو ہزار اب بائیس سو ہو چکا ہے۔ اسی لیے سوچتا ہوں کہ ہمارے

مذہب میں سود کیوں حرام قرار دیا گیا۔ خیر میں زیادہ مذہبی تو نہیں ہوں لیکن اتنا ضرور جانتا ہوں کہ اللہ کے احکامات میں حکمت پوشیدہ ہوتی ہے۔ اب یہ ہماری نظر پر منحصر ہے کہ ہم اُس کی حکمت کو سمجھ پاتے ہیں یا نہیں۔

آپ مجھے شاید آسٹریلین گورا سمجھ رہے ہوں گے لیکن میں گورا نہیں پٹھان ہوں اور ہمارا گھر پاکستان کے شہر صادق آباد میں ہے۔ بی کام کرنے کے بعد میرے سر پر آسٹریلیا جانے کا بھوت سوار ہو گیا۔ مجھے پاکستان پسند ہی نہیں تھا۔ میں بچپن سے ہی انگلینڈ، امریکہ یا آسٹریلیا جانا چاہتا تھا۔ اسی لیے ابو سے بات کی اور انہوں نے اپنی جمع پونجی میرے حوالے کر دی۔

میں دس سال پہلے آسٹریلیا کے سب سے بڑے شہر سڈنی آیا اور بس پھر یہیں کا ہو کر رہ گیا۔

یہاں آ کر میں نے اکاؤنٹس میں گریجوایشن مکمل کی۔ گروسری اسٹور اور پیٹرول اسٹیشن پر چھوٹی موٹی نوکریاں کرنے کے بعد 'سینٹرل لائف انشورنس کمپنی' میں بطور انشورنس ایجنٹ نوکری کرنے لگا۔ چار سال پہلے مجھے آسٹریلین شہریت مل گئی اور خود کو 'اوزی' سمجھنے لگا۔ آسٹریلین شہری اپنے آپ کو اوزی (Aussie) کہلوانا پسند کرتے ہیں۔ پٹھان ہونے کی وجہ سے میری آنکھوں کا رنگ نیلا اور بال بھورے ہیں، اسی لیے میں بھی خود کو ان جیسا ہی سمجھنے لگا اور اپنا نام بھی گوروں جیسا کر لیا۔

میرے ابو آدم خان یعقوبی نے میرا نام حارث خان یعقوبی رکھا تھا۔ جسے میں نے یہاں آ کر ہیرس جیکوبی (Harris Jecoby) کر دیا۔ اب مجھے ہیرس یا جیکوبی کہہ کر پکارا جاتا ہے اور میری گرل فرینڈ کلارا واٹسن (Clara Watson) مجھے ہیری کہہ کر پکارتی ہے۔

مجھے سینٹرل لائف انشورنس میں نوکری کرتے ہوئے سات سال ہو چکے ہیں۔ان سات سالوں میں خوب پیسہ کمایا، گھر والوں کو خوب کھلایا، دونوں چھوٹی بہنوں کی شادی کی۔ دادا جان کے پرانے گھر کو نئے سرے سے تعمیر کروایا۔ پھر ابو کا انتقال ہو گیا اور ایک سال بعد امی بھی دنیا سے رخصت ہو گئیں۔ بہنوں کی شادی پہلے ہی ہو چکی ہے اور دونوں اپنے اپنے گھر میں خوش ہیں۔

میں تین سال سے پاکستان نہیں گیا۔ والدین کا انتقال ہو چکا ہے۔ایک بہن اپنے شوہر کے ساتھ شارجہ چلی گئی تھی اور دوسری کویت۔ میں پاکستان کس کے پاس جاتا؟ بس اب میرے شب و روز سڈنی میں ہی گزرتے ہیں اور شاید مرتے دم تک یہیں رہوں۔

ان دنوں مجھے پیسے کی سخت ضرورت تھی اور کئی دنوں سے کوئی نیا کلائنٹ ہاتھ نہیں آیا تھا۔ پچھلے دو ماہ میں، میں نے صرف تین انشورنس پالیسیاں فروخت کی تھیں جن کا تعارف کروانا ہی شرمندگی کا باعث تھا۔ایک تو میں نے اپنے علاقے کے گروسری اسٹور کے ملازم انکل شین کی انشورنس کروائی جس کا پریمیم صرف چار سو ڈالر سالانہ تھا اور دوسری پالیسی میرے ساتھ والے فلیٹ میں رہائش پذیر ایک نرس نینسی کی تھی اور پالیسی کا پریمیم تین سو بارہ ڈالر بنا تھا۔ تیسری پالیسی کا تو پوچھیں ہی مت۔اب اگر میں کمپنی کو ایسے کلائنٹ لا کر دوں گا تو مجھے کمیشن کیا سیلری بھی نہیں دیں گے۔

میں یہی سوچ رہا تھا کہ پیسوں کا انتظام کیسے ہو، اچانک دروازہ کھلا اور جوزف کمرے میں داخل ہوا۔

''آج کا میچ کون جیت رہا ہے؟'' جوزف نے سوال پوچھا۔

''مجھے کیا پتا۔آج کل کرکٹ میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔''

''ایسا کیوں؟ تمہارے ملک میں ورلڈ کپ ہو رہا ہے اور تمہاری ٹیم اچھی پوزیشن میں ہے۔ شاید عمران خان پاکستان کو اس بار ورلڈ کپ جتا دے۔''

''دیکھتے ہیں، فی الحال تو جیب خالی ہے۔ اگر ممکن ہو تو تم سو ڈالر ادھار دے سکتے ہو؟''

''پہلے یہ بتاؤ، سو ڈالر کہاں خرچ کرو گے؟'' جوزف نے پوچھا اور میز پر پڑے ہوئے لانگ بیچ کا پیکٹ اٹھا کر ایک سگریٹ نکال لیا۔

''کچھ گروسری میں خرچ کروں گا اور کچھ کار میں پیٹرول۔''

''پھر ٹھیک ہے، مجھے لگا کرکٹ میچ پر پیسہ لگاؤ گے۔'' جوزف نے کہا اور جیب سے پچاس ڈالر کا نوٹ نکال کر میز پر رکھ دیا اور سگریٹ سلگا لیا۔

''میں نے سو ڈالر مانگے تھے۔''

''میرے پاس یہیں ہیں۔'' جوزف نے بے فکری سے کہا اور سگریٹ کا دھواں اڑانے لگا۔ وہ ہماری ہی کمپنی میں اکاؤنٹس ڈیپارٹمنٹ میں نوکری کرتا تھا۔ شادی شدہ تھا اور اس کا تین سال کا ایک بیٹا بھی تھا۔

''اچھا یہ بتاؤ! آج میچ کس کا ہو رہا ہے؟'' میں نے پوچھا۔ ان دنوں 1987ء کا کرکٹ ورلڈ کپ پاکستان اور انڈیا میں کھیلا جا رہا تھا۔

''پاکستان اور انگلینڈ۔''

''پاکستان جیت جائے گا!'' میں نے بے فکرانہ انداز میں کہا۔

''اب یہ پچاس ڈالر سٹے میں نہ ہار جانا، میں نے صرف اس لیے دیے ہیں کہ تمہارے ذاتی اخراجات پورے ہو سکیں۔''

''سٹے سے آج کل توبہ کی ہوئی ہے۔ کھانے کو پیسہ نہیں ہے۔ یہ گیمبلنگ اور سٹہ بازی

کیسے کروں؟''

''اگر انسان اپنی خواہشات محدود رکھے تو حلال رزق کافی ہوتا ہے، شارٹ کٹ یا حرام کی ضرورت نہیں پڑتی۔'' جوزف کی بات سن کر میں مسکرا دیا اور بولا:

''اور اگر خواہشات لامحدود ہوں تو؟''

''پھر حالات ایسے ہو جاتے ہیں کہ دوستوں سے سو سو ڈالر قرض مانگنے پڑتے ہیں۔''

''اور وہ کنجوس صرف پچاس ڈالر ہی دیتے ہیں۔'' میں نے مسکراتے ہوئے جوزف کے دیے ہوئے نوٹ کی طرف اشارہ کیا جو ابھی بھی میز پر ہی پڑا ہوا تھا۔

''شکر کرو! یہ بھی مل رہا ہے۔'' جوزف نے سگریٹ کا کش لگاتے ہوئے کہا۔ میں نے سر ہلایا، نوٹ اٹھایا اور کھڑکی کے قریب جا کر کھڑا ہو گیا۔

''آگے کا کیا سوچا ہے؟'' جوزف نے پوچھا۔

''کچھ نہیں، بس انشورنس کی نوکری اور اپنی محبوبہ کا ساتھ... اور کیا چاہیے؟''

''محبوبہ تو تیرے ساتھ ہی ہے، میں نوکری کا پوچھ رہا ہوں۔''

''نوکری کو کیا ہوا؟ بس چل رہی ہے۔ کوئی موٹا کلائنٹ ہاتھ لگ جائے تو تین ماہ کا خلا پورا ہو جائے گا۔ تو جانتا ہے، پچھلے تین ماہ میں مجھے صرف چار سو ڈالر کمیشن ملا ہے۔''

''اسی لیے تو میں سیلز اور مارکیٹنگ کی نوکری میں نہیں آیا۔ اکاؤنٹس کی نوکری سب سے بہتر ہے۔ یہ تو پتا ہوتا ہے نا کہ ہر ماہ ایک مخصوص رقم ملے گی۔ بندہ اپنا بجٹ سیٹ کر لیتا ہے۔''

''مجھے نفرت ہے اکاؤنٹس کی نوکری سے۔ دوسرے کا پیسہ سنبھالنے کا کیا فائدہ۔ ہاتھ میں لاکھوں ڈالر لیکن... لیکن کسی اور کی ملکیت۔ ایسے پیسے کا کیا فائدہ؟''

''تم بھی تو دوسروں کے پریمیم کا چیک جمع کرواتے ہو، کئی بار تو میں نے ہی وصول کیا ہے۔''

''یار! وہ چیک ہوتا ہے نا! کیش تو نہیں... مجھے نوٹوں کی خوشبو اور سکوں کی کھنک سے عشق ہے۔ میرے نزدیک دنیا کی سب سے اچھی خوشبو، کرنسی نوٹوں کی خوشبو ہے اور سب سے زیادہ سریلی آواز سکوں کی کھنک ہے۔'' میں نے آنکھیں بند کرتے ہوئے اپنے ہاتھ میں نوٹ اور سکے محسوس کیے۔

''دوست! سکوں کا زمانہ کہاں رہا۔ اب تو پلاسٹک منی آ گئی ہے۔ کریڈٹ کارڈ اور ڈیبٹ کارڈ۔''

''ہاں جانتا ہوں۔''

''اب تو پیسے نکالنے کی مشین بھی آ چکی ہے۔ اے ٹی ایم کارڈ مشین میں ڈالو اور اپنے اکاؤنٹ سے پیسہ نکال لو۔'' جوزف بولا۔

''پیسے نکلتے وقت اے ٹی ایم مشین کی آواز بھی بہت دلکش ہوتی ہے۔'' میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''دوست! اپنے کیریئر پر توجہ دو، پھر پیسہ ہی پیسہ ہوگا۔'' جوزف بولا اور سگریٹ کا آخری کش لے کر اٹھ کھڑا ہوا۔

''میں چلتا ہوں، بس سموک بریک کے لیے ہی آیا تھا۔'' جوزف چلا گیا اور میں سوچنے لگا: ''کیا واقعی میں اپنے کام میں سنجیدہ نہیں تھا؟'' اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ کال کلارا کی تھی۔

''ہیری! گھر کب تک آؤ گے؟''

''وہی شام ساڑھے پانچ بجے تک۔'' میں نے دیوار پر لگے کلاک پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔ اس وقت دوپہر کے دو بج رہے تھے۔

''نہیں، ابھی آؤ! مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔''

کلارا کی آواز سے پریشانی جھلک رہی تھی۔

''ٹھیک ہے، میں آجاتا ہوں۔'' میں نے فون رکھ دیا اور سوچنے لگا کہ کلارا کو کیا مسئلہ ہو سکتا ہے؟ وہ چھوٹی چھوٹی باتوں پر پریشان ہو جایا کرتی تھی۔ ٹی وی کام نہیں کر رہا یا سنک کا نل خراب ہو گیا ہے۔ اس کی بیوٹیشن چھٹی پر چلی جائے یا کار کا ٹائر پنکچر ہو جائے، اس کے ہاتھ پاؤں پھول جاتے تھے اور فوراً مجھے فون کرتی تھی۔

میں نے اپنا بیگ اٹھایا اور کمرے سے نکلا۔ سامنے میرے مینیجر ڈیوڈ ہارڈی کی سیکرٹری شیلا بیٹھی ہوئی تھی۔ میری طرف دیکھ کر اس نے پوچھا:

''امید ہے کسی موٹے کلائنٹ سے ملنے جا رہے ہو۔''

''ارے ہماری ایسی قسمت کہاں۔ فی الحال تو دبلا پتلا کلائنٹ بھی ہاتھ نہیں آ رہا۔ اچھا سنو! اگر مسٹر ہارڈی پوچھیں تو بول دینا کسی کلائنٹ سے ملنے گیا ہوں۔''

''اور پھر کل وہ پوچھیں گے کہ پالیسی کہاں ہے تو کیا کہو گے؟''

''کلائنٹ کو تمام پیکج بتا آیا ہوں، وہ دو چار دن میں سوچ کر بتائے گا۔'' میں نے کندھے اچکاتے ہوئے کہا اور بیرونی دروازے کی طرف بڑھا۔

''پارکنگ میں میری انیس سو ستر ماڈل کی سیاہ کیڈلک (Cadillac) کھڑی تھی جو اچھے وقتوں میں خریدی تھی۔ آج کل تو میں ایسی گاڑی کے بارے میں صرف خواب میں ہی سوچ سکتا تھا۔

کلارا کو میں تین سال سے جانتا تھا۔ اس کے والدین میں طلاق ہو چکی تھی۔ اس کی والدہ کسی اور سے شادی کر کے میلبورن چلی گئی۔ کلارا ایک پھولوں کی دکان میں سیلز گرل تھی۔ مجھے پہلی بار وہ اسی دکان میں ملی تھی۔ میں اکثر اس دکان کے سامنے سے گزرتا تھا، پھولوں کی خوشبو

دل کو بھاتی تھی تو میں بے اختیار دکان میں چلا جاتا تھا۔ اب پتا نہیں وہ پھولوں کی خوشبو تھی یا کلارا کی... جو بھی تھی سحر انگیز تھی۔

پہلے کلارا اپنے والد کے ساتھ بلیک ٹاؤن میں رہتی تھی۔ پچھلے سال اس کے والد کا انتقال ہو گیا تو میرے ساتھ میرے فلیٹ میں ہی رہنے لگی۔ میرا فلیٹ ایش فیلڈ (Ashfield) میں تھا۔ میں اپنی ذاتی زندگی کے بارے میں زیادہ بات چیت نہیں کرتا تھا نہ ہی کسی کو اپنے گھر بلاتا تھا۔ اس لیے کلارا کے بارے میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ میرے سب دوست یہی سمجھتے تھے کہ میں اکیلا ہی رہتا ہوں۔ صرف ایڈی ہی ایک ایسا دوست تھا جو جانتا تھا کہ میری گرل فرینڈ ہے لیکن وہ بھی کبھی کلارا سے نہیں ملا تھا اور نہ ہی کوئی اس کا نام جانتا تھا۔

ساڑھے تین بجے میں اپنے گھر میں داخل ہوا۔ سرخ رنگ کا فراک پہنے کلارا لاؤنج میں موجود صوفے پر بیٹھی ہوئی تھی۔ اس نے اپنا سر گھٹنوں میں دیا ہوا تھا۔ میں اس کے پاس گیا اور پوچھا:

''کیا ہوا؟'' جیسے ہی اس نے سر اوپر کیا، میں حیران رہ گیا۔ اس کے چہرے پر انگلیوں کے نشان تھے۔

''یہ... یہ نشان... کس نے مارا؟ کیا ہوا؟'' وہ میرے گلے لگ کر رونے لگی۔

''ہیری! مجھے بچا لو، وہ مجھے مار ڈالے گا۔''

''کون... کیا ہوا یہاں کون آیا تھا؟''

''آیا تھا نہیں، آیا ہوا ہے۔'' مجھے ایک بھاری آواز سنائی دی۔ میں سارا معاملہ سمجھ گیا اور پیچھے مڑ کر دیکھا، گینڈل ہاتھ میں آئس کریم کپ پکڑے کچن سے باہر نکل رہا تھا۔ گینڈل چھ فٹ چار انچ لمبا سیاہ فام تھا۔ اس کی عمر چالیس سال کے لگ بھگ تھی۔ دیکھنے میں ہی وہ

شیطان کا چھوٹا بھائی لگتا تھا۔

''گینڈل! تم گینڈے جیسے مضبوط اور موٹے آدمی... ایک نازک عورت پر ہاتھ اٹھاتے ہو!'' میں چلایا۔

''نہیں تو! میں تو تمہارے جیسے چھ فٹ کے مردوں پر بھی ہاتھ اٹھاتا ہوں بلکہ چار مرد تو اب مردے بن چکے ہیں۔'' گینڈل نے آئس کریم کپ میز پر رکھا اور اپنی جیب سے پستول نکال کر مجھے دکھاتے ہوئے کہا۔ میرے جسم میں ایک سرد لہر دوڑ گئی۔

''تمہیں کہا تھا کہ تمہارا پیسہ میں دوں گا، پھر تم نے کلارا پر ہاتھ کیوں اٹھایا؟'' میں نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''جادوگر کی جان طوطے میں ہوتی ہے اور میں جانتا ہوں تمہارا طوطا کلارا ہے۔ ویسے بھی قرض کلارا کے باپ نے لیا تھا، سزا تو اسے ہی ملنی چاہیے، تم بلاوجہ کیوں درمیان میں آ رہے ہو؟''

''مجھ میں اور کلارا میں کوئی فرق نہیں۔ تمہارا پچاس ہزار ڈالر میرے ذمے واجب الادا ہے، میں واپس کردوں گا۔''

''جیسے جارج کے دو ہزار واپس کر دیے ہیں؟'' گینڈل نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''تم دونوں کی رقم جلد ہی تمہارے منہ پر ماروں گا۔''

''اچھا اب سنو! کلارا کے باپ جیکی نے پچھلے سال پچاس ہزار ڈالر مسٹر روسیو سے قرض لیے۔ قرض لینے کے دو ماہ بعد وہ مر گیا، مسٹر روسیو کو جیکی کی گارنٹی میں نے دی تھی۔ اب اس نے میری جان کھائی ہوئی ہے، اگر جیکی کا پیسہ نہ ملا تو روسیو میرا بہت برا حشر کرے گا۔'' گینڈل نے اب دھیمے لہجے میں بات کی اور آئس کریم کھانے لگا۔

''گینڈل! تم جانتے ہو ہم دونوں کی کمائی اتنی نہیں کہ اتنی بڑی رقم ادا کر سکیں۔ میں بمشکل دو سے اڑھائی ہزار ڈالر کماتا ہوں۔ کلارا کو تو صرف تین سو ڈالر فی ہفتہ ملتے ہیں۔ ہم پچاس ہزار ڈالر کہاں سے لائیں؟'' میں نے پریشان لہجے میں کہا۔ میں خود بھی نہیں جانتا تھا کہ یہ قرض کیسے ادا ہوگا۔

''یہ تمہارا مسئلہ ہے۔ تم جانتے ہو نا! یہ مافیا والے بہت خطرناک ہوتے ہیں۔ اپنا پیسہ نہیں چھوڑتے۔''

''اگر مجھے پتا ہوتا کہ جیکی، روسیو سے قرضہ لے رہا ہے تو میں اسے کبھی ایسا نہ کرنے دیتا۔ خود تو عیاشیاں کرتا کرتا مر گیا اور ہمیں اپنے قرض ادا کرنے کے لیے چھوڑ گیا۔''

کلارا کا باپ جیکی واٹسن ایک نمبر کا بدمعاش، شرابی اور آوارہ آدمی تھا۔ اسی وجہ سے اس کی بیوی کیرن اسے چھوڑ گئی۔ پہلے وہ روسیو کے لیے کام کرتا تھا۔ روسیو منشیات کا کاروبار کرتا تھا۔ جیکی اس کے مال کی ترسیل کا کام کرتا تھا۔ پھر جیکی ضرورت سے زیادہ شراب پینے لگا اور خود بھی نشہ کرنے لگا۔ یہ بات روسیو کو پسند نہیں تھی۔ وہ چاہتا تھا کہ اس کے ساتھ کام کرنے والے ہر وقت چاق و چوبند رہیں تاکہ پولیس اور دوسرے غنڈوں سے خود کو بچا سکیں۔

جب روسیو نے جیکی کو نکال دیا تو وہ چھوٹی موٹی چوریاں کر کے اپنا گزارا کرنے لگا۔ مرنے سے کچھ ماہ پہلے اس نے روسیو سے جھوٹ بول کر ادھار لیا۔ اس نے بتایا کہ وہ سدھر گیا ہے۔ شراب نوشی اور نشہ چھوڑ دیا ہے۔ اب اپنا کاروبار کرنا چاہتا ہے۔ گینڈل اور روسیو اس کی باتوں میں آ گئے اور روسیو نے اسے گینڈل کی ضمانت پر پچاس ہزار ڈالر دے دیے۔

پیسہ ملتے ہی اگلے دن جیکی نیوزی لینڈ اور فجی چلا گیا اور ایک ماہ میں سب اڑا کر واپس آ گیا۔ جب کلارا کو اس بات کا ادارک ہوا تو اسے بہت رنج ہوا۔ پھر کچھ دن بعد ایک

ایکسیڈنٹ میں جیکی مارا گیا لیکن اس کا قرض آج بھی زندہ ہے۔اب روسیو، گینڈل کے پیچھے ہے اور وہ کلارا کے پیچھے۔

''گینڈل! روسیو سے بولو، جہاں اس نے اتنا انتظار کیا، کچھ دن اور انتظار کر لے، میں کچھ نہ کچھ کرتا ہوں۔''

''ہاں! جہاں ایک سال انتظار کیا، وہاں دو چار سال اور سہی۔'' گینڈل نے اپنا پستول لہراتے ہوئے کہا۔

''اسے اندر رکھو! میں کہہ رہا ہوں نا! پیسے مل جائیں گے۔'' اس بار میں نے اسے آنکھیں دکھائیں۔

''چلو! میں کچھ دن اور انتظار کر لیتا ہوں، ویسے بھی مسٹر روسیو چھٹیاں گزارنے اٹلی جا رہے ہیں۔کم از کم دو ماہ تو سکون رہے گا۔''

''میں بھی ان دو ماہ میں کچھ نہ کچھ کرتا ہوں، یاد رکھنا گینڈل! ہم بھاگنے والوں میں سے نہیں ہیں۔''

''ہم کسی کو بھاگنے دیتے بھی نہیں۔'' گینڈل نے ایک بار پھر پستول ہوا میں لہرایا اور چلا گیا۔اس کے جانے کے بعد کلارا میرے گلے لگ گئی اور پوچھا:

''ہیری! اب کیا ہوگا، ہم کب تک انہیں ٹالتے رہیں گے؟''

''پتا نہیں... میں کچھ سوچتا ہوں، تم فکر نہ کرو!'' میں نے اس کے سنہری بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوئے اسے تسلی دینے کی کوشش کی۔

''ہیری! میری وجہ سے تمہیں کتنی مشکلات برداشت کرنا پڑ رہی ہیں نا!'' کلارا نے میرا ہاتھ تھام کر کہا۔

''ایسی بات نہیں ہے، ہم ایک دوسرے سے الگ تو نہیں ہیں نا!''

''وہ تو ٹھیک ہے لیکن اتنی بڑی رقم؟ اتنا تو میں سال بھر میں نہیں کماتی۔ لوگوں کے باپ اپنی اولاد کے لیے جائیداد، کاروبار اور بینک بیلنس چھوڑ کر جاتے ہیں اور ہمارا باپ ہمیں قرض کا تحفہ دے کر اس دنیا سے چلا گیا۔ وہ تو بھلا ہو روسیو کا اس نے سود شامل نہیں کیا ورنہ پچاس ہزار کا ساٹھ ہو چکا ہوتا۔''

''اب روسیو اتنا اچھا آدمی بھی نہیں ہے۔ اسے چھوڑو اور سوچو کہ اتنی بڑی رقم کا انتظام کیسے کیا جائے۔'' میں نے کلارا کے آنسو صاف کرتے ہوئے کہا۔

''ہیری! وہ پاکستان میں تمہارا گھر ہے نا! وہ جو تمہارے ابو نے بنایا تھا، اسے فروخت کیوں نہیں کر دیتے؟'' کلارا نے میری طرف دیکھ کر پوچھا اور میں مسکرا دیا۔

''اوہ میری پیاری کلارا! تمہیں پہلے بھی بتایا تھا کہ وہ گھر دادا جان کے نام تھا۔ ابو نے تو اسے نئے سرے سے بنایا تھا۔ پاکستان میں یہ قانون ہے کہ جس کی زمین، اس کا گھر۔''

''ہاں تو تمہارے دادا تو کئی سال پہلے فوت ہو چکے ہیں نا! پھر ان کی جائیداد تمہارے ابو کو ملنی چاہیے اور پھر تم بہن بھائیوں کو۔''

''نہیں یہ اتنا آسان نہیں ہے۔ دادا کی جائیداد پر ان کے چار بیٹوں اور تین بیٹیوں کا حق ہے۔ اب یہ الگ بات ہے کہ گھر بنانے کا پیسہ کس نے دیا تھا۔ دادا جان کے انتقال کے کچھ عرصے بعد ابو کا بھی انتقال ہو گیا تھا۔ ان کے انتقال کے بعد اس گھر کو فروخت کر دیا گیا اور سب حصے داروں کو حصہ ادا کر دیا گیا۔ ابو کی طرف سے مجھے ملنے والا حصہ میں نے دونوں بہنوں کو دے دیا تھا۔ مجھے کیا پتا تھا کہ حالات اس نہج پر پہنچ جائیں گے کہ مجھے جوزف سے پچاس ڈالر ادھار لینا پڑیں گے۔''

''یہ باتیں تم پہلے بھی بتا چکے ہو، مجھے تو تمہارے ملک کے قانون سمجھ ہی نہیں آتے۔''

''اسی لیے تو میں وہ ملک چھوڑ آیا۔''

''لیکن تمہارے والد نے اپنی زمین لے کر نیا گھر کیوں نہیں بنایا؟''

''بزرگ ایسی باتیں نہیں سوچا کرتے۔ وہ سمجھتے ہیں کہ ہم ہمیشہ زندہ رہیں گے اور سب بھائی ایک ساتھ ایک ہی گھر میں رہیں گے۔ اسی لیے انہوں نے دادا جان کے گھر کو ہی نئے سرے سے تعمیر کروالیا۔ پھر نہ ابو کی زندگی نے وفا کی اور نہ دادا کی زندگی نے۔''

''اور وہ تحفہ باقی سب میں تقسیم ہو گیا، جس نے محنت سے پیسہ کمایا، اپنا خون پسینہ بہایا، اس کے پاس آج کھانے کو پیسہ نہیں۔''

''بس یہی دنیا کا اصول ہے۔ اسی لیے نہ میں اب اپنے رشتے داروں سے ملنا چاہتا ہوں اور نہ ہی پاکستان جانا چاہتا ہوں۔ ہاں! کبھی دل کیا تو بہنوں کو ملنے مڈل ایسٹ چلا جاؤں گا یا شاید انہیں یہاں بلا لوں۔'' میں نے سگریٹ سلگا لیا۔

''میں چائے بناتی ہوں، تم فریش ہو جاؤ!'' کلارا نے اپنے سنہری بال کیچر میں قید کیے اور اٹھ کر کچن میں چلی گئی۔ میں غسل کرنے چلا گیا۔

غسل کے بعد میں نے سیاہ ٹراؤزر اور سبز ٹی شرٹ پہن لی۔ کلارا چائے بنا چکی تھی۔ بارش اب تھم چکی تھی لیکن ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ہم موسم سے محظوظ ہوتے ہوئے بالکونی میں بیٹھ کر چائے پینے لگے۔ چائے پینے کے بعد کلارا کھانا بنانے لگی اور میں جیکٹ پہن کر چہل قدمی کے لیے باہر نکل گیا۔ میرے ذہن میں بس یہی ایک بات تھی کہ کسی طرح پچپن ہزار ڈالر کا انتظام کرلوں تاکہ جارج اور روسیو کے قرض سے جان چھوٹ سکے۔

''حارث میاں! ایک بار یہ قرض ادا ہو جائیں تو پھر زندگی میں سکون ہی سکون ہوگا۔ کلارا

سے شادی کروں گا اور کسی بڑی کمپنی میں انشورنس ایجنٹ کی نوکری کروں گا۔"

میں جب خود کو مخاطب کرتا تو حارث ہی بولتا تھا تاکہ مجھے اپنا اصل نام اور پہچان یاد رہے۔ بڑی کمپنی میں نوکری کرنے کا یہ فائدہ ہوتا ہے کہ مارکیٹ میں ان کمپنیوں کا نام ہوتا ہے۔ کلائنٹ خود ہی رابطہ کر لیتے ہیں اور کمیشن بھی اچھا مل جاتا ہے۔

چلتے چلتے میں جارج کے بار کے قریب پہنچ گیا۔ بار کے ایک حصے میں ریسٹورنٹ تھا اور دوسرا حصہ جوئے اور سٹہ بازی کے لیے مختص تھا۔

میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا بار میں داخل ہوا۔ ابھی شام کے پانچ بجے تھے۔ بار میں زیادہ رش نہیں تھا۔ ایک میز پر دو بوڑھے بیئر کے گلاس سامنے رکھے بیٹھے تھے اور ایک طرف ایک نوجوان جوڑا راز و نیاز میں مصروف تھا۔ جارج نے مجھے دیکھا اور چہکتا ہوا بولا:

"ہیرس! پیسہ واپس کرنے آئے ہو؟" میں مسکرا دیا اور بولا:

"کاش! ایسا ہو جائے۔"

"تو کیا کرکٹ میچ پر سٹہ کھیلنے کا ارادہ ہے؟"

"ابھی سوچا نہیں... میں تو بس ٹہلتا ٹہلتا یہاں آ گیا۔"

"ہاں! شرابی گھوم پھر کر مہ خانے ہی پہنچ جاتا ہے۔" جارج بولا۔

"میں تو زیادہ نہیں پیتا۔"

"سٹہ تو کھیلتے ہو نا! اب آ گئے ہو تو قسمت آزما لو! پاکستان اچھی پوزیشن میں ہے۔ شاید تم بھی اچھی پوزیشن میں آ جاؤ۔"

"میری قسمت ابھی روٹھی ہوئی ہے۔ اسے منانے میں وقت لگے گا۔"

"کوشش کرو! شاید آج مان ہی جائے۔" جارج کی بات نے مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا۔

اس کی بات ٹھیک تھی اور میری جیب میں جوزف کا دیا ہوا پچاس ڈالر کا نوٹ بے چین ہو رہا تھا۔ میں نے ٹی وی پر اسکور دیکھا۔ پاکستان کی ٹیم نے انگلینڈ کو دو سو چالیس رنز کا ٹارگٹ دیا تھا جو میرے خیال میں اچھا اسکور تھا دوسرا ہوم گراؤنڈ ہونے کی نفسیاتی برتری بھی تھی۔ میچ راولپنڈی میں ہو رہا تھا۔

''جارج! پاکستان کی جیت پر پچاس ڈالر۔'' میں نے نوٹ اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ اب یا تو میں پچاس کا سو بنالوں گا یا پھر یہ بھی گیا۔ جارج نے مسکراتے ہوئے نوٹ اٹھا لیا اور ویٹر کو اشارہ کیا، وہ میرے لیے بیئر کا گلاس لے آیا۔

میں بیئر اور میچ دونوں سے محظوظ ہونے لگا اور پھر کچھ دیر بعد گھر چلا گیا۔ گھر جا کر کلارا کے ساتھ کچھ وقت گزارا، کھانا کھایا اور ٹی وی پر میچ دیکھتا رہا۔ آخر کار پاکستان میچ جیت گیا اور میری جان میں جان آئی۔ میں نے کلارا کے گال پر بوسہ دیتے ہوئے کہا:

''میں جیت گیا؟''

''ہاں! تمہاری ٹیم جیت گئی۔''

''نہیں! میں جیت گیا، وہ جوزف والا پچاس ڈالر میں نے اس میچ پر لگا دیا تھا۔'' میری بات سنتے ہی کلارا کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور وہ بولی:

''ہیری! تم پاگل ہو گئے ہو کیا؟ اگر ہار جاتے تو؟''

''اگر ہار جاتا تو... ہارا تو نہیں نا!'' میں مسکراتے ہوئے اٹھا اور جارج کے بار میں اپنی رقم لینے چل دیا۔

میں جارج کے پاس پہنچا تو وہ بہت خوش دکھائی دے رہا تھا۔

''جارج کیا بات ہے، بہت خوش ہو!''

''ہاں! زیادہ پیسہ انگلینڈ پر لگا تھا۔ پاکستان کی جیت پر مجھے بہت فائدہ ہوا۔''

''چلو پھر میرا سوڈالر نکالو!'' میں نے مسکراتے ہوئے ہاتھ آگے بڑھایا تو وہ بولا:

''سنو! فٹ بال پر لگاؤ گے؟''

''کس کس کا میچ ہو رہا ہے؟''

''چلی میں فیفا یوتھ چیمپئن شپ ہو رہی ہے۔ ابھی چلی اور ٹوگو کا میچ ہو رہا ہے۔''

''ہوں... چلی اچھی ٹیم ہے، جیت جائے گی۔''

''پھر جیتے ہوئے پچاس ڈالر لگا دوں؟''

میں سوچ میں پڑ گیا اور سوچا کہ اگر ہار بھی گیا تو کیا ہوا، اصل پچاس ڈالر تو میرے پاس ہی ہوں گے۔''

''ٹھیک ہے، پچاس ڈالر...'' میں نے جارج سے ہاتھ ملاتے ہوئے کہا۔ اس کے بعد میں نے رگبی کے دو میچوں پر بھی پیسہ لگایا۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ میں کس حد تک خوش قسمت ثابت ہوتا ہوں۔

چلی بھی میچ جیت گیا اور رگبی کے میچ میں بھی میری دونوں ٹیمیں جیت گئیں۔ چھ گھنٹے پہلے میری جیب میں صرف پچاس ڈالر کا ایک نوٹ تھا اور اب گھر واپس جاتے ہوئے اب پچاس پچاس ڈالر کے چار نوٹ میری جیب کو گرم کر رہے تھے۔ میں بہت خوش تھا۔

اب مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میری روٹھی ہوئی قسمت دوبارہ چمکنے لگی ہے۔ آج چار ماہ بعد میں بازی جیتا تھا اور ایک ہی دن میں چار چار بازیاں جیت جانا اس بات کا اعلان تھا کہ آنے والے دن میرے لیے ایک نئی کرن کے ساتھ طلوع ہوں گے۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن موسم بہتر تھا۔ بارش کا زور ٹوٹ چکا تھا اور آج سورج نکلا ہوا تھا۔ میں مسکراتا ہوا دفتر میں داخل ہوا تو شیلا مجھے دیکھ کر بولی:

''ہیرس! بہت خوش نظر آ رہے ہو، لگتا ہے موٹی پالیسی مل گئی۔''

میں زیادہ پریمیم والی ہر پالیسی کو موٹی پالیسی یا موٹا کلائنٹ کہتا تھا، اسی لیے مجھے اکثر آفس اسٹاف اسی نام سے چھیڑتے تھے۔

''ارے نہیں، ایسی کوئی بات نہیں ہے۔'' میں نے شیلا کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا اور اپنے ڈیسک کی طرف بڑھ گیا۔

''اچھا سنو!'' شیلا نے پیچھے سے آواز لگائی تو میرے قدم رک گئے۔ میں نے پیچھے مڑ کر اس کی طرف سوالیہ انداز میں دیکھا تو اس نے ایک کاغذ میری طرف بڑھا دیا۔

''کل تمہارے جانے کے بعد اس نمبر سے فون آیا تھا، کوئی آدمی ہے، اسے پالیسی کروانی ہے۔ اب پالیسی موٹی ہے یا پتلی، تم دیکھ لو!'' وہ مسکراتے ہوئے بولی تو میں نے کاغذ پکڑ لیا۔

''شکریہ! تم بہت اچھی ہو۔'' میں خوش ہو گیا اور اپنے ڈیسک پر جا کر ایک سگریٹ سلگایا اور فون نمبر ملانے لگا۔

''ہیلو!'' دوسری طرف سے ایک کمزور آواز سنائی دی۔ آواز سنتے ہی مجھے لگا کہ کوئی بیمار آدمی ہے۔

''سر! میں سینٹرل لائف انشورنس کمپنی سے ہیرس جیکوبی بات کر رہا ہوں۔ مجھے اطلاع ملی ہے کہ آپ انشورنس پالیسی لینا چاہتے ہیں۔''

''ہاں! میں نے فون کیا تھا۔ میرا نام کین مارش (Ken Marsh) ہے۔ کیا تم مجھے مل سکتے ہو؟''

''جی ہاں ضرور! آپ پتہ دے دیں میں حاضر ہو جاتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے، دس بجے تک آ جاؤ! میں گھر پر ہی ہوں۔'' کین مارش نے بتایا اور اپنا پتہ لکھوا دیا۔ وہ چیٹس وڈ (Chatswood) رہتا تھا۔

''مسٹر کین مارش! آپ کتنے کی پالیسی لینا چاہتے ہیں؟'' میں نے پوچھا، مجھے اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں اس کا پریمیم بھی تین چار سو ڈالر تک نہ ہو۔

''تم آ جاؤ! پھر بات کرتے ہیں۔'' مارش نے فون رکھ دیا۔ اس کے بعد مجھے میرے مینیجر ہارڈی نے بلا لیا، کچھ دیر اس کے ساتھ میٹنگ ہوئی پھر ساڑھے نو بجے میں اپنی کیڈلک میں بیٹھا اور چیٹس وڈ کے لیے روانہ ہو گیا۔

مطلوبہ پتے پر پہنچ کر مجھے مایوسی ہوئی۔ وہ ایک پرانا سا بوسیدہ گھر تھا۔ ایسا لگتا تھا کہ دیواروں پر رنگ و روغن شاید دوسری جنگ عظیم کے بعد کروایا ہی نہ گیا ہو۔ لان کی حالت ایسی ہو رہی تھی جیسے کسی مالی نے عرصہ دراز سے اس دہلیز پر قدم نہ رکھا ہو۔ پورچ میں اسی ماڈل کی میرون رنگ کی بیوک (Buick) کار کھڑی ہوئی تھی۔

''یار حارث! یہ تو شاید سو روپے بھی پریمیم ادا نہ کر سکے۔'' میں نے دل میں سوچا اور گھنٹی کا بٹن دبا دیا۔ کچھ دیر بعد ایک پینتالیس چھیالیس سال کا آدمی باہر آیا۔ اس نے سیاہ گاؤن پہن رکھا تھا۔ اس کا قد درمیانہ تھا اور وزن کافی کم تھا۔ آنکھوں نے نیچے حلقے بنے ہوئے تھے۔ شکل دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ مارش صدیوں کا بیمار لگ رہا ہے۔

''مسٹر مارش! میں ہیرس جیکوبی، سینٹرل لائف انشورنس سے۔''

''اندر آ جاؤ!'' اس نے مجھے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ میں اس کے پیچھے پیچھے چل دیا۔

ڈرائنگ روم میں بھورے رنگ کے صوفے پر بیٹھنے کے بعد بات کا آغاز کیا:

''جی مسٹر مارش! اب بتائیں آپ کیا چاہتے ہیں اور میں کیا خدمت کر سکتا ہوں؟''

''میں لائف انشورنس کروانا چاہتا ہوں۔ اس لیے مجھے تمہاری مدد چاہیے۔''

''سر! اس میں مدد والی کیا بات ہے، یہ تو میرا روز کا کام ہے بلکہ ذریعہ روزگار ہی انشورنس پالیسی فروخت کرنا ہے۔ آپ جیسے کہیں گے، ہو جائے گا۔''

''نہیں نا! تم حقیقت نہیں جانتے۔ جب میں حقیقت تمہارے سامنے رکھوں گا تو شاید تم معذرت کر لو!'' مارش بولا۔

''کیا حقیقت اتنی خوفناک ہے؟''

مجھے حیرت ہوئی۔

''حقیقت تو ہمیشہ خوفناک ہی ہوتی ہے۔ حسین تو خواب ہوتے ہیں۔''

''کبھی کبھی خواب حقیقت بن جاتے ہیں۔''

''ایسا کبھی کبھی ہوتا ہے، اکثر نہیں۔ یہ دنیا اکثر کی بنیاد پر کام کرتی ہے، کبھی کبھی کی بنیاد پر نہیں''

''ہاں! بات تو درست ہے۔'' میں نے مارش کی تائید کی۔

''کافی پیو گے؟'' مارش نے اچانک پوچھا۔

''پتا نہیں، اگر آپ پینا چاہتے ہیں تو آپ کا ساتھ دے سکتا ہوں۔''

''صرف کافی پینے میں ساتھ نہیں چاہیے، مجھے کچھ لمبا ساتھ چاہیے، دے سکو گے؟''

''جی ہاں بالکل! ہر سال آپ کے پریمیم کی قسط لینے میں خود آ جاؤں گا، آپ کو تکلیف نہیں ہوگی۔ اس کے علاوہ اگر آپ اپنی پالیسی پر قرض لینا چاہئیں گے تو بھی میں آپ کی ہر ممکن مدد کروں گا۔ آپ کو کبھی پریشان ہونے کی ضرورت نہیں پڑے گی۔ میں اپنے کلائنٹ کا خاص خیال رکھتا ہوں۔ میں صرف ایک فون کی دوری پر ہوں۔'' میں اپنے رٹے رٹائے جملے ادا

کرنے لگا۔ یہ جملے میں پچھلے پانچ چھ سال سے ادا کر رہا تھا اور اب ان کی اتنی عادت ہو گئی تھی کہ اکثر نیند میں بھی یہ جملے بڑبڑانے لگتا۔

''خیر دیکھتے ہیں۔ اچھا مجھے اپنے پیکج بتاؤ!''

پھر اگلے دس منٹ تک میں مارش کو مختلف پیکج بتاتا رہا۔ ہر پیکج کا فائدہ، نقصان سمجھاتا رہا۔

''میں کافی بنا کر لاتا ہوں اور اس دوران سوچتا ہوں کہ مجھے کون سا پیکج لینا چاہیے۔ تم انتظار کرو!''

مارش کچن میں چلا گیا اور میں سوچنے لگا کہ یہاں اکیلا بیٹھ کر کیا کروں۔

''مسٹر مارش! آپ کیا کام کرتے ہیں؟'' میں نے کچن کے دروازے پر جا کر پوچھا۔

''کسی زمانے میں کئی کاروبار تھے، اب تو بس 'کیفے ڈیلائیٹ' کے نام سے ایک کافی شاپ ہے۔ شام چار بجے جاتا ہوں اور رات دس بجے بند کر دیتا ہوں۔ ویک اینڈ پر رات بارہ بجے تک کیفے کھلا رہتا ہے۔ اچھا گزارا ہو رہا ہے۔''

''کیفے صرف چھ گھنٹے کے لیے کھلتا ہے؟'' مجھے حیرت ہوئی۔

''نہیں، کیفے تو صبح دس بجے کھل جاتا ہے۔ دن کے وقت دو ملازم ہوتے ہیں۔''

''اپنے کاروبار کی کیا ہی بات ہے۔ نوکری سے بہتر ہے کہ بندہ اپنا کاروبار کرے۔''

''یہی بات کاروباری حضرات کہتے ہیں۔ نوکری اچھی ہے، مہینے بعد تنخواہ تو ملتی ہے، کاروبار کا تو پتا نہیں چلتا، کب مندی پڑ جائے۔''

مارش نے دو مگوں میں کافی ڈالی اور ٹرے لے کر لاؤنج میں آ گیا۔ میں اس کے سامنے بیٹھ گیا اور اپنا مگ اٹھا لیا۔

''واہ! کافی تو شاندار ہے۔'' میں تعریف کیے بنا نہ رہ سکا۔

''کیفے چلا رہا ہوں، کافی تو بنانی آتی ہی ہوگی نا!'' وہ مسکرایا اور اپنا مگ اٹھا کر ایک چسکی لی۔

''آپ کا کیفے کہاں ہے؟ براہ کرم کچھ تفصیلات بتائیں!''

''فائیو ڈاک (Five Dock) میں میرا کیفے ہے، رہائش یہی گھر ہے۔ گھر اور کیفے دونوں کرائے پر ہیں۔ میری اپنی کوئی ذاتی پراپرٹی نہیں ہے اور نہ ہی کوئی فیملی۔'' مارش نے بتایا۔

''یعنی بیوی بچے...''

''نہیں، میری شادی نہیں ہوئی۔'' مارش نے اداس لہجے میں کہا۔

''اوہ! تو آپ اس گھر میں بالکل تنہا ہیں۔''

''ہاں! میں تنہا رہنا ہی پسند کرتا ہوں۔''

''تو پھر آپ کی پالیسی کا وارث کون ہوگا؟''

''وہ میں بعد میں بتاؤں گا۔'' مارش نے کہا اور کافی کا مگ اٹھا کر گھونٹ بھرا۔ میں اس کے انتظار میں تھا کہ وہ انشورنس کی بات کرے۔ آخر کار اس نے اپنے لب کھولے اور بولا:

''میں ایک ملین ڈالر کی پالیسی لوں گا!'' یہ سنتے ہی میرے ہاتھ سے مگ چھوٹتے چھوٹتے رہ گیا۔

''ایک... ملین... ڈالر...'' میں ٹھہر ٹھہر کر بولا جیسے مجھے اپنی سماعت پر یقین نہ آیا ہو۔

''ہاں! ایک ملین ڈالر کی پالیسی پندرہ سال کے لیے، کتنا پریمیم ادا کرنا ہوگا؟''

''کیا آپ کا کاروبار اتنا وسیع ہے کہ ایک ملین ڈالر کی پالیسی لے سکیں؟''

''کیا مطلب؟''

''دیکھیں مسٹر مارش! اگر آپ ایک ملین ڈالر کی پالیسی لیں گے تو میرے مینیجر ڈیوڈ ہارڈی

کے کان کھڑے ہو جائیں گے، وہ آپ کی رہائش، کاروبار اور لائف اسٹائل کی جانچ پڑتال کروائیں گے، جب وہ آپ کا یہ گھر اور کیفے دیکھیں گے تو شاید اتنی بڑی رقم کی پالیسی منظور نہ کریں۔ آپ کا گھر اور کیفے دونوں ہی کرائے پر ہیں۔ اتنی بڑی رقم کی پالیسی ملنے کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔"

"اوہ!"

"آپ کی عمر کتنی ہے؟"

"پچاس سال۔"

"اوہ! میرا خیال تھا آپ پینتالیس سے زیادہ نہیں ہوں گے۔ میں آپ کو زیادہ سے زیادہ دس سال کی پالیسی فروخت کر سکتا ہوں اور یہ بہت ہی مناسب مدت ہوگی۔ ہم ساٹھ سال سے بڑی عمر کے افراد کی پالیسی نہیں کرتے۔"

"تو پھر پانچ لاکھ ڈالر؟"

"یہ بھی بہت زیادہ ہے۔ میرا خیال ہے دو لاکھ ڈالر مناسب رہے گا۔ یہ رقم بھی زیادہ ہے لیکن شاید منظور ہو جائے۔"

"اچھا تو دو لاکھ ڈالر کا سالانہ پریمیم کتنا بنے گا؟" مارش نے پوچھا۔

میں نے اپنے بیگ سے کیلکولیٹر نکالا اور حساب کرنے لگا۔

"آپ ہر سال اگر بیس ہزار ڈالر پریمیم ادا کریں تو دس سال میں دو لاکھ ڈالر ادا کریں گے۔ ہر سال آپ کی پالیسی پر منافع بھی لگتا رہے گا اور مجھے امید ہے کہ پالیسی کی میعاد پوری ہونے پر کمپنی آپ کو تقریباً تین لاکھ ڈالر ادا کرے گی۔"

"اور اگر میں اس سے پہلے مر گیا تو؟"

''پہلی قسط ادا کرنے کے بعد اگر آپ مر گئے تو کمپنی آپ کے ورثہ کو دو لاکھ ڈالر ادا کرنے کی پابند ہوگی کیونکہ پالیسی کی قیمت دو لاکھ ڈالر ہے۔'' میں نے بتایا۔

''ٹھیک ہے، میں پالیسی لینے کے لیے تیار ہوں۔ بتاؤ! کیا کرنا ہوگا؟''

''زبردست سر! بہت اچھا فیصلہ ہے۔ میں آپ کو تمام ڈاکومنٹس دے دیتا ہوں۔ آپ ایک بار اچھی طرح پڑھ لیں۔'' میں نے چند کاغذات اس کی طرف بڑھا دیے۔

''سر! ایک اور بات... کیونکہ آپ کی عمر چالیس سال سے زیادہ ہے اور پالیسی بھی اچھی خاصی بڑی رقم کی ہے تو ہمیں آپ کا میڈیکل ٹیسٹ بھی کروانا ہوگا۔'' میں نے ڈرتے ڈرتے بتایا کیونکہ اکثر کلائنٹ میڈیکل ٹیسٹ والی بات پسند نہیں کرتے تھے۔ جیسے ہی میں نے یہ کہا، مارش نے چونک کر میری طرف دیکھا۔ پھر اس نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے کاغذات میز پر پھینکے اور بولا:

''مجھے میڈیکل ٹیسٹ نہیں کروانا!''

''پھر تو مشکل ہو جائے گی۔ پالیسی کی فائل میڈکل رپورٹ کے بغیر ادھوری ہے، میں کیس درج ہی نہیں کروا سکوں گا۔'' میں نے الجھن ظاہر کی۔ مارش سوچ میں ڈوب گیا۔ وہ صوفے سے اٹھا اور کمرے میں چہل قدمی کرنے لگا۔ میں حیرت سے اسے دیکھتا رہا۔

''حارث میاں! دال میں کچھ گڑبڑ ہے۔'' میں نے دل میں سوچا۔

''میڈیکل ٹیسٹ کون کرے گا؟'' مارش نے پوچھا۔

''ہمارا اپنا میڈیکل بورڈ، آپ کا بلڈ ٹیسٹ، ایکسرے اور چند ایک ٹیسٹ لیے جائیں گے اور اگلے دن ہی رپورٹ آ جائے گی۔''

''ہوں!'' مارش نے سر ہلایا اور میرے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

''مسٹر ہیرس! تم کب سے اس کمپنی میں کام کر رہے ہو؟''

''سات سال سے۔''

''کتنا کما لیتے ہو؟''

''یہی کوئی دو اڑھائی ہزار ڈالر، آمدنی کمیشن پر منحصر ہے۔''

''میری پالیسی پر کتنا کمیشن ملے گا؟'' اس نے اگلا سوال پوچھا۔ میں سمجھ نہیں پا رہا تھا کہ یہ ایسے سوال کیوں پوچھ رہا ہے۔

''بیس ہزار پریمیم کا بیس فیصد، یعنی چار ہزار ڈالر۔''

''کیا تم یہ چار ہزار ڈالر کمانے کے لیے حد سے تجاوز کر سکتے ہو؟''

''اب یہ تو اس بات پر منحصر ہے کہ حد سے تجاوز کس حد تک کرنا ہے۔'' میں اپنے ہی جملے پر مسکرا دیا۔ مجھے دیکھ کر وہ بھی مسکرایا اور بولا:

''واہ! حد سے تجاوز کرنے کی حد... بہت خوب!''

''مسٹر ہیرس اب سنو! مجھے لاسٹ اسٹیج کا بلڈ کینسر ہے۔ ڈاکٹروں کے مطابق میں ایک سال سے زیادہ زندہ نہیں رہ سکتا بلکہ یہ بھی بہت زیادہ ہیں۔ میں شاید پانچ چھ ماہ میں مر جاؤں۔ میں جانتا ہوں کہ ایسے کسی بھی شخص کی انشورنس نہیں کی جا سکتی جو اس دنیا میں چند ماہ کا مہمان ہو۔'' مارش کی بات سن کر میں اداس ہو گیا۔ میں سمجھ گیا کہ اب یہاں بیٹھنا صرف وقت کا ضیاع ہے۔ میڈیکل رپورٹ کلیئر نہیں ہو پائے گی اور پالیسی منسوخ ہو جائے گی۔

''مسٹر مارش! ایسی صورت میں تو مشکل ہو جائے گی۔'' میرے لہجے سے مایوسی جھلکنے لگی تھی۔

''لیکن اگر ہم میڈیکل رپورٹ بنانے والوں کے ساتھ مالی تعاون کریں اور بدلے میں وہ ہمارے ساتھ تعاون کریں تو...''

''یہ بہت مشکل ہے۔ اگر میں نے کسی سے فیک رپورٹ بنانے کی بات کی اور یہ بات اعلیٰ حکام تک پہنچ جائے تو میرے لیے بہت برا ہو جائے گا۔''

''کچھ کمانے کے لیے خطرہ تو مول لینا پڑتا ہے۔''

''ایک بات سمجھ نہیں آئی، آپ کا تو کوئی وارث نہیں ہے تو پھر اس انشورنس کا کلیم کون وصول کرے گا؟'' میں نے الجھن ظاہر کی۔

''اچھا سوال ہے، میری ایک محبوبہ تھی، جس سے میں بہت محبت کرتا تھا۔ وہ بھی مجھ سے محبت کرتی تھی لیکن پھر مجھے اس پر شک ہونے لگا کہ وہ مجھے دھوکا دے رہی ہے۔ میں نے اسے بہت برا بھلا کہا اور دھکے دے کر گھر سے نکال دیا۔ اس نے اپنی سچائی ثابت کرنے کے لیے خودکشی کی کوشش کی لیکن بچ گئی۔ بعد میں مجھے احساس ہوا کہ وہ سچی تھی، مجھے ہی کوئی غلط فہمی ہوئی تھی اور میرے کسی دشمن نے اس کے بارے میں جھوٹ بولا تھا۔ اس بات کو دس سال گزر چکے ہیں، اب تو اس کی شادی بھی ہو چکی ہے لیکن میں آج بھی شرمندہ ہوں اور اس کا سامنا نہیں کر سکتا۔''

''اوہ! یہ تو بہت برا ہوا۔'' مجھے اس کی لو اسٹوری پر افسوس ہو رہا تھا۔

''اسی لیے میں نے سوچا کہ مرنے سے پہلے اپنا سب کچھ اسے دے دوں۔ یہ گھر اور کیفے تو کرائے پر ہے اور میرے بینک اکاؤنٹ میں زیادہ رقم بھی نہیں ہے۔ اب میں کیسے اس کی مدد کروں، پھر مجھے انشورنس کا خیال آیا، اسی لیے اس وقت تم یہاں ہو۔'' مارش نے بتایا۔

''اب میں سمجھ گیا! آپ چاہتے ہیں آپ کی سابقہ محبوبہ کو آپ کی انشورنس پالیسی کا وارث بنا دیا جائے تاکہ آپ کے انتقال کے بعد ایک ملین ڈالر جیسی بڑی رقم اسے مل جائے۔ آپ چوں کہ بیمار ہیں اور میڈیکل ٹیسٹ کلیئر نہیں کر پائیں گے، اس لیے آپ چاہتے ہیں کہ اس

سلسلے میں، میں آپ کی مدد کروں۔'' میں نے تفصیل بیان کی۔

''ہاں بالکل!''

''اور اگر میں معذرت کرلوں تو؟''

''تو میں پھر کسی اور کمپنی کے دروازے پر دستک دوں گا۔'' مارش نے کندھے اچکائے۔

میں سوچ میں ڈوب گیا۔ اس کی محبوبہ کو وارث بنانے میں تو کوئی مسئلہ نہیں تھا لیکن میڈیکل ٹیسٹ... ڈاکٹر رچرڈ میڈیکل لیب کے انچارج تھے اور عدیل صدیقی ان کا اسسٹنٹ تھا۔ وہ سانولے رنگ کا دبلا پتلا مناسب قد کاٹھ کا نوجوان تھا۔ اس کا تعلق لاہور سے تھا۔ میری اس سے اچھی دوستی تھی۔ سیمپل لینا، ان کا اندراج کرنا اور رپورٹ تیار کرنے کا کام وہی کرتا تھا۔ ڈاکٹر رچرڈ سیمپل کا معائنہ کرتے تھے اور فائنل رپورٹ پر دستخط کرتے تھے۔ اب اگر میں کسی طرح عدیل کو اپنے ساتھ ملالوں تو کام ہوسکتا تھا لیکن اگر ہم پکڑے جاتے تو نوکری بھی ہاتھ سے چلی جاتی اور شاید جیل کی سیر بھی کرنا پڑ جاتی۔

مجھے شروع سے ہی مارش کا رویہ مشکوک لگ رہا تھا۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ وہ مجھ سے کچھ چھپا رہا ہو۔ انشورنس کمپنیوں کے ساتھ فراڈ کرنے کی کہانی نئی نہیں تھی۔ سالوں سے مختلف انداز میں انشورنس فراڈ ہو رہے تھے لیکن میں آج تک اس کی زد میں نہیں آیا تھا۔ نہ تو میرے کسی کلائنٹ نے فراڈ کیا اور نہ ہی میں نے کسی کو ایسا کرنے کا مشورہ دیا۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ یہ میرے خلاف کوئی جال ہو، ہوسکتا ہے یہ مارش ہماری کمپنی کے لیے ہی کام کر رہا ہو۔ وہ صرف یہ دیکھنا چاہتا ہو کہ میں فراڈ میں ساتھ دینے کے لیے تیار ہوں یا نہیں۔ اب مجھے سوچ سمجھ کر جواب دینا تھا۔

''دیکھیں! میرے خیال میں یہ میرے لیے ممکن نہیں ہوگا۔'' میری زبان نے تو انکار کردیا

تھا لیکن دل کہہ رہا تھا کہ مجھے یہ خطرہ مول لینا چاہیے۔

''سوچ لو ہیرس! میں تمہیں مزید رقم بھی دے سکتا ہوں۔''

''مزید رقم، کیا مطلب۔''

''مطلب! پریمیم کی رقم کے علاوہ پانچ ہزار ڈالر مزید... میں جانتا ہوں تمہیں یہ کام کرنے کے لیے میڈیکل لیب والوں کو بھی ساتھ ملانا ہوگا۔ پانچ ہزار ڈالر اچھی خاصی رقم ہوتی ہے۔ تم دو ماہ میں اتنا کماتے ہو۔''

میں سوچ میں ڈوب گیا، اگر عدیل کو میں دو ہزار ڈالر دوں تو یقیناً وہ میرا کام کر سکتا ہے۔ باقی رقم سے کم از کم جارج کا قرض تو ادا ہو سکتا ہے۔ میں نہیں جانتا تھا کہ کین مارش کون ہے، کیا کرتا ہے، کیسا آدمی ہے۔ اس وقت میرے دماغ میں صرف ایک ہی خیال آ رہا تھا کہ مجھے پیسے کی سخت ضرورت ہے اور تھوڑے تھوڑے پیسے جمع کر کے ہی میں روسیو کا قرض چکا سکتا تھا۔ اگر میں ڈرتا رہتا تو وہ موٹا گینڈل، کلارا کو یا شاید مجھے بھی نقصان پہنچا دیتا۔

میں نے ایک لمبا سانس لیا اور مارش سے پوچھا:

''کیا میں سگریٹ پی سکتا ہوں؟''

''کیوں نہیں لیکن کمرے سے باہر جا کر۔ مجھے تمباکو نوشی سے سخت الرجی ہے۔ سگریٹ کے دھوئیں سے میرا سانس خراب ہونے لگتا ہے۔''

میں سر ہلاتا ہوا کمرے سے باہر نکل کر بالکونی میں کھڑا ہو گیا اور سوچنے لگا۔ جتنی دیر میں سگریٹ ختم ہوا، میں فیصلہ کر چکا تھا۔ میں یہ داؤ کھیلنے والا تھا لیکن اس وقت میں نہیں جانتا تھا کہ یہ ایک ایسی بازی کی شروعات ہے، جس کا انجام بہت بھیانک ہونے والا ہے۔ خیر... اس وقت انجام کی کسے پروا تھی۔ اگر کسی بات کی فکر تھی تو صرف اتنی کہ پیسہ کیسے کمایا جائے۔

''مسٹر مارش! میں تیار ہوں۔ مجھے ایک دن دیں، میں اپنے ساتھی سے بات کرلوں، اگر وہ راضی ہو جائے تو پھر کوئی مسئلہ نہیں۔''

''زبردست! یہ کی ہے نا، عقل مندوں والی بات!'' وہ خوش ہو گیا۔

''ٹھیک ہے، میں اب چلتا ہوں۔'' میں نے مارش سے ہاتھ ملایا اور باہر نکل گیا۔

جب میں میڈیکل لیب پہنچا بارہ بجنے والے تھے۔ عدیل ٹیپ ریکارڈر لگائے کشور کمار کا گانا سن رہا تھا۔

زندگی کی یہی ریت ہے

ہار کے بعد ہی جیت ہے

گانے کے الفاظ سن کر میں سوچنے لگا کہ شاید اب میں جیتنے والا تھا کیونکہ اب ہارنے کے لیے کچھ بچا ہی نہیں تھا۔

''ایڈی! کیسے ہو؟'' جیسے میں حارث سے ہیرس بن گیا تھا ویسے ہی وہ عدیل سے ایڈی۔

''ہیرس! خیریت... آج یہاں؟'' مجھے دیکھتے ہی بولا۔

''ہاں! مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ ڈاکٹر رچرڈ کہاں ہے؟''

''وہ کسی میٹنگ میں گیا ہوا ہے، ایک دو گھنٹے تک واپس آجائے گا۔''

''تو ابھی تم یہاں اکیلے ہو؟''

''نہیں! جین موجود ہے۔'' اس نے لیب کے ایک کونے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ جین ان کا چپڑاسی تھا۔ اس کا تعلق چین سے تھا۔ وہ چھبیس ستائیس سال کا نوجوان تھا جو ٹھیک طرح انگریزی بھی نہیں جانتا تھا۔ اس کا کام لیب کی صفائی کرنا، چائے بنانا، سیمپل اور ریکارڈ کو سنبھال کر رکھنا تھا۔

میں نے اس کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے ہاتھ ہلایا۔ مجھے دیکھ کر اس نے اپنی ثقافت کے مطابق سر جھکا کر سلام کیا۔

''چل آ جا لنچ کرنے چلتے ہیں۔'' میں اسے لیب سے باہر لے کر جانا چاہتا تھا۔

''اتنی جلدی؟ ابھی تو بارہ بھی نہیں بجے۔''

''مجھے کچھ بات کرنی ہے۔'' میں نے اسے آنکھ ماری اور وہ سمجھ گیا۔

ہم لیب سے باہر نکلے اور میری کار میں بیٹھ گئے۔

''ہاں! اب بتاؤ کیا خاص بات ہے؟''

''ایک کافی موٹی پالیسی ملی ہے۔'' میں نے بتایا۔

''ارے واہ! یہ تو اچھی بات ہے۔'' ایڈی مسکرا دیا۔

''لیکن ایک گڑبڑ ہے۔'' میں نے ماتھے پر انگلیاں مارتے ہوئے کہا۔

''کیسی گڑبڑ؟'' اس نے بھنویں اچکائیں۔

''کلائنٹ کو بلڈ کینسر ہے، شاید چار چھ ماہ میں ہی گزر جائے۔''

''اوہ! پھر تو میڈیکل کلیئر نہیں ہوگا۔ پالیسی رد ہو جائے گی۔ کوئی بات نہیں، کوئی اور موٹی پالیسی مل جائے گی۔'' ایڈی نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر تسلی دینے کی کوشش کی۔ میں نے اس کا ہاتھ پکڑا اور بولا:

''ایک صورت ہے کہ میڈکل کلیئر ہو جائے، مجھے تیری مدد چاہیے۔'' وہ کچھ دیر میری طرف دیکھتا رہا اور پھر بولا:

''میں کوئی دو نمبر کام نہیں کروں گا۔'' شاید وہ سمجھ گیا تھا کہ میں کیا چاہتا ہوں۔

''اگر دو ہزار ڈالر ملیں تو بھی نہیں؟'' میں نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا تو

اچانک اس کی آنکھوں میں چمک آ گئی۔

''دو ہزار ڈالر... میری تنخواہ سے بھی زیادہ!''

''ہاں! میں تمہیں دو ہزار ڈالر دوں گا۔ تمہیں رپورٹ کلیئر کروانی ہوگی۔''

''لیکن کیسے؟ میرا کام تو صرف سیمپل لے کر ڈاکٹر رچرڈ کے حوالے کرنا ہے۔ معائنہ وہی کرتے ہیں، رپورٹ بھی وہی بناتے ہیں۔ میں تو بس ان کی مدد کرتا ہوں۔''

''ایڈی! انسان چاہے کوئی بھی ہو، اس کے خون کا رنگ سرخ ہی ہوتا ہے۔ ہم بلڈ سیمپل تبدیل کر سکتے ہیں۔''

''اور ایکسرے؟''

''کیا ڈاکٹر رچرڈ ہر وقت تمہارے سر پر کھڑا رہتا ہے، دو چار منٹ کے لیے باتھ روم یا بریک پر نہیں جاتا کیا؟''

''ہاں! جاتا تو ہے۔''

''تو جب وہ اِدھر اُدھر ہو تو کسی پرانے کلائنٹ کے ایکسرے سے میرے کلائنٹ کا ایکسرے بدل دینا۔''

''یہ مشکل ہوگا۔ جین دیکھ سکتا ہے۔''

''میں مارش کو لنچ بریک کے وقت لے کر آؤں گا۔ جین اور ڈاکٹر رچرڈ بریک پر چلے جائیں گے تو ان کی غیر موجودگی میں ہم یہ کارروائی کر سکتے ہیں بلکہ تم مارش کی بجائے، میرا ایکسرے لے لینا۔''

''ہاں! یہ ہو سکتا ہے لیکن بلڈ سیمپل میں ایک مسئلہ ہو سکتا ہے۔ مجھے وہی بلڈ گروپ چاہیے جو مارش کا ہو۔ اس کے سرکاری کاغذات اور شناختی کارڈ میں بلڈ گروپ لکھا ہوگا۔ ویسے یہ بتاؤ

کہ اس کا بلڈ گروپ کیا ہے؟"

"وہ تو میں نے نہیں پوچھا۔" میں نے نفی میں سر ہلایا تو ایڈی بولا:

"اسے فون کر کے پوچھ لو!"

میں نے دائیں جانب دیکھا، ایک فون بوتھ موجود تھا۔

"میں فون کر کے آتا ہوں۔"

میں نے کار کا دروازہ کھولا اور فون بوتھ کی طرف بڑھا۔ بوتھ میں داخل ہو کر میں نے جیب سے وہی کاغذ نکالا جس پر شیلا نے مارش کا نمبر لکھا تھا۔

"ہیلو مسٹر مارش! میں ہیرس جیکوبی بات کر رہا ہوں۔"

"یس مسٹر ہیرس! کیا خبر ہے؟"

"آپ کا بلڈ گروپ کیا ہے؟"

"اے بی نیگٹیو۔"

"ٹھیک ہے، فی الحال یہی پوچھنا تھا۔ میں آپ کے کیس پر ہی کام کر رہا ہوں۔" میں نے فون رکھ دیا اور کار میں بیٹھ کر ایڈی کو بتا دیا۔

"اے بی نیگیٹو... تو ہمیں اب اے بی نگیٹیو خون چاہیے ہوگا۔ تم جانتے ہو نا یہ بلڈ گروپ پوری دنیا میں سب سے کم پایا جاتا ہے۔"

"ہاں! شاید کہیں سنا تھا، نیگیٹو بلڈ گروپ کم تعداد میں پائے جاتے ہیں۔"

"ہیرس! تمہارا بلڈ گروپ کیا ہے؟"

"بی پازیٹیو۔"

"میرا او نیگیٹو ہے اور راحیلہ کا اے پازیٹو ہے۔" ایڈی نے اپنی بیوی کا ذکر کیا۔

''کلارا کا بھی اے پازیٹیو ہے۔'' میں بے ساختہ بڑبڑایا۔

''پھر ہمیں کسی ایسے صحت مند آدمی کو تلاش کرنا ہوگا، جس کا بلڈ گروپ اے بی نیگیٹو ہو اور یہ کوئی آسان کام نہیں ہے۔'' ایڈی کی بات سن کر میں پریشان ہو گیا۔

''ہم بلڈ بینک سے خون لے سکتے ہیں۔''

''بلڈ بینک پر چون کی دکان نہیں ہے کہ جب دل کیا، دکان میں گئے اور سودا خرید لیا۔ وہ پوچھیں گے، خون کیوں چاہیے، کس کے لیے چاہیے، کس ہسپتال میں چاہیے تو کیا جواب دو گے؟''

''اوہ! ایسا پوچھا جائے گا کیا؟'' میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

''دیکھو! اب آہستہ آہستہ کمپیوٹر کا زمانہ آ رہا ہے۔ ڈیٹا بیس تیار کیا جا رہا ہے۔ اگلے دس پندرہ سال بعد ہر شخص کی زندگی کی تمام معلومات کمپیوٹر میں محفوظ ہوں گی۔ ابھی یہ سسٹم اتنا پختہ نہیں ہوا لیکن مستقبل میں سب کچھ کمپیوٹرائز ہو جائے گا۔''

''کمپیوٹر کا بلڈ بینک سے کیا تعلق؟''

''میرا کہنے کا مطلب ہے کہ ادارے ریکارڈ محفوظ رکھنے کی تیاری کر رہے ہیں۔ اس لیے تمام معلومات لی جائیں گی اور پھر ہی خون ملے گا۔''

''یعنی! یہ اتنا آسان نہیں جتنا میں نے سوچا تھا۔'' میرے لہجے سے مایوسی جھلکنے لگی۔

''یار ہیرس! تم کیوں ان چکروں میں پڑ رہے ہو، جتنی کوشش اس فیک پالیسی کے لیے کر رہے ہو، اس سے بہتر ہے کہ اپنے کام کو سنجیدہ لو! اس سے بہتر پالیسی مل سکتی ہے۔'' ایڈی نے مجھے سمجھانے کی کوشش کی۔

''وہ تو ٹھیک ہے، لیکن کوشش کرنے میں کیا حرج ہے؟''

''تو ٹھیک ہے، ایک صحت مند اے بی نیگیٹو بلڈ لے آؤ، باقی کام میں سنبھال لوں گا۔''

ایڈی نے لاپروا انداز میں کہا۔
''یاد آیا! تین ماہ پہلے میں نے اپنے الیکٹریشن جانسن کی انشورنس کی تھی۔ اس کا بلڈ گروپ بھی اے بی نیگیٹو ہی تھا۔''
''تمہیں کیسے پتا چلا؟''
''جس وقت میں اسے پالیسی کے بارے میں بتا رہا تھا تو اسے فون آیا تھا، اس کے کسی جاننے والے کے بھائی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا اور اے بی نیگیٹو خون کی اشد ضرورت تھی۔ جانسن نے کاغذات ادھورے چھوڑے اور ہسپتال بھاگ گیا۔ میں ہی اسے اپنی کار میں ہسپتال چھوڑ کر آیا تھا۔''
''تو کیا وہ دوبارہ مدد کرے گا؟''
''اسے کہوں گا کہ کسی کو خون کی ضرورت ہے۔ ڈاکٹر نے کہا ہے کہ پہلے عطیہ دینے والے کا بلڈ ٹیسٹ کیا جائے گا۔ اگر عطیہ دینے والے کا خون، مریض کے خون کے لیے موزوں ہوا تو ہی بلڈ لیا جائے گا۔''
''اور یہ سیمپل کون لے گا؟'' ایڈی نے پوچھا۔
''یقیناً جناب عدیل صدیقی عرف ایڈی... اور کون؟''
''یقیناً مجھے پھنساؤ گے۔'' ایڈی نے میرے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔
''یقیناً نہیں پھنسیں گے۔ تم بے فکر رہو! جانسن بہت شریف اور سیدھا سادا آدمی ہے۔''
''ہیری! ایک بات بتاؤ، کیا صرف چار پانچ ہزار کے کمیشن کے لیے تم یہ سب کر رہے ہو؟'' ایڈی نے پوچھا۔
''دیکھو! اس وقت میرے لیے ایک ایک ڈالر قیمتی ہے۔ تم نہیں جانتے میری محبوبہ کے

باپ کا قرضہ مجھ پر واجب الادا ہے۔ میں پچاس ہزار ڈالر کہاں سے لاؤں؟'' میں نے اپنی مجبوری بتائی۔

''اس سے بہتر ہے تم دونوں نیوزی لینڈ چلے جاؤ اور وہاں جا کر نئی زندگی کی شروعات کرو!''

''یہاں روزگار کا ٹھکانہ نہیں ہے، نئے ملک میں جا کر کیا کریں گے؟''

''اچھا، اب لنچ تو کروا دو!'' ایڈی نے کلائی پر بندھی گھڑی کی طرف دیکھ کر کہا اور میں نے سر ہلاتے ہوئے انجن اسٹارٹ کر دیا۔

☆.....☆.....☆

جارج اسٹریٹ پر ایک مشہور پاکستانی ریسٹورنٹ تھا۔ ہم نے وہاں سے مٹن قورمہ اور چکن بریانی کھائی۔ اس کے بعد ہم جانسن کی دکان پر چلے گئے۔

وہ اپنی دکان میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر مسکرا دیا اور بولا:

''ہیرس! آج کافی دنوں بعد نظر آئے۔''

''ہاں! ایک ایمرجنسی آ گئی ہے، ہمیں تمہاری مدد کی ضرورت ہے۔'' میں نے پریشان نظر آنے کی کوشش کی۔ ایڈی کا تو رنگ ہی اڑا ہوا تھا۔

''کیا ہوا؟ گھر کا فیوز اڑ گیا یا شاٹ سرکٹ ہو گیا؟''

''نہیں نہیں، یہ میرا دوست ایڈی ہے، اس کے بھائی کا آپریشن ہے، ہمیں اے بی نیگیٹو خون کی اشد ضرورت ہے۔''

''ہاں تو چلو! کون سے ہسپتال جانا ہے؟'' اس نے اخبار میز پر رکھا اور اٹھ کھڑا ہوا۔

''اوہ جانسن! بہت بہت شکریہ! لیکن فی الحال تمہیں کہیں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔''

''تو پھر خون کیسے دوں گا؟''

''ڈاکٹر نے کہا ہے کہ پہلے وہ عطیہ دینے والے کا بلڈ ٹیسٹ کریں گے، اگر خون مریض کے لیے موزوں ہوا تو ہی خون لیا جائے گا۔''

''اچھا! ایسا تو کبھی نہیں سنا۔''

''جانسن! یار ہم اور تم یہ میڈیکل کی باتیں کہاں جانتے ہیں، ان باتوں کو چھوڑو ہمیں صرف تھوڑا سا خون چاہیے۔ اگر ٹیسٹ کلیئر ہو گیا تو پھر میں خود تمہیں لینے آؤں گا۔''

''ٹھیک ہے، تو سیمپل کون لے گا؟''

''ایڈی ہسپتال کی لیبارٹری میں ہی کام کرتا ہے۔ یہی سیمپل لے گا۔'' میں نے کہا تو ایڈی نے پلاسٹک بیگ سے سرنج نکالی۔ سرنج ہم نے راستے میں ہی ایک فارمیسی سے خرید لی تھی۔

''ٹھیک ہے۔'' جانسن نے اپنی جیکٹ اتار کر بازو آگے کر دیا۔ ایڈی نے میری طرف دیکھا اور سرنج بازو میں لگا کر خون لے لیا۔

''بہت بہت شکریہ جانسن! تم بہت اچھے ہو۔''

ہم وہاں سے روانہ ہو گئے۔

''اب میں یہ سیمپل نظر چھپا کر کہیں رکھ دوں گا۔''

''میں تمہیں لیب چھوڑ کر مارش کے پاس جاتا ہوں۔ وہ ابھی اپنے گھر پر ہی ہو گا۔'' میں نے بتایا تو ایڈی نے سر ہلا دیا۔ میں نے گھڑی پر وقت دیکھا، ابھی ایک بجا تھا۔

دس منٹ بعد میں نے ایڈی کو لیب کے باہر اتارا اور دوبارہ مارش کے گھر روانہ ہو گیا۔

جب میں چیٹس وڈ پہنچا، پونے دو بجنے والے تھے۔

''مسٹر مارش! ہم نے بلڈ سیمپل کا انتظام تو کر لیا ہے، اب ہم کاغذی کارروائی کر لیتے ہیں، اس کے بعد میں آج ہی آپ کو لیب لے جاؤں گا۔'' اس کے بعد میں نے اسے ساری تفصیل

بتادی۔وہ خوش ہوگیا۔

''کافی تیز ہوتم،سب انتظام کرلیا۔''

''پیسہ ایک ایسی مشین ہے جس میں ہر کام کا میکانزم نصب ہے۔یہ مشین دنیا کا ہر کام کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے۔''میں نے جواب دیا۔

''تم سمجھ دار ہو،اچھا فیصلہ کیا۔''

اس کے بعد میں مارش کی رہنمائی کرتا رہااور وہ انشورنس کے فارم پر کرتا رہا۔

''مسٹر مارش! آپ نے اپنی سابقہ محبوبہ کا نام ابھی تک نہیں لکھا۔اس کا کیا نام ہے؟''میں نے فارم پر نظر ڈالتے ہوئے پوچھا۔

''کلارا...کلاراواٹسن۔''

جیسے ہی میں نے یہ نام سنا،میرے دل کی دھڑکن رک گئی اور میں سانس لینا بھول گیا۔پہلے تو مجھے اپنی سماعت پر یقین نہیں آیا۔اسی لیے میں نے دوبارہ پوچھا:

''کک...کیا نام بتایا آپ نے؟''

''کلارا...اس کا نام کلارا جے واٹسن ہے۔''مارش نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''یعنی کلارا جیکی واٹسن...میری کلارا۔''

☆.....☆.....☆

باب نمبر:2

''کیا ہوا مسٹر ہیرس؟ تم یہ نام سن کر چونک کیوں گئے؟'' میں دم سادھے مارش کی طرف دیکھ رہا تھا۔ کیا میری کلارا پہلے مارش کی محبوبہ تھی؟ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا۔

''ابھی کلارا واٹسن کہاں رہتی ہے؟'' میں نے ہمت کرتے ہوئے پوچھا۔

''یہ تو نہیں جانتا لیکن اتنا پتا ہے کہ نیو کاسل (New Castle) میں کہیں ہے۔ اس کا شوہر یونیورسٹی میں پروفیسر ہے۔''

''کلارا کی اس وقت عمر کیا ہوگی؟'' میں نے تصدیق کے لیے ایک اور سوال پوچھا۔

''یہی کوئی پینتالیس چھیالیس سال۔ تقریباً بیس سال پہلے ہم ایک ریسٹورنٹ میں نوکری کرتے تھے۔ میں ویٹر تھا اور وہ کیش کاؤنٹر سنبھالتی تھی۔ ہم دونوں اچھے دوست تھے اور پھر یہ دوستی محبت میں بدل گئی، ہم ایک ساتھ رہنے لگے لیکن شادی نہیں کی۔ ہم دونوں کا یہی خواب تھا کہ اپنا ریسٹورنٹ بنائیں گے۔ اس کے بعد ہی شادی اور بچے لیکن ہمارے درمیان کچھ غلط فہمیوں نے جنم لیا اور میں نے خود اپنے ہاتھوں سے اسے دھکے دے کر گھر سے نکال دیا۔ بعد میں مجھے پتا چلا کہ میں غلطی پر تھا لیکن اس وقت تک کافی دیر ہو چکی تھی۔ وہ یہ شہر چھوڑ کر ایڈیلیڈ چلی گئی۔ میں نے اسے کافی تلاش کیا لیکن وہ نہ مل سکی۔ چند دن پہلے مجھے پتا چلا کہ اس نے پانچ چھ سال پہلے شادی کر لی تھی اور اب وہ نیو کاسل میں رہتی ہے۔ اس کا ایک بیٹا بھی ہے۔''

جوں جوں مارش اپنی کلارا کے بارے میں بتا رہا تھا مجھے تسلی ہوتی جا رہی تھی۔ یہ صرف نام

کی مماثلت تھی۔ مارش کی کلارا اور میری کلارا میں زمین آسمان کا فرق تھا۔ وہ پینتالیس سالہ کوئی شادی شدہ عورت تھی جبکہ میری کلارا ابھی صرف انتیس سال کی تھی۔

''تو کیا آپ نے کلارا سے بات کی؟ معافی مانگی؟'' میں نے پوچھا تو مارش نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا:

''نہیں! ہمت ہی نہیں ہوئی۔ میں کس منہ سے اس کا سامنا کروں گا؟''

''تو پھر یہ پالیسی... اس کا کیا فائدہ؟''

''کفارہ سمجھ لو، میں نے اس کے ساتھ جو کچھ کیا، جو اسے ذہنی اور جسمانی اذیت پہنچائی، یہ پالیسی اس کا کفارہ ہے۔'' مارش نے بتایا اور صوفے کی پشت پر ٹیک لگا کر آنکھیں بند کر لیں۔

''تو کیا آپ اسے کبھی نہیں بتائیں گے؟''

''شاید نہیں، اس کا شوہر جوئیل بروک یونیورسٹی آف نیو کاسل میں اکنامکس کا پروفیسر ہے۔ جب میں مر جاؤں تو اسے اطلاع دے دینا، وہ کلارا کو بتا دے گا۔''

''یہ کچھ فلمی سا لگ رہا ہے۔''

''یہ زندگی ایک فلم، ایک ڈرامہ ہی تو ہے۔ ہم سب اپنے کردار نبھا رہے ہیں۔ اب تمہارا کردار یہی ہے کہ میرا بیمہ کرو اور میرے مرنے کے بعد کلیم کی رقم کلارا تک پہنچا دو۔ ہیرس! تم یہ کرو گے نا!'' اس نے میرا ہاتھ تھام کر پوچھا۔ اس کی آنکھیں نم ہو چکی تھیں۔

''ہاں! جیسا آپ چاہیں۔''

''ہیرس! میں تم پر بھروسا کر سکتا ہوں نا؟''

''ہاں! آپ مجھ پر بھروسا کر سکتے ہیں۔''

''شکریہ! مجھے یقین ہے کہ تم میری مدد کرو گے۔ کاش! میں تمہیں کچھ دے سکتا۔ میرے

پاس صرف تیس ہزار ڈالر کی جمع پونجی ہے۔ بیس ہزار تو پریمیم میں چلے جائیں گے، پانچ ہزار ڈالر تمہیں دے رہا ہوں۔ باقی میرے اخراجات اور علاج کے لیے۔"

"ایسی بات نہیں ہے۔ آپ جلد صحت یاب ہو جائیں گے۔" میں نے اسے تسلی دی۔ اس وقت وہ مجھے اپنی عمر سے بھی کافی بڑا لگ رہا تھا۔ ایک ہارا ہوا شخص، ایک شکست خوردہ... جو اپنی ہی غلطیوں کی وجہ سے آج تنہا اور تہی دامن تھا۔

"لیکن ایک مسئلہ ہے، مجھے کلارا کا شناختی کارڈ یا ڈرائیونگ لائسنس چاہیے ہوگا۔ اس کے بغیر مشکل ہو جائے گی۔"

"وہ... وہ تو میرے پاس نہیں ہے۔"

"تو فائل میں وارث کی شناخت کے لیے کیا لگاؤں گا؟" میں نے پوچھا۔

"جب ہم ساتھ تھے تو اس کے ڈرائیونگ لائسنس کی چند کاپیاں میرے پاس تھیں۔ کسی سرکاری کام کے سلسلے میں ہم نے کچھ فوٹو کاپیاں کروا کر رکھی ہوئی تھیں۔ وہ مل سکتی ہیں۔"

"لیکن اب تک تو اس لائسنس کی معیاد ختم ہو چکی ہوگی۔"

"اوہ! پھر اب؟"

"ایک کام ہو سکتا ہے۔ پرانے ڈیزائن کے ڈرائیونگ لائسنس کی ایکسپائر ڈیٹ پچھلے حصے پر لکھی ہوتی تھی لیکن اب نئے بننے والے لائسنس پر تاریخ فرنٹ سائیڈ پر لکھی ہوتی ہے۔ اگر مجھے پرانا لائسنس بھی مل جائے تو کام چل سکتا ہے۔" میں نے حل پیش کیا۔ میری بات سن کر مارش کا چہرہ چمک اٹھا۔

"ٹھیک ہے، میں ابھی لائسنس لے کر آتا ہوں۔" وہ کمرے میں چلا گیا اور دو منٹ بعد واپس آ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بلیک اینڈ وائٹ چھوٹا سا کاغذ تھا۔ درحقیقت یہ کلارا واٹسن

کے ڈرائیونگ لائسنس کی کاپی تھی۔
تصویر زیادہ واضح نہیں تھی لیکن شکل نظر آ رہی تھی۔
''کلارا جیک واٹسن۔'' میں نے لائسنس پر لکھا نام پڑھا۔
''ٹھیک ہے، آپ چیک تیار کریں، میں تمام کاغذات ایک دفعہ دیکھ لوں۔''
مارش نے سر ہلایا اور بیس ہزار ڈالر کا چیک سینٹرل لائف انشورنس کمپنی کے نام لکھ دیا۔ پھر اس نے مجھے پانچ ہزار ڈالر کیش دیے اور بولا:
''اب کیا رہ گیا ہے؟ مجھے کیفے بھی جانا ہے۔''
''ابھی تین بج رہے ہیں۔ ہم میڈیکل لیب چلتے ہیں۔ کچھ دیر وہاں لگ جائے گی، اس کے بعد آپ اپنے کیفے چلے جائیے گا۔'' میں نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا تو اس نے سر ہلا دیا۔
''مجھے بس دس منٹ دو، میں تیار ہو کر آتا ہوں۔''
میں نے سر ہلایا اور برآمدے میں جا کر سگریٹ پینے لگا۔
''کم از کم اس پالیسی سے جارج کا قرض تو ادا ہو جائے گا۔'' یہ سوچ کر دل کو تسلی ہوئی۔
دس منٹ بعد وہ واپس آ گیا۔ اب اس کا حلیہ کافی بہتر لگ رہا تھا۔ اس نے شیو کر لی تھی اور سیاہ رنگ کا سوٹ پہن لیا تھا۔ سفید شرٹ پر سرخ ٹائی بھی لگا رکھی تھی اور سیاہ ہیٹ پہن رکھا تھا۔
''اب کافی بہتر لگ رہے ہیں آپ۔'' میں مسکرا دیا۔
میں اپنی کیڈلک اور مارش اپنی بیوک میں میڈیکل لیب کی طرف روانہ ہوئے۔ نکلنے سے پہلے میں نے ایڈی کو فون کر کے بتا دیا تھا کہ میں مارش کو لے کر آ رہا ہوں، وہ تیار رہے۔
جب ہم لیب میں پہنچے، ڈاکٹر رچرڈ ایک فائل میں کھویا ہوا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ مسکرا دیا۔
''ڈاکٹر صاحب! یہ مسٹر کین مارش ہیں۔ ہم ان کی دو لاکھ ڈالر کی پالیسی کر رہے ہیں۔''

''زبردست! خوب محنت کر رہے ہو۔'' وہ مسکرائے۔

''اس کا میڈیکل ٹیسٹ کرنا ہے۔''

''ہاں کیوں نہیں، ایڈی! مسٹر مارش کو ایگزامینیشن روم میں لے جاؤ، میں بس دو منٹ میں آ رہا ہوں۔''

ایڈی، مارش کو ایگزامینیشن روم میں لے گیا اور مجھے اشارہ کیا۔ میں سمجھ گیا۔

''ڈاکٹر رچرڈ! مجھے کچھ مشورہ کرنا تھا۔''

''کیوں کیا ہوا؟''

''آج کل سینے میں جلن سی محسوس ہو رہی ہے۔ کچھ کھانے کو دل نہیں کرتا۔''

''تم دونوں خوب پاکستانی مرچ مصالحوں والے کھانے کھا رہے ہو نا! میں نے آج تم دونوں کو لنچ کے وقت پاکستانی ریسٹورنٹ میں دیکھا تھا۔'' وہ مسکرایا۔

''ہاں! بس اچانک پروگرام بن گیا تو ایڈی کو ساتھ لے گیا۔''

''ویسے معدہ و جگر کے اسپیشلسٹ کو دکھا لو تو بہتر ہے لیکن اگر تم چاہو تو میں دیکھ لیتا ہوں''

''آپ ہی دیکھ لیں، اب میں کہاں ہسپتال اور کلینک کے چکر لگاتا پھروں گا۔''

ڈاکٹر رچرڈ دن بھر تو لیب میں ہوتا تھا لیکن شام کو ایک پرائیویٹ کلینک میں پریکٹس کرتا تھا۔ کچھ دیر وہ میرا معائنہ کرتا رہا اور پھر بولا:

''ویسے سب تو ٹھیک لگ رہا ہے، بس زیادہ مرچوں والا کھانا مت کھانا۔''

''ٹھیک ہے، شکریہ!''

''میں ایک سیرپ لکھ دیتا ہوں، یہ روزانہ رات کو پی لیا کرنا۔'' اس نے اپنے نوٹ پیڈ پر ایک سیرپ کا نام لکھ دیا۔ اتنی دیر میں ایڈی بھی وہاں آ گیا اور بولا:

''ڈاکٹر رچرڈ! بلڈ سیمپل لے لیا ہے، ایکسرے بھی کر لیا ہے۔''

''ٹھیک ہے، صبح رپورٹ تیار کرتے ہیں اب تو چھٹی ہونے والی ہے۔'' انہوں نے اپنی گھڑی پر وقت دیکھا، ساڑھے چار بج رہے تھے۔

''ایڈی! سب ٹھیک ہے نا!'' میں نے اس کے کان میں سرگوشی کی۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا، میں مطمئن ہو گیا۔ باہر آ کر میں نے مارش سے پوچھا:

''کیسا رہا؟''

''ایڈی کے پاس پہلے ہی سرنج میں خون تھا۔ اس نے اسی سرنج پر میرے نام کا لیبل لگا دیا۔ چھاتی کا ایکسرے بھی کیا ہے۔ بس اتنا ہی۔''

''ٹھیک ہے، اب آپ اپنے کیفے میں جائیں اور مطمئن ہو جائیں، باقی میں سب دیکھ لوں گا۔'' میں نے مارش سے ہاتھ ملا کر اسے رخصت کر دیا اور اپنی کیڈلک میں بیٹھ کر ایک لمبا سانس لیا۔

ابھی تک تو میرا پلان کامیاب تھا۔ اگر ڈاکٹر رچرڈ میڈیکل رپورٹ میری من چاہی بنا دے اور ہارڈی بھی زیادہ شک و شبہات میں نہ پڑے تو پالیسی منظور ہو جاتی اور مجھے اچھی خاصی رقم مل جاتی۔ جب میں گھر پہنچا، پانچ بج چکے تھے۔ کلارا صوفے پر بیٹھی ٹی وی پر کرکٹ میچ دیکھ رہی تھی۔

''کس کا میچ ہو رہا ہے؟'' میں نے ٹی وی پر سرسری سی نظر ڈال کر پوچھا۔

''انڈیا اور نیوزی لینڈ، کیا آج بھی پیسہ لگانے کا ارادہ ہے؟'' اس نے میری طرف دیکھتے ہوئے پوچھا تو میں نے مسکرا کر نفی میں سر ہلایا اور بولا:

''چائے بناؤ! میں فریش ہو جاؤں پھر ایک گڈ نیوز دیتا ہوں۔''

''کیا واقعی!'' وہ چہکی اور اس کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''ہاں!'' میں نے اپنا بیگ میز پر رکھا اور باتھ روم کی طرف بڑھ گیا۔

کلارا کی فلاور شاپ گھر کے قریب ہی تھی۔ اس کی ڈیوٹی صبح آٹھ بجے سے شام چار بجے تک تھی۔ میں عموماً پانچ بجے کے بعد ہی گھر آتا تھا۔ وہ گھر آنے کے بعد صفائی کرتی اور میرے آنے کے بعد شام کی چائے بناتی۔ ہم روزانہ شام اپنے فلیٹ کی بالکونی میں بیٹھ کر چائے پیتے تھے۔

''ہیری بتاؤ نا! کیا گڈ نیوز ہے؟'' چائے پیتے ہوئے کلارا نے پوچھا۔ میچ کی وجہ سے ہم بالکونی کی بجائے ٹی وی لاؤنج میں ہی بیٹھے چائے پی رہے تھے۔

''ایک اچھی پالیسی ملی ہے، اگر منظور ہوگئی تو اچھا خاصا کمیشن مل جائے گا۔''

''زبردست! کتنا؟''

''سات ہزار ڈالر۔'' میں نے کمیشن کے علاوہ مارش کے دیے گئے پانچ ہزار میں سے اپنا تین ہزار جمع کر کے بتایا۔

''سات ہزار ڈالر کی پالیسی پر کتنا کمیشن ملے گا؟'' کلارا نے منہ بنایا۔

''میری جان! پالیسی تو دو لاکھ ڈالر کی ہے، سات ہزار ڈالر تو کمیشن ہے۔'' میں نے اسے اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔ میری بات سنتے ہی اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

''سات ہزار ڈالر کمیشن.... تم تو تین ماہ میں بھی اتنا نہیں کماتے۔'' اس کی نیلی آنکھیں چمکنے لگی تھیں۔

''دراصل کمیشن تو چار ہزار ڈالر بنے گا لیکن مجھے کچھ اضافی رقم ملی ہے۔'' اس کے بعد میں نے کلارا کو مارش سے ہوئی ملاقات اور آج کی روداد سنا دی۔

''اور اگر کچھ گڑبڑ ہوگئی تو؟''

''امید ہے ایسا نہیں ہوگا۔ ہم نے پکا کام کیا ہے۔'' میں نے لاپروا انداز میں کہا اور میز پر پڑی مارش کی فائل اٹھا کر پڑھنے لگا۔

''ہیری! ایک بات تو ہے، مارش اپنی سابقہ محبوبہ سے خوب محبت کرتا ہوگا نا! اسی لیے تو اس کے لیے اتنا کچھ کر رہا ہے۔''

''ہاں! اچھا ایک مزے کی بات بتاؤں، اس کی محبوبہ کا نام بھی کلارا واٹسن ہے، کلارا جے واٹسن۔''

''کیا واقعی! حیرت ہے۔''

''جب میں نے یہ نام سنا تو سوچا کہ کیا وہ تم ہی تو نہیں لیکن پھر پتا چلا کہ وہ کوئی اور ہے۔ یہ دیکھو اس کا آئی ڈی۔'' میں نے فائل سے مارش کی محبوبہ کا آئی ڈی نکال کر اسے دکھایا۔ وہ کچھ دیر دیکھتی رہی اور بولی:

''وہ کلارا جے واٹسن... یعنی کلارا جیک واٹسن اور میں کلارا جے واٹسن یعنی کلارا جیکی واٹسن...'' اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''ہاں تو؟'' میں کلارا کی بات سمجھ نہیں پایا تھا۔

''ہیری! ایک بات بتاؤ! اگر پالیسی منظور ہوگئی اور چند ماہ بعد کین مارش مر گیا تو انشورنس کی رقم کسے ملے گی؟''

''ظاہری بات ہے، پالیسی کی وارث یعنی کلارا واٹسن کو۔'' میں نے بے خیالی میں کہا۔

''کلارا واٹسن تو میں ہوں۔''

''ہاں لیکن وارث کلارا جیک واٹسن ہے۔'' میں نے تصحیح کی۔

''جیک اور جیکی میں صرف ایک حرف وائے (Y) کا فرق ہے۔ اگر فائل میں کلارا جیکی واٹسن لکھ دیا جائے اور میرا ڈرائیونگ لائسنس لگا دیا جائے تو کیا مارش کے مرنے کے بعد پیسہ مجھے مل جائے گا؟'' کلارا نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا۔ اس کے چہرے پر عجیب سی مسکراہٹ تھی اور اس کا انداز بہت ہی پراسرار سا لگ رہا تھا۔ میں نے اس کا یہ انداز پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ وہ اچانک ایک سمجھ دار اور ذہین لڑکی لگنے لگی تھی۔ میں کچھ دیر تک اس کی طرف دیکھتا رہا اور پھر بے اختیار بولا:

''کلیم کی رقم اسے ہی ملے گی جس کا نام پالیسی فائل میں لکھا ہوگا۔''

''اور فی الحال فائل پر کلارا جیک واٹسن کا نام ہے۔'' وہ مایوسانہ انداز میں بولی۔ میں اس کا انداز سمجھنے کی کوشش کرنے لگا۔

''ہاں تو جیک کے بعد وائے لگانے میں اور آئی ڈی کارڈ تبدیل کرنے میں کتنا وقت لگے گا۔ ہیری! ذرا سوچو تو سہی میں کیا کہہ رہی ہوں۔'' وہ میرے قریب آ کر بولی۔ میں اس کی سانسوں کی آواز سن سکتا تھا۔

''کلارا! تم جانتی ہو نا! کہ کیا کہہ رہی ہو؟''

''ہاں! فائل میں میرا نام ڈال دو، تین چار ماہ میں مارش مر جائے گا۔ مجھے یعنی ہمیں دو لاکھ ڈالر مل جائیں گے۔ پچاس ہزار روسیو کو دیں گے اور باقی ڈیڑھ لاکھ ڈالر سے کسی اور شہر میں ایک نئی زندگی کی ابتدا کریں گے۔ ہیری! ذرا سوچو تو سہی۔'' اس نے میرا ہاتھ تھام لیا۔

''لیکن! پالیسی کی تصدیق کے لیے جب مارش سے رابطہ کیا جائے گا تو وہ کہہ دے گا کہ اس کی وارث کلارا جیک واٹسن ہے، ہم پکڑے جائیں گے۔''

''پالیسی کی تصدیق کرنے والے کو بھی اپنے ساتھ ملایا جا سکتا ہے۔''

''نہیں، بالکل نہیں، پہلے ہی ایڈی یہ بات جان چکا ہے۔ میں مزید راز دان پیدا نہیں کر سکتا۔'' میں نے انکار کرتے ہوئے کہا۔

''تو پھر کوئی اور حل سوچو!''

''دیکھو! جب تک پالیسی منظور ہو کر ریکارڈ میں درج نہیں ہو جاتی، میں کوئی ہیرا پھیری نہیں کر سکتا۔ ہاں! ایک بار پالیسی کی فائل ریکارڈ روم میں پہنچ گئی تو پھر کسی طرح ریکارڈ روم میں جا کر اصل کلارا کا لائسنس نکال کر تمہارا لائسنس لگایا جا سکتا ہے اور نام میں معمولی تبدیلی کی جا سکتی ہے۔''

''کیا یہ آسان ہوگا؟''

''اتنا آسان تو نہیں لیکن اتنا مشکل بھی نہیں ہے۔ ہم اکثر ریکارڈ روم میں پرانی فائلیں دیکھنے کے لیے چلے جاتے ہیں۔ اکثر افراد اپنا، وارث یا گھر کا پتہ تبدیل کرواتے ہیں تو فائل نکال کر نیا اندراج کیا جاتا ہے۔''

''یعنی جب پالیسی منظور ہو جائے گی، اس کا اندراج ہو جائے گا تو کچھ دنوں کے بعد تم ریکارڈ روم میں جا کر نام تبدیل کر سکتے ہو نا!''

''ہاں!'' میں بے اختیار بڑبڑایا۔

''زبردست! تو پھر ہم یہی کام کریں گے۔''

''اگر پکڑے گئے تو؟'' میں نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

''ہیری! پکڑے تو ہم جائیں گے ہی، اب یہ فیصلہ وقت کرے گا کہ ہمیں روسیو پکڑتا ہے یا پولیس۔''

''روسیو کو رقم ادا نہ کی گئی تو وہ یقیناً ہمیں جان سے مار ڈالے گا اور اگر ہم نے نام تبدیل کر

دیا تو شاید پولیس پکڑ لے۔ پولیس تو دو چار سال جیل میں قید رکھنے کے بعد چھوڑ ہی دے گی لیکن روسیو... ہمیں زندہ نہیں چھوڑے گا، اسی طرح تو یہ مافیا والے لوگوں کے دلوں میں اپنا ڈر بٹھاتے ہیں۔'' میں نہیں جانتا کہ یہ باتیں میں کیوں اور کیسے کر رہا تھا۔ شاید اس وقت میرے دل میں بھی لالچ آ چکا تھا۔ میں بھی سمجھنے لگا تھا کہ وارث کا نام بدل دینے سے ہماری قسمت بھی بدل سکتی ہے۔

''ہیری! یہ بات تو اٹل حقیقت ہے کہ روسیو کے پچاس ہزار ڈالر ہم ادا نہیں کر سکتے۔ اب ہمارے پاس یہی ایک موقع ہے اور ہم یہ موقع کسی صورت گنوا نہیں سکتے۔''

''چائے ٹھنڈی ہو رہی ہے۔'' میں کلارا کا دھیان بٹانا چاہ رہا تھا۔

''یہاں پوری زندگی ٹھنڈی پڑ چکی ہے، تمہیں چائے کی پڑی ہے۔'' کلارا نے برا سا منہ بنا کر کہا اور صوفے کی دوسری جانب جا کر بیٹھ گئی۔ میں اس کی باتوں پر غور کرنے لگا۔

کلارا کی بات درست تھی، ان حالات میں ہم کبھی روسیو کا قرض واپس نہیں کر سکتے تھے۔ ہمیں کچھ نہ کچھ غیر قانونی کام کرنا ہی تھا۔ اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ نہیں تھا۔ میں نے چائے کا کپ اٹھایا اور بالکونی میں چلا گیا۔ موسم خوشگوار تھا، ٹھنڈی ہوا چل رہی تھی۔ ہمارے فلیٹ کے سامنے ایک باغ تھا جس میں کھلے رنگا رنگ پھول آنکھوں کو بھلے لگ رہے تھے۔ کچھ بچے وہاں فٹ بال کھیل رہے تھے اور کچھ نوجوان افراد جاگنگ کر رہے تھے۔ وہ سب بہت مطمئن اور خوش نظر آ رہے تھے۔ بس ایک میں ہی تو تھا، جس کا سکون برباد ہو چکا تھا۔ میں چائے کی چسکیاں لیتا رہا اور کلارا کی باتوں پر غور کرتا رہا۔ میں نے تمام اتار چڑھاؤ، منفی اور مثبت پہلوؤں کا مکمل جائزہ لیا۔

ہمارا کام کرنے کا طریقہ کار یہ تھا، مجھے یا ہر انشورنس ایجنٹ کو پالیسی کے تمام کاغذات اور

کمپنی کے نام پہلے پریمیم کا چیک مسٹر ڈیوڈ ہارڈی کو دینا ہوتا ہے۔ وہ ہمارے دفتر کا انچارج یعنی برانچ مینیجر تھا۔ پہلے وہ خود تمام کاغذات کا اچھی طرح جائزہ لیتا اور پھر اگر ضرورت محسوس کرتا تو انسپکشن ٹیم کو فائل بھیج دیتا۔ ان کا ایک نمائندہ تصدیق کے لیے کلائنٹ سے ملاقات کرتا۔ سب کچھ ٹھیک ہونے کے بعد پریمیم کا چیک بینک بھیج دیا جاتا اور رقم موصول ہونے کے بعد فائل ہیڈ آفس میں چلی جاتی۔ جہاں زونل مینیجر کے دستخط اور مہر کے بعد فائل کا اندراج کر دیا جاتا۔ ہیڈ آفس اور ریکارڈ روم نارتھ سڈنی میں تھا۔

کلارا کا منصوبہ قابلِ عمل تھا اور قابلِ گرفت بھی۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ مجھے نام تبدیل کرنے کا موقع ہی نہ ملتا اور مارش اس سے پہلے ہی مر جاتا۔ یہ بھی ہوسکتا تھا کہ پالیسی منظور ہی نہ ہوتی اور یہ بھی ہوسکتا تھا کہ جعلی میڈیکل رپورٹ پکڑی جاتی اور مجھے فراڈ اور جعل سازی کے کیس میں جیل بھیج دیا جاتا۔

ہر کام کے بہت سے ممکنات ہوسکتے ہیں۔ اگر ہر منفی پہلو کے بارے میں سوچتے رہیں تو انسان کوئی قدم اٹھا ہی نہیں سکتا۔ خطرہ تو کار چلانے میں بھی ہے، جان تو فٹ پاتھ پر چلنے والے کی بھی جاسکتی ہے۔ پولیس تو ٹریفک سگنل توڑنے پر بھی پکڑ سکتی ہے۔ کھانا بناتے ہوئے بھی انسان جل سکتا ہے، سبزی کاٹتے ہوئے انگلی بھی کٹ سکتی ہے۔ نہاتے ہوئے باتھ روم میں پھسل بھی سکتے ہیں۔ اب اس کا مطلب یہ تو نہیں کہ انسان ڈر کر بیٹھا رہے اور کچھ نہ کرے۔ اگر احتیاط کا دامن تھامے رہے تو انسان اپنی حفاظت خود کر سکتا ہے۔ جتنی دیر میں چائے ختم ہوئی، میں فیصلہ کر چکا تھا۔

''کلارا! میں نے سوچ لیا ہے۔'' میں نے اس کے قریب بیٹھ کر کہا۔

''تو پھر کیا فیصلہ کیا؟ روسیو کے ہاتھوں مرنا قبول ہے یا کچھ خطرہ مول لے کر ہم شاندار

زندگی گزاریں گے؟'' کلارا نے ٹی وی سے نظر ہٹا کر پوچھا۔ اس وقت انڈیا کی ٹیم بیٹنگ کر رہی تھی اور کریز پر کپل دیو نیوزی لینڈ کے باؤلروں کی دھلائی کر رہا تھا۔ میں نے ٹی وی سے نظر ہٹائی اور بولا:

''پہلے کچھ دیر محتاط انداز اپنانا ہوگا۔ پالیسی، کمپنی کے قوائد وضوابط کے مطابق کی جائے گی۔'' کپل دیو نے یارکر بال کا بہت بہترین انداز میں دفاع کیا۔ میں نے پھر کلارا کی طرف دیکھا اور بولا:

''جب سب سیٹ ہو جائے گا تو موقع دیکھتے ہی میں فائل میں نام تبدیل کر دوں گا۔''

''اور اس کے بعد؟'' کلارا نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''پھر جب مارش کے مرنے کی اطلاع ملے گی، تم اس کی وارث بن کر کلیم حاصل کرو گی۔ جیسے ہی ہمیں رقم ملی، روسیو کا قرض ادا کر کے ہم یہ شہر تو کیا، اس ملک سے ہی اڑ جائیں گے۔'' اسی وقت کپل دیو نے آگے بڑھ کر شان دار چھکا لگایا۔ اسٹیڈیم تماشائیوں کی تالیوں سے گونج اٹھا۔

''کیا ہم بھی اپنی زندگی میں ایسا ہی چھکا لگا سکیں گے؟'' کلارا نے ٹی وی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جہاں کپل دیو اپنے چھکے پر تماشائیوں سے داد وصول کر رہا تھا۔

''اگر تم میرا ساتھ دو گی تو ضرور۔'' میں نے اس کا ہاتھ تھام کر کہا۔

''یہ سب تم میرے لیے ہی تو کر رہے ہو، میں ساتھ نہیں دوں گی تو اور کون دے گا۔''

''سوچ لو! ہم ایک جرم کی طرف بڑھنے جا رہے ہیں۔ ایک بار جرم کے راستے پر چل نکلے تو واپس پلٹنا بہت مشکل ہو جاتا ہے۔''

''تم اس راستے پر ایڈی کے سنگ آج صبح ہی نکل چکے ہو، میں تو تمہاری ہمسفر بن رہی ہوں۔''

''تب میرے دماغ میں یہ خیال نہیں تھا کہ ہم اس انشورنس سے کتنا فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ میں تو اپنے چار پانچ ہزار ڈالر کے کمیشن کے چکر میں تھا۔''

''قدرت تمہیں دو لاکھ ڈالر کمانے کا موقع دے رہی ہے۔''

''میں اس موقعے پر چوکا مارنے کے لیے تیار ہوں۔''

''صرف چوکا! چھکا کیوں نہیں؟'' اس نے ایک بار پھر ٹی وی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''صرف چھکا ہی نہیں، دو لاکھ ڈالر کی ڈبل سینچری...'' میں نے کلارا کو اپنی بانہوں میں لے کر کہا اور وہ مسکرا دی۔

ہم جیسا سوچ رہے تھے، کیا ویسا ممکن بھی ہو سکتا تھا؟ کیا کمپنی کو دھوکا دینا اتنا آسان تھا؟ یہ تو وقت ہی بتاتا۔ فی الحال تو مجھے اس بات کی فکر تھی کہ میڈیکل رپورٹ میں کہیں کوئی گڑبڑ نہ ہو جائے۔ کیا پتا الیکٹریشن جانسن کو بھی کوئی ایسی بیماری ہو جس کی وجہ سے پالیسی رد ہو جائے۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن میں حسبِ معمول نو بجے دفتر پہنچا تو شیلا نے بتایا:

''کوئی تم سے ملنے آیا ہے۔'' اس نے لابی میں بیٹھے ایک شخص کی طرف اشارہ کیا۔ مجھے دیکھ کر وہ آگے بڑھا اور مصافحہ کرتے ہوئے بولا:

''میرا نام گورڈن آرچر ہے، مجھے آپ کے پاس شین نے بھیجا ہے، آپ نے پچھلے ماہ ان کا بیمہ کروایا تھا۔''

''ہاں! مجھے یاد ہے، کیا آپ کو بھی بیمہ کروانا ہے؟'' میں خوش ہو گیا۔

''جی ہاں! اسی لیے تو آپ کے پاس آیا ہوں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

''آئیں میرے ڈیسک پر چلتے ہیں۔'' میں اسے اپنے ڈیسک پر لے گیا اور کافی دیر تک اسے تمام معاملات سمجھاتا رہا۔ وہ ٹیکسی یونین ایسوسی ایشن میں کلرک تھا۔ جلد ہی وہ دس ہزار ڈالر کی پالیسی لینے پر راضی ہو گیا جس کا پریمیم پانچ سو ڈالر تھا۔ میں نے اس کی فائل تیار کی، پانچ سو ڈالر کا چیک لیا اور اسے رخصت کر دیا۔ اس وقت دس بج چکے تھے۔ میں بار بار فون کی طرف دیکھ رہا تھا، مجھے ایڈی کے فون کا انتظار تھا۔

پہلے میں نے سوچا کہ خود فون کر لوں لیکن پھر خیال آیا کہ ایسے فون کرنا مناسب نہیں ہے۔ جب رپورٹ تیار ہو گی تو وہ خود ہی مجھے فون کر دے گا۔ میں نے لانگ بیچ کا پیکٹ نکال کر سگریٹ سلگایا اور کلارا کی باتوں پر دوبارہ غور کرنے لگا۔

سگریٹ پینے کے بعد میں نے آرچر کی فائل اٹھائی اور ہارڈی کے کمرے کی طرف بڑھا۔ وہ ہمیشہ کی طرح سگار پی رہا تھا۔ مجھے دیکھتے ہی بولا:

''سنا ہے، کل تم نے ایک اچھی خاصی پالیسی فروخت کی ہے۔''

''ہاں لیکن ابھی میڈیکل رپورٹ کا انتظار ہے۔'' میں نے بتایا۔

''وہ تو دوپہر تک آ ہی جائے گی۔ مجھے ڈاکٹر رچرڈ نے بتا دیا ہے۔'' ہارڈی نے بے فکری سے کہا اور سیگار کا دھواں اڑانے لگا۔

''یہ دس ہزار ڈالر کی ایک پالیسی ابھی فروخت کی ہے۔'' میں نے آرچر کی فائل اس کے سامنے رکھ دی۔

''زبردست! خوب کام کر رہے ہو۔'' اس نے فائل کھولتے ہوئے کہا۔ کچھ دیر وہ فائل دیکھتا رہا اور پھر بولا:

''ہیرس! تم جانتے ہو میں تمہیں کیوں پسند کرتا ہوں؟''

''میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ شاید میرے کام کی وجہ سے یا میری شخصیت...'' مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اسے کیا کہوں۔

''کام تو تمہارا بہت واجبی سا ہے۔ تم سے اچھے انشورنس ایجنٹ اس دفتر میں موجود ہیں۔ ہاں! شخصیت پرکشش ہے۔'' وہ مسکرا دیا۔

''تو پھر کیا وجہ ہے؟''

''دیکھو! میرے نیچے دس ایجنٹ ہیں۔ پچھلے چار سال سے میں اس دفتر کا انچارج ہوں۔ اگر میں پرفارمنس کی بات کروں تو شاید تمہارا نمبر سات یا آٹھ ہوگا۔''

''میں جانتا ہوں۔ پچھلے سال میں ساتویں پوزیشن پر تھا۔'' میں نے صاف گوئی سے کام لیا۔

''تمہاری پالیسیوں کا پریمیم بھی مناسب ہوتا ہے لیکن ایک خاص بات ہے جو ہیڈ آفس میں بھی سب پسند کرتے ہیں۔ خاص طور پر کلیم انویسٹی گیٹنگ آفیسرز۔''

''کیا خاص بات ہے؟''

''ہم نے کبھی تمہاری کسی پالیسی میں فراڈ نہیں پکڑا۔ ہر پالیسی پانی کی طرح صاف ہوتی ہے۔''

''اوہ! شکریہ! میری کوشش یہی ہوتی ہے کہ کمپنی کو بھی مالی فائدہ ہو۔ کمپنی ترقی کرے گی تو ہی ہمیں بہتر معاوضہ ملے گا نا!'' میں نے مسکراتے ہوئے اس کا شکریہ ادا کیا اور دل میں سوچنے لگا کہ آج کل میں ان کا سات سالہ بھروسہ توڑنے کے بارے میں سوچ رہا ہوں۔

''ایک اور بات... تم نے پچھلے سات سالوں میں تین سو سے زائد پالیسیاں فروخت کی ہیں، ان میں سے صرف آٹھ پالیسیوں کے مالک انتقال کر گئے اور کمپنی کو کلیم ادا کرنا پڑا۔ یہ بات کمپنی کے مالکان کو بہت پسند ہے۔ وہ یہی چاہتے ہیں کہ کلائنٹ ہر سال پریمیم بھرتا رہے

اور وہ خود منافع کماتے رہیں۔"

"جی میں جانتا ہوں۔ اب کلائنٹ مرتے نہیں ہیں، اس میں میرا تو کوئی کمال نہیں ہے نا!" میں مسکرا دیا۔

"درست کہہ رہے ہو لیکن تم صحت منداور سمجھ دار کلائنٹ تلاش کرتے ہو، انہیں اچھی طرح گائیڈ کرتے ہو، یہ تمہاری خصوصیت ہے۔ میرا خیال ہے مجھے تمہاری پرموشن کی بات کرنی چاہیے۔"

"کیا واقعی!" میں حیران ہوا۔

"ہاں بالکل! میں جلد ہی زونل مینیجر سے بات کروں گا۔ شاید تمہیں ہیڈ آفس منتقل ہونا پڑے"

"میرے لیے اس سے بڑھ کر کیا ہو سکتا ہے۔" میں خوش ہو گیا۔

"ایسے ہی ایمانداری سے کام کرتے رہو گے تو بہت آگے جا سکتے ہو۔ تم چہرہ شناس ہو، آدمی سے بات کرتے ہی اس کی شخصیت کا درست اندازہ لگانے پر قادر ہو۔ اپنے ہنر کو مثبت انداز میں استعمال کرو، تمہارے سامنے ایک روشن مستقبل ہے۔"

"شکریہ! میں کوشش کروں گا کہ کبھی بھی کمپنی کو مجھ سے کوئی شکایت نہ ہو۔" اس کے بعد میں اجازت لے کر وہاں سے نکل آیا۔

اپنے ڈیسک پر بیٹھ کر میں سوچنے لگا کہ کمپنی مجھ پر بھروسہ کرتی ہے، میری خیر خواہ ہے لیکن میں اسے دھوکا دینے کا سوچ رہا ہوں۔ میں نے سوچا کہ کلارا سے بات کرنی چاہیے۔ وہ اس وقت اپنی دکان پر ہو گی۔ میں نے دکان کا نمبر ملایا۔ دوسری بیل پر ہی فون اٹھا لیا گیا۔

"ہیلو! ہیون فلاورز!" کلارا نے اپنی دکان کا نام بتایا۔

"کلارا! میں بول رہا ہوں۔"

''ہاں بولو! خیریت ہے نا! اب یہ نہ کہہ دینا کہ مارش کی پالیسی منظور نہیں ہو سکی۔'' اس نے اپنا خدشہ ظاہر کیا۔

''نہیں، ایسی بات نہیں ہے۔'' پھر میں نے اسے ہارڈی کی بات بتا دی۔ وہ کچھ دیر خاموش رہی اور پھر بولی:

''دیکھو! کمپنی تمہارا فائدہ سوچ رہی ہے اور تم بھی اپنا۔ دونوں صورتوں میں فائدہ تو تمہارا ہی ہوگا نا! تو پھر ہمارے حق میں کیا بہتر ہے، اس کا فیصلہ بھی ہمیں کرنا چاہیے۔''

''یہ کیا فضول سی منطق پیش کر رہی ہو!'' میں نے منہ بنا کر کہا۔

''ہیری! مجھے یہ بتاؤ! کیا تم زیادہ سارا پیسہ کمانا چاہتے ہو یا نہیں؟''

''چاہتا ہوں۔''

''کیا مجھ سے محبت کرتے ہو؟''

''ہاں بہت محبت کرتا ہوں۔ یہ کوئی پوچھنے والی بات ہے کیا؟''

''مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہو نا! ہمیشہ ساتھ رہنا چاہتے ہو نا!''

''ہاں ہاں ہاں!'' میں چلا اٹھا۔

''تو بس، اس موقع سے فائدہ اٹھانا ہی ہوگا، نہیں تو ہم دونوں روسیو اور گینڈل کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔'' کلارا نے دوٹوک انداز میں کہا۔

''میں بس تمہاری رائے جاننا چاہتا تھا۔ اب وہی ہوگا، جیسا ہم نے سوچا ہے۔'' میں نے بھی دوٹوک انداز میں فیصلہ کر لیا۔

''اوہ ہیری! تم بہت اچھے ہو، میرا کتنا خیال رکھتے ہو نا!'' کلارا کا لہجہ فوراً بدل گیا۔ اسی وقت مجھے شیلا کے قدموں کی آواز سنائی دی۔

''میں فون رکھتا ہوں، باقی بات شام کو۔'' میں نے کال کاٹ دی۔

''شام میں کس حسینہ کو فون کرو گے؟ کوئی نئی مل گئی ہے کیا؟'' شیلا نے میرے قریب آ کر پوچھا۔

''نہیں! ایسی بات نہیں ہے۔ میں اپنی محبوبہ سے ہی بات کر رہا تھا۔''

''کبھی ملوایا نہیں تم نے، کیا نام ہے اس حسینہ کا؟'' شیلا نے پوچھا تو میں فوراً کہنے لگا:

''کلا...'' فوراً مجھے اپنی غلطی کا احساس ہوا تو بولا:

''کرسٹینا۔''

''کرسٹینا، اچھا نام ہے۔'' شیلا مسکراتے ہوئے چلی گئی۔ وہ میرے کمرے میں کیوں آئی تھی، میں نہیں جانتا تھا۔ عموماً وہ ٹوائلٹ جانے کے علاوہ اپنی نشست سے نہیں اٹھتی تھی۔

''کہیں اس نے میری باتیں تو نہیں سن لیں؟'' میں نے دل میں سوچا لیکن پھر مطمئن ہو گیا کیونکہ میں نے کلارا سے صرف ہارڈی کی باتیں ہی کی تھیں، مارش یا اس کی پالیسی کے بارے میں کوئی لفظ ادا نہیں کیا تھا۔

دوپہر دو بجے میرے فون کی گھنٹی بجی، کال ایڈی کی تھی۔

''ہیرس! کین مارش کی میڈیکل رپورٹ تیار ہو گئی ہے، تم لے جا سکتے ہو۔''

''شکریہ! میں ابھی آتا ہوں۔'' میں نے ریسیور رکھ دیا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا باہر نکل گیا۔ پندرہ منٹ کے بعد میں ایڈی اور ڈاکٹر رچرڈ کے سامنے موجود تھا۔

''ہیرس! تمہارے کلائنٹ کی رپورٹ آ گئی ہے۔ دیکھنے میں تو کمزور لگ رہا تھا لیکن کافی تندرست ہے۔'' ڈاکٹر رچرڈ نے فائل میرے ہاتھ میں پکڑاتے ہوئے کہا۔

''ہاں! مجھے بھی احساس ہوا تھا کہ وہ کافی کمزور ہے۔'' میں نے سر ہلایا اور فائل پکڑ کر

وہاں سے نکل گیا۔

فائل اپنی کیڈلک کی فرنٹ سیٹ پر رکھنے کے بعد میں نے سوچا:

''یہ فائل نہیں دو لاکھ ڈالر ہیں۔ اب بس ہارڈی مطمئن ہو جائے اور انسپکشن میں کوئی گڑبڑ نہ ہو تو سب ٹھیک ہے۔ چاہے مجھے فائل میں وارث کا نام تبدیل کرنے کا موقع نہ ملے، پھر بھی سات ہزار ڈالر کمیشن تو مل ہی رہا تھا نا!

دفتر پہنچ کر میں سیدھا ہارڈی کے کمرے میں گیا اور فائل اس کے حوالے کر دی۔ وہ فائل دیکھ کر بہت خوش ہوا۔

''ہیرس! ویسے ایک کافی شاپ کا مالک دو لاکھ ڈالر کی پالیسی لے رہا ہے، کمال ہے۔ شیلا نے بتایا تھا کہ اسی نے تمہیں یہ لیڈ دی تھی۔''

''ہاں! جب میں اس سے ملا تو وہ صرف پچاس ہزار ڈالر کی پالیسی لینا چاہ رہا تھا۔ پھر میں نے اسے بتایا کہ اگر وہ بیس ہزار ڈالر پریمیم ادا کر سکتا ہے تو بڑی پالیسی لے لے، ایک سال بعد وہ پالیسی پر قرض لے کر اپنے کاروبار کو بڑھا سکتا ہے۔ بس وہ سمجھ گیا اور دو لاکھ ڈالر کا بیمہ کروانے کے لیے راضی ہو گیا۔'' میں نے جھوٹ بولا۔ میں جانتا تھا کہ اب میرے جھوٹ بولنے کے دن آ چکے تھے۔ پہلے الیکٹریشن جانسن، پھر ڈاکٹر رچرڈ اور اب ہارڈی۔ مستقبل میں نہ جانے اور کتنوں سے جھوٹ بولنا پڑے۔

''ٹھیک ہے، میں فائل پر کام شروع کرواتا ہوں۔'' ہارڈی نے کہا اور میں اپنے ڈیسک پر واپس آ گیا۔

اس کے بعد میرا کام میں دل نہیں لگا۔ میں نے مارش کو فون کر کے میڈیکل ٹیسٹ پاس ہونے کی خبر سنائی۔ وہ بہت خوش ہوا اور بولا:

''کاش! میری حقیقی میڈیکل رپورٹ بھی ایسی ہی ہوتی۔'' اس کے لہجے سے مایوسی جھلک رہی تھی۔ میں کچھ دیر خاموش رہا اور پھر بولا:

''اب انسپکشن ٹیم کو آپ سنبھال لینا، پھر کوئی مسئلہ نہیں گا۔''

''تم بے فکر رہو!'' اس نے کال منقطع کر دی اور میں بھی گھر کے لیے روانہ ہو گیا۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن دو بجے ہارڈی نے مجھے اپنے کمرے میں بلوایا۔ میں جان گیا تھا کہ ہارڈی، مارش کی انشورنس کے بارے میں بتائے گا۔

''ہیرس! میں مارش کی پالیسی منظور کر رہا ہوں۔ سب ٹھیک ہے، بہت بہت مبارک ہو!'' ہارڈی نے سیگار کا دھواں اڑاتے ہوئے مجھے مبارک باد دی۔

''بہت بہت شکریہ!''

اس کے بعد ہارڈی مجھ سے کچھ دیر گفتگو کرتا رہا۔ وہ دوسری پالیسیوں کے بارے میں پوچھتا رہا، میں اسے جواب دیتا رہا۔

ہارڈی سے فارغ ہونے کے بعد میں نے مارش کو فون کر کے خوش خبری سنا دی اور شام کو گھر جا کر کلارا کو بھی بتا دیا۔ وہ بھی خوش ہو گئی۔

''اب نام کب بدلو گے؟'' کلارا نے پوچھا۔

''کم از کم ایک ماہ تک ہم دوبارہ اس پالیسی کی بات نہیں کریں گے۔ پھر جب موقع ملا تو نام بدل دوں گا۔ یہ قلم سنبھال کر رکھو!'' میں نے اپنا قلم اسے دیتے ہوئے کہا۔

''کیوں!''

''مارش کا فارم اسی قلم سے پُر کیا ہے، جب جیک کو جیکی بنانا ہو گا تو یہی قلم دوبارہ استعمال

کیا جائے گا۔ اگر میرے پاس رہا تو شاید کہیں گم جائے یا اس کی سیاہی ختم ہو جائے۔ اس لیے فی الحال یہ قلم استعمال نہیں کروں گا۔"

"بالکل ٹھیک کہا۔ لکھائی اور سیاہی ایک ہی ہونی چاہیے ورنہ کسی کو شک ہو سکتا ہے۔" کلارا نے قلم ٹی وی ٹرالی کے دراز میں رکھ دیا۔

"اب ہمیں صرف اور صرف انتظار کرنا ہے۔" میں نے کہا تو اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

☆.....☆.....☆

اگلے تین دن کافی مصروف گزرے۔ مجھے دو اور چھوٹی چھوٹی پالیسیاں مل گئیں۔ میں نے کئی سرکاری اور غیر سرکاری اداروں کے دورے کیے لیکن وہاں سے کوئی خاطر خواہ کامیابی نہ مل سکی۔ ہفتے کے دن میری چھٹی ہوتی تھی لیکن کلارا ڈیوٹی پر جاتی تھی۔ میں گھر میں اکیلا بیٹھا ہوا وی سی آر پر امیتابھ بچن کی فلم 'آخری راستہ' دیکھ رہا تھا۔ اچانک مجھے ایک خیال آیا اور میں نے مارش کو فون کیا۔

"ہیلو سر! آپ کے ہاتھ کی کافی پینے کا دل کر رہا ہے، کب تشریف لا سکتا ہوں؟" میں نے چہک کر پوچھا۔

"میں تو گھر پر ہی ہوں۔ جب چاہو آ جاؤ!"

"میں ایک گھنٹے تک پہنچ جاتا ہوں۔ کچھ پالیسی کے حوالے سے بھی بات کرنی ہے۔"

"میں انتظار کروں گا۔" مارش نے کہا تو میں نے ریسیور رکھ دیا۔

ایک گھنٹے کے بعد میں مارش کے ڈرائنگ روم میں بیٹھا تھا۔ کچھ دیر حال احوال اور پالیسی کے متعلق بات چیت ہوئی پھر وہ بولا:

"میں کافی بنا کر لاتا ہوں۔"

''مسٹر مارش! کیا میں آپ کا گھر دیکھ سکتا ہوں؟''

''ہاں ہاں ضرور کیوں نہیں، یہاں اور کوئی نہیں ہے۔'' وہ مسکراتا ہوا کچن میں چلا گیا اور میں گھر میں ٹہلنے لگا۔ گھر میں دو کمرے اور ایک لاؤنج تھا۔ ایک کمرہ مارش کی خواب گاہ کے طور پر استعمال ہوتا تھا جبکہ دوسرا کمرہ اس کا اسٹڈی روم تھا۔ میں اسی کمرے میں جانا چاہتا تھا۔ پچھلی ملاقات پر مارش نے مجھے بتایا تھا کہ اسے کتابوں سے عشق ہے، فارغ اوقات میں وہ تاریخی کتب اور معاشرتی ناول پڑھتا ہے۔ میں صرف یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ اس کی لائبریری میں کون کون سی کتب موجود ہیں۔

میں اسٹڈی روم میں داخل ہوا اور جیب سے کاغذ قلم نکال کر کچھ کتابوں کے نام لکھ لیے۔ پھر میں کچن میں چلا گیا، مارش کافی مگوں میں ڈال رہا تھا۔ ہم اپنا اپنا مگ لے کر لاؤنج میں آ کر بیٹھ گئے۔ میں نے باتوں باتوں میں مارش سے اس کی پسند ناپسند، دلچسپیاں، سیاسی وابستگی اور بہت سی دوسری باتیں پوچھتا رہا۔ وہ مسکرا کر جواب دیتا رہا۔ وہ نہیں جانتا تھا کہ میرے دماغ میں کیا چل رہا تھا اور نہ ہی میں نے اسے بھنک لگنے دی۔

ایک گھنٹے کے بعد میں نے مارش سے اجازت لی۔ اب میرا رخ چیٹس وڈ کے ریلوے اسٹیشن کی طرف تھا۔ اکثر بس اسٹاپ، ریلوے اسٹیشن اور بازاروں میں دیواروں، کھمبوں اور نوٹس بورڈز پر کرائے کے کمروں کے لیے اشتہار لگے ہوتے ہیں۔ مجھے بھی ایک اشتہار کی تلاش تھی۔ میں خوش قسمت تھا کہ معمولی تگ و دو نے بعد مجھے مطلوبہ اشتہار نظر آ گیا۔ میں اشتہار میں دیے گئے پتے پر گیا۔ وہاں ایک پچاس، پچپن سالہ عورت بیٹھی ہوئی تھی۔ اس کا نام ٹریسا تھا۔ میں نے اس کو اپنے آنے کا مقصد بیان کیا۔ پانچ منٹ بعد ان کے ساتھ بھی معاملات طے پا گئے۔

واپسی پر میں خوش تھا۔ میرا منصوبہ کام کر رہا تھا۔ جب میں گھر پہنچا تو تین بج رہے تھے۔ میں سینڈوچ اور چائے بنا کر لاؤنج میں آ کر بیٹھ گیا اور ٹی وی آن کر لیا۔ ٹی وی پر انگلینڈ اور سری لنکا کا کرکٹ میچ آ رہا تھا۔ انگلینڈ نے سری لنکا کو اچھا خاصا ٹارگٹ دیا تھا اور مجھے یقین تھا کہ انگلینڈ ہی جیتے گا۔ میرے دل میں خیال آیا کہ کچھ پیسہ اس میچ پر لگا دوں لیکن پھر ارادہ ملتوی کر دیا۔

اگلا دن اتوار تھا۔ ہم دونوں اتوار کے دن گھر پر ہی ہوتے تھے۔ میں صبح صبح ہی لیک مبایا بینکس ٹاؤن چلا جاتا اور پاکستانی ریسٹورنٹ سے نان چنے، نہاری، سری پائے وغیرہ لے کر آتا۔ ان علاقوں میں زیادہ تر پاکستانی، بھارتی اور بنگالی رہتے ہیں، اسی لیے یہاں ہمارے مطلب کی ہر چیز مل جاتی ہے۔

کلارا کو میرے ہاتھ کے بنے ہوئے کھانے بہت پسند آتے تھے، اس لیے اتوار کو میں خود کھانا بناتا اور وہ سبزی کاٹنے میں میری مدد کر دیتی۔ اگر مالی حالات اچھے ہوں تو رات کو ہم کسی اچھے ریسٹورنٹ میں کھانا کھاتے تھے۔ کلارا کو پاکستانی کھانے بہت پسند تھے۔ اس دن ناشتے میں، میں چکن نہاری اور نان لے آیا اور لنچ کے لیے میں نے مٹن قورمہ بنایا۔

ٹی وی پر آسٹریلیا اور نیوزی لینڈ کا کرکٹ میچ آ رہا تھا۔ ہم کھانا کھاتے ہوئے میچ دیکھ رہے تھے۔

''میرا خیال ہے ہم دونوں کو مارش کے کیفے جانا چاہیے۔'' میں نے کلارا سے کہا۔

''کیا وہ بہت اچھی کافی بناتا ہے؟'' کلارا کو کافی بہت پسند تھی۔ میں چائے زیادہ پسند کرتا تھا۔

''کافی تو اچھی ہی بناتا ہے، میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔'' میں نے پانی کا گلاس اٹھا کر کہا اور پانی پینے لگا۔ اس دوران میری نظر ٹی وی پر تھی۔

''کیا سوچ رہے ہو؟'' کلارا نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔
''تمہیں مارش سے دوستی کرنی چاہیے۔'' میں نے ٹی وی سے نظریں ہٹاتے ہوئے کہا۔
''مارش سے دوستی! سمجھی نہیں۔'' کلارا نے حیرت کا اظہار کیا۔ میں نے ایک لمبا سانس لیا اور بولا:
''میرا خیال ہے کہ تمہیں مارش سے ملنا چاہیے، خاص طور پر اس کے کیفے میں جانا چاہیے تاکہ اس کی موت کے بعد جب تم کلیم کی درخواست ڈالو تو گواہی موجود ہونی چاہیے کہ تم مارش کی دوست بلکہ محبوبہ ہو اور اس نے اپنی بیمہ پالیسی کا وارث تمہیں بنایا ہے۔ ہماری کہانی مضبوط ہو جائے گی۔''
میری بات سن کر کچھ دیر وہ خاموش رہی اور پھر بولی:
''ہیری! بات تو ٹھیک ہے لیکن اگر اس نے مجھ سے دوستی نہ کی تو؟''
''سنہری بال اور نیلی آنکھوں والی اتنی خوبصورت لڑکی جب کسی پچاس سالہ بیمار آدمی سے مسکرا کر بات کرلے تو وہ فوراً اس پر لٹو ہو جائے گا۔ مارش کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوگا۔ وہ تاریخی کتابیں اور معاشرتی ناول پڑھنے کا شوقین ہے۔ تم بھی یہی سب پڑھتی ہو۔ اگر تم دونوں کو کچھ وقت ملے تو اچھی خاصی گفتگو کر سکتے ہو۔''
''ہاں! یہ تو ہے۔''
''ایک اور بات... تمہیں کچھ دن کے لیے اکیلے رہنا ہوگا۔''
''وہ کیوں؟ کیا تم کہیں جا رہے ہو؟''
''نہیں، دیکھو! دو لاکھ ڈالر کی انشورنس کا کلیم اتنی آسانی سے نہیں ملے گا، انویسٹی گیشن ٹیم چھان بین ضرور کرے گی۔ جب تم رقم لینے جاؤ گی تو تمہارا فون نمبر، گھر کا پتہ وغیرہ پوچھا

جائے گا۔اب اگر تمہارا اور میرا گھر ایک ہی ہوا تو انسپکٹر سمجھ جائے گا کہ یہ ہم دونوں کی ملی بھگت ہے پھر دو لاکھ ڈالر تو نہیں دس، بیس سال کے لیے جیل کی قید ضرور ملے گی۔اس لیے ہمیں ہر قدم پھونک پھونک کر اٹھانا ہوگا۔"

"میں سمجھ گئی۔تو پھر میں گھر کہاں لوں؟"

"چیٹس وڈ میں ہی، مارش کے گھر کے پاس۔"

"ہیری! چیٹس وڈ بہت مہنگا علاقہ ہے۔ہم دو دو گھروں کا کرایہ کیسے ادا کریں گے؟"

"فی الحال ہمارے مالی حالات بہتر ہیں۔میرے پاس ابھی بھی دو ہزار ڈالر موجود ہیں ویسے بھی تمہیں کون سا وہاں ہمیشہ رہنا ہے۔بس دو تین ماہ کے لیے ایک لیڈیز ہاسٹل میں رہنا پڑے گا۔میں نے ہاسٹل تلاش کر لیا ہے۔پچاس ڈالر ہفتہ کرایہ ہے۔ہاسٹل کی مالک آنٹی ٹریسا نام کی خاتون ہیں۔میں ان سے بات کر آیا ہوں اور پیشگی سو ڈالر دو ہفتوں کا کرایہ بھی دے آیا ہوں۔"

"لگتا ہے پہلے ہی فیصلہ کر چکے تھے۔اس لیے کل سب تیاری کر لی اور مجھے بتایا بھی نہیں۔"

"میں کل ہی بتانا چاہ رہا تھا لیکن تم بہت دیر سے گھر آئی اور آتے ہی سو گئی۔"

"ہاں! کل ڈبل شفٹ کرنی پڑی، مارکس بیمار ہو گیا تھا۔" مارکس دکان کے مالک کا نام تھا۔

"کلارا! تم میری محبوبہ ہو اور میرے ساتھ رہتی ہو، یہ بات دفتر میں کوئی نہیں جانتا۔تمہارا نام بھی کوئی نہیں جانتا۔اس بات کو ہمیں تب تک چھپا کر رکھنا ہوگا جب تک کلیم کی رقم نہ مل جائے۔اس کے بعد تو ہم یہاں سے چلے جائیں گے۔پھر کوئی پریشانی کی بات نہیں ہوگی۔"

"مارش سے دوستی کیسے ہوگی؟"

"ہم آج شام اس کے کیفے چلتے ہیں۔میں اسے بتاؤں گا کہ تم میری پرانی کلاس فیلو ہو،

پھر میں کسی بہانے سے اٹھ جاؤں گا اور تم اس سے ناولوں کی باتیں شروع کر دینا۔ اسے باتوں باتوں میں یہ بھی بتا دینا کہ تم چیٹس وڈ میں سوزن اسٹریٹ پر واقع ایک ہوسٹل میں رہتی ہو۔ مارش بھی اسی اسٹریٹ پر پانچ سو میٹر کے فاصلے پر رہتا ہے۔"

"بات تو ٹھیک ہے۔"

اس کے بعد میں نے کلارا کو وہ کاغذ دے دیا جس پر میں نے کتابوں کے نام لکھے تھے۔ ان میں سے چند کتابیں کلارا نے بھی پڑھی ہوئی تھیں۔ میں اسے مارش کی پسند ناپسند بتاتا رہا۔ کھانا کھانے کے ساتھ ساتھ یہ سب باتیں چلتی رہیں۔

"میں کافی حد تک سمجھ گئی ہوں۔ اسے شیشے میں اتارنا مشکل نہیں ہوگا۔" کلارا نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کھانا کھانے کے بعد اپنا ایک بیگ پیک کر لو! کچھ ضروری سامان رکھ لو!"

"تو کیا اب مجھے ہاسٹل میں آوارہ لڑکیوں کے ساتھ رہنا ہوگا؟" کلارا نے منہ بنا کر پوچھا۔

"اپنا کیس مضبوط کرنے کے لیے مجبوری ہے، البتہ ویک اینڈ پر تم میرے ساتھ ہی رہنا۔"

"چیٹس وڈ سے ایش فیلڈ... اتنی دور... میں کام پر کیسے جاؤں گی؟"

"بس یا ٹرین... ساری دنیا پبلک ٹرانسپورٹ سے سفر کرتی ہے۔" میں نے لاپروا انداز میں کہا تو وہ مسکرا دی۔

"ٹھیک ہے سر! جیسے آپ کا حکم۔" کلارا کے اس انداز پر میں بھی مسکرا دیا۔

کھانے کے بعد اس نے ایک بیگ تیار کیا اور میں اسے ہاسٹل چھوڑ آیا۔

اس نے اپنا بیگ کمرے میں رکھا اور میری کیڈلک میں آ کر بیٹھ گئی۔ میں نے انجن

اسٹارٹ کر دیا۔

''پانچ بج گئے ہیں، مارش کیفے میں ہوگا۔''

''اتوار کو چھٹی نہیں کرتا وہ؟''

''نہیں، کیفے روزانہ کھلتا ہے اور وہ بھی روزانہ جاتا ہے۔'' میں نے جواب دیا اور کار کا رخ فائیو ڈاک کی طرف کر دیا جہاں مارش کا کیفے تھا۔

کیفے ڈیلائٹ تلاش کرنے میں مجھے مشکل نہیں آئی۔ پتہ میں اس سے سمجھ ہی چکا تھا۔ وہ کاؤنٹر کے پیچھے کھڑا تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ میری طرف چلا آیا۔

''ہیرس! تم یہاں... یہ تو سرپرائز ہے۔''

''ہاں مسٹر مارش! آج چھٹی تھی تو میں نے سوچا کہ آپ کا کیفے دیکھ لیں اور مزے دار کافی بھی پی لیں۔''

''ہاں ہاں ضرور! تمہارے لیے تو اسپیشل کافی تیار کی جائے گی۔ ہیرس! یہ خوبصورت لڑکی تمہارے ساتھ ہے؟'' اس نے کلارا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔

''ہاں! یہ میری پرانی کلاس فیلو ہے۔ کل جب تمہارے گھر سے واپس جا رہا تھا تو مارکیٹ میں مل گئی۔ یہ تمہارے گھر کے پاس ہی ایک ہاسٹل میں رہتی ہے۔''

''ارے واہ! میڈم کیسی ہیں آپ؟'' اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور مصافحہ کرنے کے لیے ہاتھ آگے بڑھایا۔

''میں ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں؟'' کلارا نے پوچھا۔

''بس گزر رہی ہے۔ آپ کا نام...''

''کیلی... آپ مجھے کیلی پکار سکتے ہیں۔'' کلارا کو میں نے سمجھا دیا تھا کہ اسے اپنا نام کیلی

بتانا ہے تا کہ کلارا بتانے پر مارش کو کسی قسم کا شک نہ ہو۔

''مسٹر مارش! کیلی بھی آپ کی طرح تاریخ کی دیوانی ہے۔ اس نے بہت سی تاریخی کتب اور ناول پڑھ رکھے ہیں۔''

''واقعی! پھر تو آپ کے لیے بہترین کافی تیار کی جائے گی۔ آپ ہمیشہ یاد رکھیں گی۔''

''اگر آپ بھی ہمارا ساتھ دیں تو مزہ دوبالا ہو جائے گا۔'' کلارا نے مارش کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا اور وہ اس ادا سے دم بخود رہ گیا۔

''ضرور... ضرور!''

ہم تینوں ایک میز پر بیٹھ گئے۔ مارش نے خود ہی ہمارا آرڈر دیا اور بات چیت کرنے لگا۔ جلد ہی میں نے نوٹس کیا کہ وہ کلارا میں خاص دلچسپی لے رہا ہے۔ یہ ہمارے لیے اچھی بات تھی۔ ہم وہاں تقریباً آدھا گھنٹہ موجود رہے اور اس پورے وقت میں مارش اور کلارا کی گفتگو ہوتی رہی۔

☆.....☆.....☆

اس کے بعد دن تیزی سے گزرنے لگے۔ کلارا اسی ہاسٹل میں رہنے لگی۔ چوں کہ کلارا دن میں نوکری کرتی تھی اور شام کو فارغ ہوتی تھی لیکن مارش شام کو کام کرتا تھا، اس لیے دونوں کی ملاقات ممکن نہیں تھی۔ کلارا اب ہر دوسرے دن دکان سے واپسی پر مارش کے کیفے میں جانے لگی تھی۔ وہاں وہ مارش کے ساتھ باتیں کرتی، دونوں ایک ساتھ کھانا کھاتے اور اکثر فلم دیکھنے سینما بھی چلے جاتے۔

کیفے کے ملازمین اور آس پاس کی دوسری دکانوں والے اب کلارا کو پہچاننے لگے تھے۔ سب اسے کیلی کے نام سے ہی جانتے تھے۔ مارش نے کلارا کو اپنی پرانی زندگی کی بہت سی

باتیں بتائیں لیکن بیماری کا ذکر نہیں کیا۔ شاید مارش یہ بات کسی پر ظاہر نہیں کرنا چاہتا تھا۔ میرے خیال میں مارش کے ڈاکٹر، میرے اور ایڈی کے علاوہ اور کوئی اس بیماری کے بارے میں نہیں جانتا تھا۔

مارش کی پالیسی کو دو ماہ گزر چکے تھے۔ اس دوران مجھے پالیسی میں نام تبدیل کرنے کا موقع بھی مل گیا اور کام آسانی سے ہو گیا۔ روسیو بھی یورپ کے دورے سے واپس آ چکا تھا اور گینڈل پھر اپنا گینڈے جیسا وجود لیے میرے سر پر سوار ہو چکا تھا۔ میں ہمیشہ کی طرح اب بھی ٹال مٹول سے کام لے رہا تھا۔ کرکٹ ورلڈ کپ ختم ہو چکا تھا۔ میں نے چند اور میچوں پر پیسے لگائے اور جیت گیا لیکن سیمی فائنل میں پاکستان اور آسٹریلیا کے میچ میں سب گنوا بیٹھا۔ میرا خیال تھا کہ پاکستان جیت جائے گا لیکن آسٹریلیا جیت گیا۔ اس میچ میں، میں تین ہزار ڈالر ہار گیا۔ خیر... یہ تو میرے ساتھ ہمیشہ سے ہوتا آ رہا تھا، اس میں کوئی نئی بات نہیں تھی۔

ایک دن میں اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل دیکھ رہا تھا کہ مجھے مارش کی کال موصول ہوئی۔

''مسٹر ہیرس! تم تو ہمیں بھول ہی گئے۔''

''نہیں! ایسی بات نہیں ہے، بس ذرا دفتر کی مصروفیات...'' میں نے جواب دیا۔

''کیلی تو اکثر ملتی ہے، بہت اچھی لڑکی ہے۔''

''ہاں! اگر میں اچھا ہوں تو میرے دوست بھی اچھے ہی ہوں گے نا!'' میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اچھا سنو! ایک خوش خبری ہے۔''

''ارے واہ! کیسی خوش خبری؟''

''میں نے تمہیں یہ بتانے کے لیے فون کیا ہے کہ میری بیماری بہتر ہو رہی ہے۔ ڈاکٹر پر

امید ہیں۔'' جیسے ہی میں نے یہ سنا، مجھے جھٹکا لگا۔ میرے ہاتھ سے ریسیور گرتے گرتے بچا۔ میں نے ہمت کی اور کمزور آواز میں بولا:

''واہ! یہ تو اچھی بات ہے۔ ڈاکٹر کیا کہتے ہیں؟''

''ڈاکٹروں کے مطابق اگر میں باقاعدگی سے علاج کرواتا رہوں تو شاید زیادہ عرصہ تک زندہ رہ سکوں۔''

''یہ... یہ تو اچھی خبر ہے۔'' میرے الفاظ میرے جذبات کا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

''ڈاکٹر نے ایک آپریشن کا بولا ہے۔ وہ کہہ رہا تھا کہ اگر آپریشن کامیاب ہو گیا تو میں ٹھیک ہو جاؤں گا۔ میں زیادہ وقت تک جی سکوں گا، ہیرس! میں زیادہ دیر تک جی سکوں گا۔'' وہ چہک رہا تھا اور اس وقت میری حالت ایسی تھی جیسے مارش اپنے علاج کے لیے میرے دونوں گردے مانگ رہا ہو۔ مجھے سمجھ ہی نہیں آ رہا تھا کہ وہ کیا کہتا جا رہا ہے۔ مجھے صرف اتنا سمجھ آیا تھا کہ وہ تندرست ہو رہا تھا۔

''ہیلو ہیرس! تم سن رہے ہو نا!'' وہ بلند آواز میں بولا تو میں نے خود کو سنبھالا اور پوچھا:

''تو پھر آپ آپریشن کروا رہے ہیں؟''

''ابھی فیصلہ نہیں کیا۔ دیکھتے ہیں ڈاکٹر حضرات کیا کہتے ہیں۔''

مارش کے فون کے بعد میں نے فوراً کلارا کو فون کیا اور بولا:

''آج گھر آ جاؤ! ضروری بات کرنی ہے۔''

''ٹھیک ہے۔'' کلارا نے جواب دیا۔

مارش کی آواز اور باتوں نے مجھے مضطرب کر دیا تھا۔ عموماً ہمارے دوست اگر تندرست ہو جائیں تو ہمیں خوشی ہوتی ہے لیکن مارش کی تندرستی ہمارے لیے بیماری کا سبب بن سکتی تھی۔ ہم

نے جو اتنا خطرہ مول لیا تھا اس کا مقصد صرف یہی تھا کہ دو چار ماہ میں مارش مر جائے گا اور ہمیں دو لاکھ ڈالر مل جائیں گے۔ اب جب سب ٹھیک ہو چکا تھا، میں پالیسی فائل میں وارث کا نام بھی تبدیل کر چکا تھا تو اگر مارش مرے ہی نہ، وہ تندرست ہو جائے تو پھر اس تگ و دو کا کیا فائدہ؟ اگر اسے پتا چل جائے کہ وارث کا نام تبدیل ہو چکا ہے اور میں نے اس کے ساتھ کیا سازش رچائی ہے، وہ فوراً پولیس کو اطلاع دے دیتا۔ میں اور کلارا گرفتار ہو جاتے اور لمبے عرصے کے لیے جیل کی ہوا کھانی پڑتی۔

شام چھ بجے میں کلارا کے سامنے بیٹھا ہوا تھا۔ میں نے اسے سب بتا دیا۔ وہ بھی سوچ میں ڈوب گئی۔

''ہیری! ایک بات تو میں نے بھی نوٹ کی ہے، مارش کی صحت دن بدن بہتر ہو رہی ہے۔''

''یہ ڈاکٹر کے علاج کی وجہ سے ہے یا تمہاری قربت کی وجہ سے؟'' میں نے کلارا کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے پوچھا۔

''ہیری! کیا ہو گیا ہے تمہیں؟ میں اس سے ہفتے میں بس دو بار ہی ملتی ہوں اور یہ سب تمہارے کہنے پر ہی تو کر رہی ہوں۔ وہ مجھے صرف اچھا دوست سمجھتا ہے، جیسے تمہیں اپنا دوست سمجھتا ہے۔''

''اب بتاؤ، کیا کرنا ہے؟'' روسیو واپس آ چکا ہے۔ گینڈل میرا سر کھا رہا ہے اور یہ بڈھا مر ہی نہیں رہا بلکہ یہ تو تندرست ہو رہا ہے۔'' میں نے میز پر زوردار مکا مارتے ہوئے کہا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو؟'' کلارا نے میرا ہاتھ تھام کر پوچھا۔

''پتا نہیں... پالیسی میں وارث تبدیل ہو چکا ہے، اگر کبھی مارش کو حقیقت معلوم ہو گئی تو ہم دونوں جیل میں ہوں گے۔''

''پھر کیا کیا جائے؟'' اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ میں نے بے دلی سے ریسیور اٹھایا۔ دوسری طرف ایک منحوس آواز سنائی دی۔

''ہیرس! میں نے ایک بات بتانے کے لیے فون کیا ہے۔'' گینڈل بولا۔

''کون سی بات؟'' میرے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی تھی۔ میں جانتا تھا کہ وہ کوئی نہ کوئی بکواس ہی کرے گا۔

''مسٹر روسیو پوچھ رہے تھے کہ میں نے آخری قتل کب کیا۔ میں نے انہیں بتا دیا کہ یہی کوئی تین سال پہلے۔ وہ بولے کہ اتنا وقفہ مناسب نہیں ہے۔ بندہ کام بھول جاتا ہے۔ پھر پوچھا کہ کبھی کسی عورت کو جان سے مارا؟ میں نے نفی میں جواب دیا تو وہ بولے کہ اگلا شکار عورت کا کرنا۔ میرا پستول بھی زنگ آلود ہو رہا ہے، کیوں نہ اسے استعمال میں لایا جائے؟ ہیرس! کیا کہتے ہو؟''

''کیا فضول بکواس کر رہے ہو؟''

''بکواس نہیں، مستقبل کی پیشن گوئیاں کہو میرے دوست!''

''روسیو سے کہہ دو! جلد اس کا پیسہ مل جائے گا!''

''یہ تو تم ہر بار ہی کہتے ہو۔ اگر ایک ماہ تک پیسہ نہ ملا تو... مجھے اپنے زنگ آلود پستول کو صاف کرنا ہی پڑے گا اور میں پہلی بار کسی عورت کو قتل کروں گا، مزہ آجائے گا!'' گینڈل نے فون رکھ دیا اور میں کلارا کی طرف دیکھنے لگا۔

''گینڈل تھا؟''

''ہاں! بکواس کر رہا تھا۔'' میں نے اس کے الفاظ کلارا کو سنا دیے۔

''ہیری! اب یا تو مارش مرے گا یا ہم۔'' کلارا کا چہرہ زرد پڑ چکا تھا۔ اس کی آنکھیں نم

ہونے لگی تھیں۔

''ہم کیوں مریں؟'' میں نے اسے اپنے گلے لگاتے ہوئے کہا۔

''ہاں! ہم کیوں مریں؟ مارش کو ہی مرنا ہوگا۔'' کلارا بولی۔

''لیکن وہ تو ٹھیک ہو رہا ہے۔ شاید سال دو سال یا اس سے زائد جی لے۔''

''ہیری! موت تو موت ہوتی ہے، اب وہ چاہیے طبعی ہو یا حادثاتی، کیا فرق پڑتا ہے۔'' کلارا نے سر اٹھا کر میری طرف دیکھ کر کہا۔

''کیا مطلب اس بات کا؟ کیا ہم مارش کو ماریں گے؟'' مجھے کلارا کی بات سن کر حیرت ہوئی۔

''اس کے علاوہ اور کوئی حل ہے کیا؟''

''کاغذات میں تبدیلی کرنا اور بات ہے لیکن قتل... کیا ہم ایسا کر پائیں گے؟'' میں نے کلارا کی آنکھوں کے آنسو صاف کرتے ہوئے پوچھا۔

''شاید!''

''سوچنا پڑے گا۔ ایک تو ہمارے پاس اتنی جمع پونجی بھی نہیں کہ یہاں سے فرار ہو کر کہیں اور چلے جائیں۔'' مجھے غصہ آ رہا تھا۔

''میرا باپ تو خود عیاشی کرتا کرتا مر گیا اور ہمارے سر پر پچاس ہزار ڈالر کا قرض چھوڑ گیا۔ کاش! وہ حادثے کا شکار نہ ہوا ہوتا، کاش! وہ زندہ ہوتا۔'' کلارا کے لہجے میں اپنے باپ کے لیے نفرت تھی۔

''ہاں! شاید تم ٹھیک ہی کہہ رہی ہو، موت تو موت ہوتی ہے، پھر چاہے طبعی ہو یا حادثاتی... کیا فرق پڑتا ہے۔'' میں نے کلارا کے الفاظ دوہرائے۔

''ہیری! تو پھر ہم اسے قتل کریں گے؟''

''تم کیا چاہتی ہو؟''

''تمہارے ساتھ سکون سے جینا...اس کے لیے میں کوئی بھی قیمت ادا کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ہیری! تم جانتے ہو نا میں تم سے کتنی محبت کرتی ہوں۔''

''میں بھی تو تم سے محبت کرتا ہوں، اسی لیے تو یہ سب کر رہا ہوں۔'' میں نے اس کے گال پر بوسہ دیتے ہوئے کہا۔

''لیکن یہ قتل، ایک حادثہ لگنا چاہیے اور ہم پر بالکل شک نہیں ہونا چاہیے۔''

''کیا تم واقعی سنجیدہ ہو؟'' میں نے کلارا سے پوچھا۔

''ہیری! تم جانتے ہو، میں مذاق نہیں کرتی۔ مارش تو ویسے بھی اپنی بیماری سے مر جائے گا، آج نہیں تو کل۔''

''کیا ہم انتظار نہیں کر سکتے؟'' میں نے پوچھا۔

''میں تو انتظار کرنے کے لیے تیار ہوں۔ کیا روسیو انتظار کرے گا؟''

میرے پاس کلارا کی اس بات کا کوئی جواب نہیں تھا۔ میں سوچ کے سمندر میں ڈوب گیا۔

''اگر پکڑے گئے تو؟'' میں نے خدشہ ظاہر کیا۔

''تم نے میڈیکل رپورٹ اور وارث کا نام ہوشیاری سے تبدیل کیا نا! اگر اچھا منصوبہ بنایا جائے گا تو ہم پر کوئی آنچ نہیں آئے گی۔''

''تم آج کی رات یہیں رک جاؤ، دونوں اس پہلو پر سوچتے ہیں۔'' اس نے اثبات میں سر ہلایا اور کچن میں چائے بنانے چلی گئی۔

میں سوچنے لگا کہ کیا میں اتنا باہمت ہوں کہ کسی شخص کو جان سے مار سکوں، اگر ہم پکڑے گئے تو طویل قید ہمارا مقدر بن سکتی تھی۔ اسی وقت کلارا بولی:

”ہیری! ایک بات یاد رکھنا! موت ہمارا مقدر بن چکی ہے۔ اب یا تو ہم گینڈل کی پستول سے مریں گے یا جیل میں سسک سسک کر۔ اگر جینا ہے تو کچھ ایسا شان دار منصوبہ بنانا ہوگا کہ پولیس ہماری گرد کو بھی نہ پہنچ سکے۔“

”تم چائے بناؤ، میں کچھ سوچتا ہوں۔“

میں ان تمام مرڈر مسٹری فلموں کو یاد کرنے لگا جو میں نے آج تک دیکھی تھیں۔ ہم کوئی پیشہ ور قاتل یا مجرم نہیں تھے۔ ہمیں ان فلموں کو دیکھ کر ہی اپنا منصوبہ بنانا تھا۔

دل میں ایک طرف مارش کے بارے میں نرم جذبات تھے تو دوسری طرف کلارا کی معصوم سی شکل۔ گینڈل نے کئی بار کہا تھا کہ وہ مجھے مارے یا نہ مارے لیکن کلارا کو نہیں چھوڑے گا کیونکہ پیسہ اس کے باپ نے لیا تھا۔

لیکن میں گینڈل کو کبھی ایسا کرنے نہیں دوں گا، وہ میری کلارا کو ہاتھ بھی نہیں لگا سکتا۔ اب مجھے ہی کچھ کرنا ہوگا۔ ویسے بھی کلارا کا میرے علاوہ اس دنیا میں اور ہے ہی کون!

☆.....☆.....☆

باب نمبر:3

''سب سے پہلے ہمیں مارش کی روٹین کا جائزہ لینا ہوگا، وہ کس وقت سوتا ہے، کب جاگتا ہے، کہاں کہاں جاتا ہے۔'' میں چائے کی چسکی لیتے ہوئے بولا۔

''اس کی روٹین بہت لگی بندھی ہے۔ صبح دس بجے اٹھتا ہے، ناشتہ کرتا ہے، پھر کوئی کتاب پڑھتا ہے یا ٹی وی دیکھتا ہے۔ ساڑھے تین بجے وہ کھانا کھاتا ہے اور کیفے چلا جاتا ہے۔ وہاں سے رات دس، گیارہ بجے تک فارغ ہوتا ہے اور گھر آ کر سو جاتا ہے۔ پچھلے دو ماہ سے میں اس کی یہی روٹین دیکھتی آ رہی ہوں۔'' کلارا نے تفصیل بتائی۔

''حادثاتی اموات دو طرح کی ہو سکتی ہیں۔ یا تو اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو جائے یا پھر گھر میں کوئی حادثہ پیش آ جائے مثلاً آگ لگنا یا سیڑھیوں سے پھسل جانا۔''

''یہ کام آسان نہیں ہوگا۔'' کلارا نے نفی میں سر ہلایا۔

''قتل بھی دو طرح کا ہو سکتا ہے۔ یا تو اس کی کسی سے دشمنی ہو اور دشمن گولی مار دے یا پھر کوئی ڈکیتی وغیرہ ہو جائے اور ڈکیت گولی مار کر فرار ہو جائے۔'' میں نے بتایا۔

''تمہیں کیا بہتر لگتا ہے؟'' کلارا نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔ اس کا انداز ایسا تھا جیسے کسی دکان پر مجھے چند سوٹ دکھانے کے بعد پوچھ رہی ہو کہ کون سا خریدوں۔

''میں چاہتا ہوں کہ مارش کی موت اس انداز میں ہو کہ اس کی ذاتی زندگی یا پچھلی زندگی کے بارے میں زیادہ چھان بین نہ ہو۔''

''تو ایسا کیسے ہوگا؟''

''ایک ترکیب سمجھ آ رہی ہے۔'' میں نے چائے کی آخری چسکی لی اور کلارا کی طرف دیکھ کر کہا: ''مارش کا کیفے فائیو ڈاک میں ہے اور گھر چیٹس وڈ میں۔ اگر وہ بارہ بجے کیفے بند کرے تو ساڑھے بارہ بجے کے قریب گھر پہنچے گا۔ گھر جانے کے لیے وہ تمہارے ہاسٹل کے سامنے سے گزرتا ہے۔''

''ہاں تو کیا میں اسے قتل کروں گی؟'' کلارا کی آنکھیں حیرت کے مارے چوڑی ہو گئیں۔

''نہیں نہیں، میں کچھ اور سوچ رہا ہوں۔''

''کیا؟''

''اگر میں ساڑھے بارہ بجے کے قریب تمہارے ہاسٹل کے سامنے کھڑا ہو جاؤں اور جب مارش کی کار وہاں سے گزرے تو اسے رکنے کا اشارہ کروں۔ وہ مجھے دیکھ کر کار روک دے گا، میں اس کے پاس جاؤں گا۔ اسے کسی بہانے سے باہر بلاؤں گا، وہ جیسے ہی کار سے باہر نکلے گا، اسے گولی مار کر خود کار لے کر فرار ہو جاؤں گا۔''

''آئیڈیا اچھا ہے۔ ایسا لگے گا کہ کسی نے کار لوٹنے کی کوشش کی۔ مقتول کو گولی ماری اور کار لے کر فرار ہو گیا۔ ڈکیتی کی واردات میں ایک قتل۔'' کلارا کی آنکھیں چمک اٹھیں۔

''اب یہاں تمہیں ایک کام کرنا ہوگا۔''

''میرا کیا کام؟''

''تمہیں گواہ اکٹھے کرنے ہوں گے۔ تمہارے کمرے کی کھڑکی سڑک پر کھلتی ہے اور ٹیرس بھی سڑک کی جانب ہے۔ اگر تم اپنی دو تین سہیلیوں کے ساتھ ٹیرس پر کھڑی ہو تو وہ یہ واردات

ہوتے ہوئے اپنی آنکھوں سے دیکھیں گی اور ہمیں گواہ مل جائیں گے۔"

"میں سمجھی نہیں۔"

"دیکھو! میں مارش کے انتظار میں کھڑا ہوں گا۔ میری پشت ہاسٹل کی جانب ہوگی۔ اس لیے کوئی بھی لڑکی میرا چہرہ نہیں دیکھ سکے گی۔ جب میں مارش کی کار روکوں گا، تم ان کو میری طرف متوجہ کرنا، پھر میں گولی مار کر فرار ہو جاؤں گا تو یہ منظر سب دیکھیں گی۔ جیسے ہی مارش کار روکے گا، میں چہرے پر نقاب چڑھا لوں گا، تاکہ اگر کوئی مجھے سامنے سے دیکھ بھی لے تو چہرہ نہ دیکھ سکے۔"

"اتنی رات کو ٹیرس پر لڑکیاں کیوں جمع ہوں گی؟"

"کیونکہ اگلے دن بیس دسمبر یعنی اتوار ہوگا اور تمہاری سالگرہ ہوگی۔ تم اپنی سہیلیوں سے کہنا کہ کل صبح تمہاری سالگرہ ہے جسے تم آج رات بارہ بجے ان سب کے ساتھ منانا چاہتی ہو۔ کیک، بیئر، وہسکی اور چند دوسری چیزوں کا انتظام میں کر دوں گا۔ مفت کی پارٹی کون چھوڑتا ہے؟" میں نے آخری جملہ مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں یہ بات تو ہے، مفت کی شراب کون چھوڑتا ہے لیکن اگر مارش لیٹ ہو گیا یا اس نے راستہ بدل لیا تو؟"

"عموماً تو ایسا ہوتا نظر نہیں آ رہا، مجھ سے زیادہ اس کی روٹین تم جانتی ہو۔ راستہ بدلنے کا بھی سوال پیدا نہیں ہوتا۔ اس کے گھر تک جانے کے لیے اور کوئی راستہ ہی نہیں ہے، اسے لازمی ہاسٹل کے سامنے سے گزرنا ہوگا۔"

"ہاں یہ تو درست کہا۔" کلارا نے میری تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

"آج بدھ ہے، میرا خیال ہے یہ کام اس ہفتے کی رات کرنا ہوگا۔ اب ہم مزید انتظار نہیں کر سکتے۔"

''پستول کہاں سے آئے گا؟ ہمارے پاس تو نہیں ہے۔''

''ہے ایک جاننے والا، جس کے پستول کو تین سال سے زنگ لگ رہا ہے، اسی سے لینا پڑے گا۔''

''گینڈل پستول دے دے گا؟''

''اپنا نہ سہی لیکن انتظام تو کر دے گا نا!''

''وہ پوچھے گا کہ کیوں چاہیے تو کیا جواب دو گے؟''

''میں کہہ دوں گا کہ اپنی حفاظت کے لیے چاہیے۔''

''لیکن جب مارش قتل ہو جائے گا تو شاید وہ سمجھ جائے کہ اس کے قاتل تم ہی ہو۔''

''اتنا بڑا جرم ہم اس کے لیے ہی تو کر رہے ہیں۔ روسیو اور گینڈل کو اپنے پچاس ہزار سے مطلب ہے، ہم جیسے مرضی کمائیں، انہیں اس سے کیا لینا دینا۔''

''تو پھر گینڈل سے کہو کہ وہی مارش کو مار دے۔''

''وہ اسے کیوں مارے گا؟ یہ کام ہمیں ہی کرنا ہوگا۔''

''پھر اب کیا کرو گے؟''

''میں کل مارش کے گھر جاؤں گا اور دیکھوں گا کہ کیا واقعی وہ بہتر ہو رہا ہے۔ اگر یہ سچ ہے تو پھر ہمیں اسے مارنا ہی ہوگا۔ ہم زیادہ انتظار نہیں کر سکتے۔''

''ہیری! تم فکر نہ کرو، میں تمہارے ساتھ ہوں۔''

''اسی لیے تو مجھ میں اتنی ہمت ہے۔'' میں نے کلارا کو اپنی بانہوں میں بھینچ کر کہا اور وہ مجھ سے لپٹ گئی۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن میں مارش سے ملنے اس کے گھر چلا گیا۔ اس کی حالت واقعی کافی بہتر تھی اور وہ خوش تھا۔

''ہیرس! میں خود کو بہتر محسوس کر رہا ہوں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے بتایا اور میرے گلاس میں وہسکی ڈال دی۔

''اسی لیے تو میں حاضر ہوا ہوں۔ میں دیکھنا چاہتا تھا کہ اب آپ کی طبیعت میں کس حد تک بہتری ہے۔''

''میں تو زندگی سے مایوس ہو گیا تھا، پھر تم ملے اور تمہارے توسط سے کیلی ملی۔ وہ بہت اچھی لڑکی ہے۔''

''ہاں! اس میں تو کوئی شک نہیں۔ میں جانتا تھا کہ تمہیں ایک اچھے دوست کی ضرورت ہے اور پھر کیلی تمہارے گھر کے قریب ہی رہتی ہے۔ اس سے بہتر دوست تمہیں کوئی اور نہیں مل سکتا تھا۔''

''میں تمہارا شکر گزار ہوں۔'' اس نے اپنا سر ایسے جھکا کر کہا جیسے کوئی دربان کسی بادشاہ کے آگے سر جھکا کر سلام پیش کرتا ہے۔

''ڈاکٹر کیا کہتے ہیں؟''

''ڈاکٹر کا کہنا ہے کہ اگر میں آپریشن کے لیے راضی ہو جاؤں تو پھر امکان ہے کہ کینسر ختم ہو جائے۔''

''تو آپریشن کب کروانے کا ارادہ ہے؟''

''شاید اگلے ہفتے۔ ابھی حتمی فیصلہ نہیں ہو سکا۔''

''زبردست! کسی چیز کی ضرورت ہو تو اپنے دوست کو ضرور یاد رکھنا۔''

''ہاں ہاں ضرور، تم دونوں کے علاوہ میرا اور ہے ہی کون!'' اس نے میری آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا تو میں نظریں چرا گیا۔ وہ ایک شریف اور بے بس آدمی تھا۔ مجھ پر بھروسہ کرتا تھا۔ مجھے اور کلارا کو اپنا دوست سمجھتا تھا لیکن ہم اس کی جان کے درپے تھے۔ پہلے تو ہم نے پیسہ کمانے کے لیے صرف فراڈ کیا تھا لیکن اب اس کی جان بھی لینا چاہ رہے تھے۔ کبھی کبھی تو دل کرتا تھا کہ میں یہ سب چھوڑ کر کہیں دور چلا جاؤں جہاں نہ تو روسیو اور گینڈل کا خوف ہو اور نہ ہی پولیس کا ڈر... لیکن یہ اتنا آسان نہیں تھا۔

میں کچھ دیر بعد وہاں سے چلا گیا۔ اپنے دفتر جا کر میں نے کلارا کو فون کیا اور بولا:

''آج بھی ملنا ہوگا، تم گھر آ جانا۔''

''ٹھیک ہے۔'' کلارا نے فون رکھ دیا۔

پھر میں نے گینڈل کو فون کیا۔ مجھے امید تھی وہ اس وقت گھر پر ہی ہوگا۔ اس جیسے لوگ دن بھر سوتے ہیں اور راتوں کو جاگتے ہیں۔ چوتھی بیل پر اس نے فون اٹھا لیا۔

''ہیلو! میں ہیرس جیکوبی بات کر رہا ہوں۔''

''کیا بات ہے، آج تو مہربان نے خود ہی ہمیں یاد کر لیا۔ کیا پیسے واپس کرنے والے ہو؟'' گینڈل کی چہکتی ہوئی آواز سنائی دی۔

''وہ بھی جلد مل جائیں گے لیکن فی الحال مجھے تمہاری مدد چاہیے۔''

''کیسی مدد؟ کیا مزید پیسہ چاہیے؟''

''نہیں، مجھے ایک پستول چاہیے۔'' میں نے آہستہ سے کہا۔ اس وقت میرے کمرے میں کوئی موجود نہیں تھا اس لیے مجھے اس بات کا ڈر نہیں تھا کہ کوئی آواز سن لے لیکن پھر بھی احتیاط ضروری تھی۔

''مجھ سے پستول لے کر مجھے ہی مارنے کا منصوبہ بنالیا ہے کیا؟''

''ارے نہیں، مجھے کسی اور کام کے لیے چاہیے۔ یہ بتاؤ! مل سکتا ہے یا نہیں؟''

''پستول تو مل جائے گا، اعشاریہ بائیس کا ایک پستول میرے پاس ہے۔ کہو تو وہی دے دوں؟''

''ہاں ٹھیک رہے گا۔ چھوٹا سا ہوتا ہے، میرے لیے سنبھالنا آسان ہوگا۔'' میں جانتا تھا کہ اعشاریہ بائیس کے پستول کو لیڈیز پستول کہا جاتا ہے۔ یہ دیکھنے میں کافی چھوٹا اور وزن میں ہلکا ہوتا ہے۔

''ایک ہزار ڈالر، پستول کے ساتھ کارتوس بھی مل جائیں گے۔'' گینڈل بولا۔

''ٹھیک ہے، شام چھ بجے گھر آجاؤ، رقم مل جائے گی۔'' میں نے فون رکھ دیا۔

شام ساڑھے پانچ بجے میں گھر پہنچا تو کلارا پہلے ہی موجود تھی۔ اس نے زرد رنگ کا فراک پہنا ہوا تھا اور کوئی ناول پڑھ رہی تھی۔ میں نے اپنا ہیٹ اتار کر شیلف پر رکھا، ٹائی کی ناٹ ڈھیلی کی اور اس کے قریب جا کر بولا:

''چھ بجے گینڈل آرہا ہے۔'' میں نے اسے تفصیل بتادی اور غسل کرنے باتھ روم چلا گیا۔ جب میں واپس آیا تو گینڈل بھی آچکا تھا۔

''کیا بینک لوٹنے کا ارادہ ہے؟'' اس نے مسکراتے ہوئے پوچھا اور پستول میرے حوالے کیا۔

''نہیں۔''

''تو پھر؟''

''تمہیں اس سے مطلب نہیں ہونا چاہیے۔'' میں نے ہزار ڈالر اس کے ہاتھ پر رکھتے

ہوئے کہا۔

''چلانا تو آتا ہے نا!''

''ہاں!'' میں نے پستول کو دیکھتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تو وہ سر ہلاتے ہوئے چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد میں نے کلارا کو مارش سے ہوئی بات چیت کے بارے میں بتا دیا اور پھر اپنے منصوبے کے بارے میں بات کرنے لگے۔

''ہیری! مارش کو گولی مار کر تم اس کی بیوک کہاں لے کر جاؤ گے؟''

''سوچ رہا ہوں کہ بسبیز تالاب (Busbys Pond) میں پھینک دوں۔ وہاں رات کے وقت کوئی موجود نہیں ہوگا۔''

''لیکن وہ تو کافی فاصلے پر ہے۔ تمہیں چیٹس وڈ سے بسبیز پونڈ پہنچنے میں آدھا گھنٹہ لگ جائے گا۔ اگر راستے میں پولیس نے دیکھ لیا تو کیا ہوگا؟'' کلارا بولی۔

''پولیس کو کیسے پتا چلے گا کہ میں ایک بندہ مار کر کار تالاب میں پھینکنے جا رہا ہوں؟''

''تمہیں کیا لگتا ہے ہاسٹل کی لڑکیاں خاموش رہیں گی، جیسے ہی تم مارش کو قتل کر کے فرار ہو گے، ان میں سے کوئی ایک پولیس کو فون کرے گی اور انہیں کار کی تفصیل بتائے گی۔ پولیس فوراً وائرلیس پر اردگرد کی موبائل جیپوں کو اطلاع دے دے گی۔ اگر انہیں کار نظر آ گئی تو تم دوبارہ پندرہ بیس سال بعد ہی آزاد نظر آؤ گے اور میں بھی آٹھ دس سال کے لیے جیل چلی جاؤں گی۔''

کلارا کی بات میں دم تھا۔ مجھے بسبیز پونڈ پہنچنے میں کم از کم آدھا گھنٹہ لگ سکتا تھا۔ میں جانتا تھا کہ جیسے ہی ہاسٹل کی لڑکیاں واردات دیکھیں گی، فوراً پولیس کو کال کر دیں گی اور پولیس حرکت میں آ جائے گی۔ مجھے مارش کی کار کہیں آس پاس ہی چھپانی ہوگی، دو تین کلومیٹر کے دائرے میں۔

''ہیری! تمہیں کارچیئس وڈ میں ہی کہیں چھپانی ہوگی۔ اتنا لمبا سفر ممکن نہیں ہے۔'' کلارا نے بھی وہی بات کہی جو میں سوچ رہا تھا۔

''میں کل چیئس وڈ جا کر ریکی کرتا ہوں۔ پھر ہی کوئی فیصلہ کروں گا۔''

''تم ایک دو کلومیٹر کے فاصلے پر پہلے ہی اپنی کیڈلک کھڑی رکھنا، پھر بیوک وہیں چھوڑ کر اپنی کار میں واپس آ جانا۔''

''نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اگر ایک دو کلومیٹر کے بعد پولیس کو مارش کی بیوک مل گئی تو وہ یہی سمجھیں گے کہ کسی دشمن نے بدلہ لیا ہے اور پھر مارش کے ماضی کی کتاب کھولی جائے گی اور اس میں کلارا جیک واٹسن کا باب بھی ہوگا۔ میں نہیں چاہتا کہ پولیس مارش کی ذاتی زندگی کے بارے میں چھان بین کرے، اس لیے یہ واردات ایک ڈکیتی لگنی چاہیے، دشمنی کی بھینٹ چڑھا قتل نہیں۔ کلارا! میں تمہیں پہلے بھی بتا چکا ہوں۔''

''بات تو ٹھیک ہے۔ مارش کی بیوک نہیں ملنی چاہیے۔ آج جمعرات ہے، تو کیا کل ریکی کرنے جاؤ گے؟''

''ہاں! کل لازمی جانا ہوگا۔ کل شام تک تمام تیاریاں مکمل ہو جائیں گی۔ پرسوں رات تو عمل کی رات ہے۔''

''ہیری! تمہیں ڈر لگ رہا ہے کیا؟'' کلارا نے میرے قریب آتے ہوئے پوچھا اور میرے سینے پر اپنا سر رکھ دیا۔ میں اس کے سنہری بالوں کو سہلانے لگا اور بولا:

''پتا نہیں۔''

''ہم کامیاب تو ہو جائیں گے نا!''

''پتا نہیں۔''

''کیا ہمیں پیسہ مل جائے گا؟''

''پتا نہیں۔'' میں مشینی انداز میں ایک ہی جملہ بول رہا تھا۔

''فکر نہ کرو! میں تمہارے ساتھ ہوں۔'' کلارا نے میرا ہاتھ تھام لیا۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن جمعہ تھا۔ میں صبح دس بجے ہی آفس سے نکل گیا۔

''شیلا! ایک کلائنٹ سے ملنے جا رہا ہوں۔ مسٹر ہارڈی پوچھیں تو بتا دینا۔'' شیلا نے سر ہلا دیا۔

میں ساڑھے دس بجے چیٹس وڈ پہنچ گیا۔ کچھ دیر گھومتا رہا اور سمجھ نہیں آئی کہ مارش کی کار کہاں چھپائی جا سکتی تھی۔ کرسمس کے دن چل رہے تھے۔ دکانیں اور گھر سجے ہوئے تھے۔ اچانک مجھے ایک بورڈ نظر آیا اور ایک خیال سوجھا۔

''یومیہ کرائے پر گیراج حاصل کریں، رابرٹ گیسٹ ہاؤس۔''

''حارث میاں! کام ہو گیا۔ بیوک گیرج میں چھپائی جا سکتی ہے۔'' میں خوشی سے بڑبڑایا۔

وہ ایک پانچ منزلہ بڑی سی عمارت تھی۔ اس کی گراؤنڈ فلور پر ایک قطار میں دس گیراج بنے ہوئے تھے جن پر شٹر لگا ہوا تھا۔ عمارت کے درمیان میں ایک شیشے کا بڑا سا دروازہ تھا جو یقیناً گیسٹ ہاؤس کا داخلی دروازہ تھا۔ اگر مجھے گیراج مل جاتا تو میں مارش کی بیوک کچھ دن کے لیے وہاں چھپا سکتا تھا۔ یہ جگہ ہاسٹل سے صرف تین منٹ کی دوری پر تھی یعنی مارش کو قتل کرنے کے بعد میں تین منٹ میں یہاں پہنچ کر کار گیراج میں چھپا دیتا اور پولیس کار تلاش کرتی رہتی۔

میں نے اپنی کیڈلک سڑک کے کنارے کھڑی کی اور عمارت میں داخل ہو گیا۔

لابی میں ایک ساٹھ سالہ بوڑھا بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ مجھے دیکھ کر اس نے اخبار میز پر رکھا

اور بولا: ''کمرہ چاہیے؟''

''نہیں صرف گیراج۔''

''پانچ ڈالر یومیہ کرایہ ہوگا۔'' اس نے بے دلی سے کہا۔ شاید وہ گیراج سے زیادہ اپنے کمرے کرائے پر دینا پسند کرتا تھا۔

''ٹھیک ہے۔ مجھے شاید ہفتہ دس دن کے لیے گیراج چاہیے ہوگا۔''

''کیوں؟''

''میں کچھ دنوں کے لیے نیوزی لینڈ جا رہا ہوں۔ اپنی کار سڑک پر نہیں چھوڑ سکتا۔ اسی لیے حفاظت کی خاطر گیراج میں رکھنا مناسب ہے۔''

''ٹھیک ہے جو مرضی کرو، فی الحال تیس ڈالر ادا کر دو اور گیراج کی چابی لے لو!''

میں نے جیب سے پچاس ڈالر نکال کر اس کے ہاتھ میں دیے۔ اس کا چہرہ چمک اٹھا۔

''آپ فی الحال پچاس ڈالر رکھ لیں۔ باقی حساب بعد میں کریں گے۔''

''اس رجسٹر ڈ میں اپنا نام، فون نمبر اور پتہ لکھ دو!''

''میں نے اپنا نام اسکاٹ باربر لکھا اور فرضی فون نمبر اور پتہ لکھ دیا۔ اس نے زیادہ دھیان نہیں دیا اور چابی میرے حوالے کرتے ہوئے بولا:

''مسٹر باربر! یہ گیراج نمبر پانچ کی چابی ہے۔''

''بہت بہت شکریہ!'' میں نے شکریہ ادا کیا اور چابی اٹھالی۔

''کوئی کمرہ چاہیے ہو تو بتانا۔ دو تین گھنٹے کے لیے بھی چاہیے ہوگا تو مل جائے گا۔'' وہ عجیب انداز میں مسکرایا۔

''نہیں، میں شادی شدہ ہوں۔ مجھے ان کاموں میں دلچسپی نہیں ہے۔'' میں نے نفی میں

سر ہلایا اور چل دیا۔ اس کا منہ عجیب عجیب شکل بنانے لگا لیکن میں نے توجہ نہیں دی۔

لابی سے باہر نکل کر میں نے گیراج کھولا، وہ اچھا خاصا کشادہ تھا۔ مارش کی بیوک بہت آرام سے اندر آسکتی تھی۔ میری کوشش تھی کہ کسی چیز کو ہاتھ نہ لگاؤں کیونکہ مجھے فنگر پرنٹس کا بھی خیال رکھنا ہوگا۔

گیراج کو تالہ لگا کر میں دفتر چلا گیا اور کام میں مشغول ہو گیا۔ اب مجھے صرف ہفتے کی رات بارہ بجے کا انتظار کرنا تھا۔ اس کے بعد آر یا پار۔

☆.....☆.....☆

ہفتے کا پورا دن بے چینی میں گزرا۔ دفتر سے میری چھٹی تھی، اسی لیے میں پورا دن وی سی آر پر جاسوسی مرڈر مسٹری فلمیں دیکھتا رہا۔ پہلے میں نے امیتابھ بچن کی فلم 'پروانہ' دیکھی اور اس کے بعد نوین نشچل کی 'دھند' اور آخر میں دیو آنند کی 'سی آئی ڈی'۔ میرے گھر کے پاس ہی ویڈیو کیسٹ کی دکان تھی، میں وہاں سے فلمیں خرید لاتا تھا۔ کلارا نے اپنی تین سہیلیوں کو بتا دیا تھا کہ کل اس کی سالگرہ ہے اور آج رات بارہ بجے وہ پارٹی کریں گے۔ تینوں سہیلیاں خوش ہو گئیں۔

میں سوچ رہا تھا کہ مارش کو مارتے وقت مجھے ایلی بائی (عدم موجودگی کا ثبوت) دینے کی ضرورت تھی یا نہیں، کیا کبھی پولیس کا شک مجھ پر جا سکتا تھا یا نہیں۔ مجھے احتیاط کا دامن تھامے رکھنا تھا۔ میرے ٹی وی لاؤنج کی کھڑکی کا پردہ اکثر کھلا رہتا تھا۔ اگر کمرے میں بتی روشن ہو تو سامنے والی بلڈنگ کے چار فلیٹوں سے لاؤنج دیکھ سکتے تھے۔ میں نے پردہ ایسے سیٹ کیا کہ سامنے سے صرف ٹی وی نظر آئے اور صوفے نظر نہ آئیں۔ میں یہ تاثر دینا چاہتا تھا کہ ہفتے کی رات اپنے گھر میں بیٹھا فلم دیکھ رہا تھا۔ مجھے یقین تھا کہ سامنے والے چار فلیٹوں میں سے کوئی

نہ کوئی یہ بات ضرور نوٹ کرے گا کہ میں گھر میں موجود ہوں اور ٹی وی دیکھ رہا ہوں۔ میری کیڈلک پارکنگ میں کھڑی رہے گی، یہ دوسرا ثبوت ہوگا۔

رات گیارہ بجے مجھے کلارا نے فون کیا اور بتایا کہ سب کچھ پلان کے مطابق چل رہا ہے۔ میں خوش ہوگیا۔

میں نے سیاہ ٹراؤزر، میرون ٹی شرٹ اور گہرے نیلے رنگ کی ٹوپی پہنی۔ وی سی آر پر انیل کپور کی فلم 'مسٹر انڈیا' لگادی۔ میں خود بھی مسٹر انڈیا یعنی غائب ہونے والا تھا۔ اسی لیے یہ فلم مجھے اس موقع پر مناسب لگ رہی تھی۔ لائٹ، ٹی وی، پنکھا سب چلتا چھوڑ کر میں اپنے فلیٹ سے باہر نکل گیا۔

ایش فیلڈ سے چیٹس وڈ جانے کے لیے لوکل ٹرین ساڑھے گیارہ بجے چلنی تھی۔ میں گیارہ بج کر پچیس منٹ پر ریلوے اسٹیشن پہنچ گیا اور ٹکٹ خرید لیا۔ گینڈل سے خریدا ہوا پستول میرے ٹراؤزر کی جیب میں تھا۔

جب میرے پاس کار نہیں تھی تو لوکل ٹرین یا بس میں ہی سفر کرتا تھا۔ آج کافی عرصہ بعد میں ٹرین میں بیٹھا تھا۔ میں سوچنے لگا کہ آخری بار ٹرین کا سفر کب کیا تھا لیکن کچھ خاص یاد نہیں آیا۔ بارہ بجے ٹرین چیٹس وڈ کے اسٹیشن پر رک گئی۔ میں باہر نکل آیا اور سوزن اسٹریٹ کی طرف چل دیا۔ جب میں کلارا کے ہاسٹل کے قریب پہنچا، بارہ بج کر دس منٹ ہو چکے تھے۔ مجھے ایک خیال آیا اور میں نے فون بوتھ سے مارش کے کیفے کا نمبر ملایا۔

چھٹی گھنٹی پر کسی نے فون اٹھالیا اور ایک مرد کی آواز سنائی دی۔

''ہیلو! کیفے ڈیلائٹ۔''

یقیناً وہ مارش کا ملازم تھا۔

''مسٹر مارش سے بات ہو سکتی ہے؟'' میں نے اپنی آواز بھاری بناتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں، وہ گھر جا چکے ہیں۔''

''شکریہ!'' میں نے فون بند کر دیا۔ اس کا مطلب ہے کہ مارش دس پندرہ منٹ تک پہنچنے والا ہے۔ میرے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی اور ماتھے پر پسینہ آ گیا۔ میں نے فوراً لونگ بیچ کا پیکٹ نکالا اور ایک سگریٹ سلگا کر لمبے لمبے کش لینے لگا۔

''حارث میاں! حوصلہ رکھو، سب ٹھیک ہو جائے گا۔'' میں نے خود کو تسلی دی۔ اس دوران چند گاڑیاں میرے قریب سے گزریں لیکن کسی نے مجھ پر توجہ نہیں دی۔

اچانک ایک سفید کار میرے قریب آ کر رکی۔ میرا دل تھم سا گیا۔

''یہ کون ہو سکتا ہے؟'' میں بڑبڑایا۔

''کیا مجھے ایک سگریٹ مل سکتا ہے؟'' ایک پتلی سی مردانہ آواز سنائی دی۔

مجھے اپنی غلطی کا احساس ہو گیا۔ میں کافی دیر سے درخت کے پیچھے چھپا ہوا تھا۔ سیاہ لباس کی وجہ سے اندھیرے میں مجھے دیکھنا آسان نہیں تھا لیکن جلتا ہوا سگریٹ دور سے دیکھا جا سکتا تھا۔ میں کافی دیر تک کار میں بیٹھے ہوئے تنک منک سے شخص کو دیکھتا رہا۔ وہ شکل سے چینی یا جاپانی لگ رہا تھا۔

''آس پاس سب دکانیں بند ہو چکی ہیں۔ مجھے سگریٹ کی شدید طلب ہو رہی ہے۔ کیا ایک سگریٹ مل جائے گا؟'' اس نے اپنے چینی لہجے میں دوبارہ پوچھا تو میں نے مشینی انداز میں جیب میں ہاتھ ڈالا اور سگریٹ کا پیکٹ نکال کر ایک سگریٹ اسے دے دیا۔ اس نے شکریہ ادا کیا اور چل دیا۔

''کیا میں نے اپنے خلاف ایک گواہ پیدا کر لیا ہے؟'' میں دل میں سوچ سوچ کر پریشان

ہونے لگا اور سگریٹ بجھا دیا۔ تقریباً ساڑھے بارہ بجے مجھے مارش کی بیوک کی ہیڈ لائٹس نظر آئیں۔ میرا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔ میں نے ٹراؤزر کی جیب پر ہاتھ لگاتے ہوئے پستول کی موجودگی کی تصدیق کی۔ میں اس وقت پہلے بھی چار بار پستول پر ہاتھ لگا چکا تھا۔

کار قریب آ رہی تھی۔ میں فٹ پاتھ سے سڑک پر آیا اور ہاتھ آگے بڑھایا۔ کار دھیمی رفتار سے آگے بڑھ رہی تھی۔ شاید مارش نے مجھے دیکھ لیا تھا۔ اس نے کار روک دی اور کھڑکی کا شیشہ نیچے کرتے ہوئے حیرت زدہ انداز میں بولا:

''ہیرس! تم یہاں اور اس وقت؟''

''ہاں! کیلی کی سالگرہ ہے، وہ تمہیں بلا رہی ہے۔'' میں نے ہاسٹل کے ٹیرس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''سالگرہ... لیکن اس نے تو مجھے نہیں بتایا۔'' وہ خوش ہو گیا۔

''بس یہی سمجھ لو کہ وہ تمہیں سرپرائز دینا چاہتی تھی، اسی لیے میں یہاں تمہارا انتظار کر رہا تھا۔''

''یہ کیا بات ہوئی؟ دوستوں کو ان کی سالگرہ پر سرپرائز دیتے ہیں، یہ لڑکی اپنی ہی سالگرہ کا سرپرائز دے رہی ہے۔''

''ہاں! وہ بس ایسی ہی ہے، مجھے بھی کچھ دیر پہلے فون کر کے بلایا ہے۔ تم باہر آ جاؤ، میں کار پارک کر دیتا ہوں۔'' میں نے مارش سے کہا۔

''میں گھر میں کار پارک کر کے آ جاتا ہوں۔''

''کیا ضرورت ہے، اسے کیک کاٹنا ہے، وہ تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ آ جاؤ، باہر آ جاؤ!'' میں نے دروازہ کھول کر اس کا ہاتھ پکڑ لیا۔

''ٹھیک ہے۔'' وہ مسکرایا اور باہر نکل آیا۔ اب وہ لمحہ آ گیا تھا جس کا میں پچھلی چار راتوں

سے انتظار کر رہا تھا۔

''مارش! تم بہت اچھے انسان ہو، مجھے افسوس ہے، میرے اور کلارا کے زندہ رہنے کے لیے تمہارا مرنا بہت ضروری ہے۔''

''کیا مطلب؟'' اس کی آنکھیں خوف سے پھیل گئیں۔ میں نے فوراً جیب سے پستول نکالا اور مارش کے ماتھے پر نال لگا کر ٹریگر دبا دیا۔ فائر کی آواز گونجی، وہ نیچے گرا اور میں فوراً کار میں بیٹھ کر ہوا ہو گیا۔ میں نے بیک مرر میں دیکھا، ٹیرس کی لڑکیاں بوکھلا گئی تھیں۔ ساتھ والے ایک گھر کا دروازہ کھلا اور ایک آدمی باہر آیا۔ اس کے بعد میں اگلی گلی میں مڑ گیا اور پھر کیا ہوا، میں نہ دیکھ سکا۔

دو منٹ بعد میں گیراج تک پہنچ چکا تھا۔ میں نے فوراً گیراج کا شٹر اٹھایا اور کار اندر کھڑی کی۔ اس کے بعد میں نے تیز تیز سانس لیا۔ مجھے کار میں پانی کی بوتل نظر آئی، میں نے ایک ہی سانس میں پوری بوتل خالی کر دی۔

''تو حارث میاں! آج تم قاتل بن گئے۔'' میں بڑبڑایا اور جیب سے رومال نکال کر اپنا پسینہ صاف کرنے لگا، اچانک مجھے ایک عجیب سا احساس ہوا، میں نے رومال دیکھا تو حیران رہ گیا، اس پر خون لگا ہوا تھا۔ یعنی میرے ماتھے پر مارش کا خون لگ گیا تھا۔ میں نے اپنی شرٹ کی طرف دیکھا، وہاں بھی خون کے چھینٹے تھے لیکن میرون رنگ ہونے کی وجہ سے خون نمایاں نہیں تھا۔ رومال پر لگا خون دیکھتے ہی میرے حواس جواب دے گئے اور رومال ہاتھ سے چھوٹ کر نیچے فرش پر گر گیا۔ چاہے میں پانچ منٹ قبل ایک قتل کر چکا تھا لیکن انسانی خون کو دیکھ کر میری حالت غیر ہو رہی تھی۔ میں نے رومال اٹھایا اور اس کے ساتھ ہی ایک وزٹنگ کارڈ بھی ہاتھ میں آ گیا۔ رومال اس کارڈ پر ہی گرا تھا۔ وہ کسی اطالوی شخص کا وزٹنگ کارڈ تھا۔

اس کا نام یانک جیوانی (Yannick Giovanni) تھا اور کسی اطالوی ٹیکسٹائل کمپنی میں سیلز مینیجر تھا۔ کارڈ پڑھنے کے بعد مجھے ایسا لگا کہ شاید یہ شخص یہاں کاروباری سلسلے میں آیا ہوگا اور کسی شخص کو اپنا وزٹنگ کارڈ دیا ہوگا۔ شاید مجھ سے پہلے جو شخص یہ گیراج استعمال کر رہا تھا، یہ کارڈ اسے ہی دیا گیا ہو۔ میں نے رومال کے ساتھ وہ کارڈ بھی غیر ارادی طور پر جیب میں ڈال لیا۔

کار میں ایک اور پانی کی بوتل تھی۔ میں نے اپنا چہرہ دھویا اور ایک سگریٹ سلگا لیا۔

پانچ منٹ بعد سگریٹ ختم ہو گیا اور میرے اعصاب بہتر ہوئے۔ یقیناً مجھے گیراج میں کار رکھتے ہوئے کسی نے نہیں دیکھا تھا۔

میں باہر نکل آیا اور گیراج کا شٹر گرا کر لاک لگا دیا۔ اب کچھ دن یہ کار یہیں کھڑی رہنی تھی۔

باہر نکل کر میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا چلنے لگا۔ اب مجھے کسی سواری کا انتظار تھا۔ میں پندرہ منٹ تک چلتا رہا لیکن کوئی ٹیکسی نظر نہیں آئی۔ آخر کار بس اسٹاپ کے پاس ایک ٹیکسی نظر آئی، میں نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ ٹیکسی میرے قریب آ کر رک گئی۔ میں سوار ہوا اور بولا:

''ایش فیلڈ ریلوے اسٹیشن۔'' میں اپنے گھر تک ٹیکسی میں نہیں جا سکتا تھا، اسی لیے ریلوے اسٹیشن اترنا بہتر تھا۔

ڈرائیور نے ٹیکسی آگے بڑھا دی۔ وہ کوئی انڈین یا پاکستانی تھا۔ کچھ دیر وہ میری طرف غور سے دیکھتا رہا اور پھر بولا:

''مجھے لگتا ہے کہ میں نے آپ کو پہلے بھی کہیں دیکھا ہے۔''

''نہیں، تمہیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہے۔'' میں نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔ میں جانتا تھا کہ میرے الفاظ میرا ساتھ نہیں دے رہے تھے۔

''مجھے پکا یقین ہے کہ ہم پہلے مل چکے ہیں۔ شاید ٹیکسی میں ہی یا کسی دفتر میں یا کہیں اور... اب یہ یاد نہیں آ رہا۔''

جیسے ہی میں نے اسے غور سے دیکھا، مجھے ایسا لگا کہ کسی نے مجھے جہاز سے نیچے پھینک دیا ہو۔ جیسے جیسے وہ بول رہا تھا، میں زمین کے اندر دھنستا جا رہا تھا۔ مجھے لگ رہا تھا کہ شاید اب میں کبھی اپنے پیروں پر کھڑا نہیں ہو پاؤں گا۔ میں نے اسے پہچان لیا تھا۔ پچھلے سال مائیکل نے اس کی انشورنس کی تھی۔ مائیکل نے ہی اس سے میرا تعارف کروایا تھا۔

''ہیرس! عدنان بھی پاکستانی ہے، ٹیکسی چلاتا ہے، میں اس کا بیمہ کر رہا ہوں۔'' مائیکل نے تعارف کرواتے ہوئے کہا تھا۔

''اگر پاکستانی ہے، پھر تو مجھے عدنان کا بیمہ کرنا چاہیے۔'' میں چہکا۔

''کمیشن کی رقم مجھے دے دو اور پالیسی لے لو!'' اس نے بھی مسکراتے ہوئے کہا تو ہم دونوں نے قہقہہ لگایا۔

''ارے، میں تو مذاق کر رہا تھا۔ محنت تمہاری تو پالیسی بھی تمہاری اور کمیشن بھی تمہارا۔''

''یہ کی ہے نا، دوستوں والی بات!'' مائیکل نے میرے کندھے پر ہاتھ مارا۔

''تو چلو پھر ایک ڈرنک ہی پلوا دو!'' میں نے اسے کہا اور ہم تینوں قریبی بار میں بیئر پینے چلے گئے۔ اب مجھے کیا پتا تھا کہ وہ مذاق اور ایک بیئر مجھے اتنی مہنگی پڑنے والی تھی۔ اس علاقے میں یہ دوسرا گواہ تھا جو میرے خلاف گواہی دے سکتا تھا۔ میں سمجھ گیا تھا کہ میں پھنس چکا ہوں۔ اب مزید کتنا پھنستا ہوں، یہی دیکھنا باقی تھا۔ اچانک مجھے ایک خیال آیا اور میں نے اطالوی لہجے میں انگلش بولتے ہوئے کہا:

''تمہیں غلط فہمی ہوئی ہے، میں سڈنی تو کیا آسٹریلیا میں ہی نہیں رہتا۔''

''اوہ اچھا! تو پھر کہاں رہتے ہیں آپ۔''

''میلان، اٹلی۔'' میں نے جیب سے گیراج میں ملا ہوا وزٹنگ کارڈ نکال کر اس کو پکڑا دیا۔

''میرا نام یانک جیوانی ہے۔ میں کچھ دن پہلے ہی میلان سے پہلی بار یہاں آیا ہوں۔ تم نے کسی اور کو دیکھا ہوگا۔'' میں نے اسے بتایا اور کھڑکی کا شیشہ نیچے کر دیا۔ میرا ماتھا پسینے سے بھر چکا تھا اور جیب میں پڑا رومال مارش کے خون سے سرخ تھا۔

عدنان نے سر ہلاتے ہوئے کارڈ مجھے واپس پکڑا دیا۔ پتا نہیں اس نے میری کہانی پر یقین کیا یا نہیں لیکن اس کے بعد وہ دوبارہ نہیں بولا۔

''ایش فیلڈ ریلوے اسٹیشن کے قریب میں ٹیکسی سے اتر گیا۔ اسے کرایہ دیا اور ریلوے اسٹیشن کی طرف بڑھ گیا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ وہ مجھے میرے گھر کی طرف جاتا ہوئے دیکھے۔ پلیٹ فارم پر جا کر میں نے ایک سگریٹ پیا۔ اتنی دیر میں اسے دوسری سواری مل گئی۔ میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا، اپنے گھر کی جانب چل دیا۔

دس منٹ بعد تقریباً پونے دو بجے میں اپنے فلیٹ میں داخل ہوا۔ 'مسٹر انڈیا' فلم ابھی تک چل رہی تھی اور امریش پوری 'موگیمبو خوش ہوا، موگیمبو خوش ہوا' کر رہا تھا۔

پتا نہیں میں بھی خوش ہوا یا نہیں۔ ایک شریف آدمی جب پہلی بار کوئی قتل کرتا ہے تو یقیناً وہ خوش نہیں ہوتا، وہ پچھتا رہا ہوتا ہے کہ اس نے یہ قدم کیوں اٹھایا۔ اب قصوروار اس کا دماغ ہو یا حالات... کیا فرق پڑتا ہے، قتل تو ہو گیا نا! کسی کی جان تو چلی گئی نا!

میں غسل خانے میں گیا اور دسمبر کی گرمی میں بھی گرم پانی سے غسل کرنے لگا۔ (آسٹریلیا، نیوزی لینڈ میں دسمبر، جنوری میں موسم گرما ہوتا ہے اور جون، جولائی میں موسم سرما)۔ اس وقت مجھے اپنے وجود سے نفرت ہو رہی تھی۔ میں اپنی اور اپنی محبوبہ کی جان بچانے کی خاطر ایک

شریف اور مخلص آدمی کو مار چکا تھا۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ اب میں دوبارہ سر اٹھا کر چل نہیں سکوں گا۔

خیر... جو بھی ہونا تھا ہو گیا۔ میں نے لباس تبدیل کیا اور سیاہ ٹراؤزر، میرون ٹی شرٹ اور نیلی ٹوپی واشنگ مشین میں دھونے ڈال دی۔

مجھے شراب کی طلب ہو رہی تھی، میں نے وہسکی کی بوتل کھولی، گلاس میں ڈالی اور پورا گلاس ایک ہی سانس میں خالی کر گیا۔ اب میرے حواس کچھ بحال ہوئے تھے۔ اچانک فون کی گھنٹی بجی، میں نے پلک جھپکتے ہی ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف میری توقع کے عین مطابق کلارا تھی۔

''ہیری! وہ مر گیا ہے۔''

''کسی کے سر میں گولی مار کر روشن دان بنا دیا جائے تو بچنا ناممکن ہوتا ہے۔''

''پپ... پولیس بھی آئی تھی۔ سب نے ہماری توقعات کے مطابق ہی گواہی دی۔''

''اچھی بات ہے۔''

''تم تو ٹھیک ہو نا! خیریت سے گھر پہنچ گئے تھے؟''

''ہاں! فون پر زیادہ بات نہ کرو، کل صبح یہاں آ جاؤ!'' میں نے فون رکھ دیا۔ اس وقت میں کسی سے بھی بات نہیں کرنا چاہ رہا تھا۔ میں کچھ لمحے تنہائی میں گزارنا چاہ رہا تھا۔ میں نے وہسکی کا ایک اور پیگ تیار کیا اور حلق میں انڈیل دیا۔ اس رات میں تب تک شراب پیتا رہا جب تک بوتل خالی نہیں ہو گئی۔

اگلے دن صبح دس بجے کلارا میرے سر پر کھڑی مجھے جگا رہی تھی۔ جیسے ہی میں نیند سے بیدار ہوا، میں بولا:

''کلارا! میں نے ایک خواب دیکھا۔''

''کیسا خواب؟''

''میں نے خواب دیکھا کہ میں نے کین مارش کے سر میں گولی مار کر اسے مار دیا ہے۔''

''ہیری! ایک بات بتاؤں؟''

''ہاں بتاؤ!''

''یہ خواب نہیں ہے، حقیقت ہے۔ کل رات تم نے مارش کو قتل کر دیا ہے۔ اخبار میں خبر چھپ گئی ہے، ٹی وی نیوز چینل بھی یہ خبر دکھا رہے ہیں۔''

''کاش! یہ خواب ہی ہوتا۔ کلارا! میں قاتل بن گیا ہوں۔''

''ہیری! ہم قاتل بن گئے ہیں۔ مارش کو ہم دونوں نے مارا ہے۔'' اس نے میرے چہرے کو اپنے ہاتھوں میں لے کر کہا۔ میں نے اسے گلے لگا لیا اور رونے لگا۔ وہ بھی میرے ساتھ رونے لگی۔

''کلارا! ہم نے ایسا کیوں کیا؟ ہم نے شریف انسان کو کیوں مارا؟''

''اپنی جان بچانے کے لیے، مارش تو شاید سال چھ ماہ میں اپنے کینسر سے ہی مر جاتا۔ ہم تو بس ایک ذریعہ بنے۔'' کلارا نے مجھے تسلی دی۔

''اگر پولیس کو پتا چل گیا تو؟''

''نہیں پتا چلے گا۔ تم نے کوئی عینی شاہد نہیں چھوڑا۔ ٹیرس پر بیٹھی لڑکیوں نے تمہارا چہرہ نہیں دیکھا، ساتھ والے ہمسائے نے بھی تمہارا چہرہ نہیں دیکھا۔''

''لیکن اس چینی نے مجھے دیکھا تھا جس نے مجھ سے سگریٹ مانگا تھا۔ ٹیکسی ڈرائیور نے بھی دیکھا تھا جو مجھے چیٹس وڈ سے ایش فیلڈ لے کر آیا۔''

''لیکن انہوں نے تمہیں قتل کرتے ہوئے تو نہیں دیکھا نا!''

''کتنے مزے کی بات ہے نا! جنہوں نے قتل کرتے ہوئے دیکھا، انہوں نے چہرہ نہیں دیکھا اور جنہوں نے چہرہ دیکھا، انہوں نے قتل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔'' میں مسکرا دیا۔

''ہاں! یہ تو ہے۔''

''لیکن اگر یہ سب پولیس کے پاس چلے جائیں تو پولیس دو جمع دو چار کر کے ہیرس جیکوبی تک پہنچ جائے گی۔''

''بے فکر رہو! ہیرس جیکوبی تک کوئی نہیں پہنچ سکتا۔'' کلارا نے تسلی دی۔ میں اس کی شکل دیکھتا رہا پھر وہ بولی: ''یقیناً تم نے اخبار نہیں پڑھا ہوگا، یہ دیکھو خبر چھپی ہے۔'' اس نے اخبار میری طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔ ہمارے گھر اخبار نہیں آتا تھا کیونکہ میں اخبار دفتر میں پڑھ لیتا تھا اور کلارا اپنی دکان پر۔

''مجھ میں اخبار پڑھنے کی ہمت نہیں، تم ہی خلاصہ سنا دو!'' میں نے اخبار میز پر رکھ دیا۔

''اچھا پھر سنو! خبر کا لب لباب یہی ہے کہ رات ساڑھے بارہ بجے کے قریب چیٹس وڈ میں کین مارش نامی ایک شخص کو گولی مار کر قتل کر دیا گیا اور قاتل مقتول کی بیوک کار لے کر فرار ہو گیا۔ پولیس کے نزدیک یہ ڈکیتی کی واردات ہے۔ عینی شاہدین میں مارک مکینزی نامی ایک نوجوان ہے، جس نے قاتل کو گولی مارتے ہوئے دیکھا تھا لیکن وہ اس کا چہرہ نہیں دیکھ پایا۔ مارک کے مطابق قاتل پہلے سے ہی مارش کا انتظار کر رہا تھا۔'' کلارا نے تفصیل بتا دی اور پھر بولی:

''ٹی وی پر بھی ایسی ہی خبر نشر کی گئی ہے۔ پولیس مارش کی لاش پوسٹ مارٹم کے لیے لے گئی ہے۔''

''یعنی! جیسا ہم نے سوچا تھا ویسا ہی ہوا۔'' مجھے تسلی ہوئی۔

''ہاں! اس لیے اپنا موڈ بہتر کرو! آج اتوار ہے نا! چلو پاکستانی ریسٹورنٹ سے ناشتہ لے کر آؤ اور آج لنچ بھی تم نے ہی بنانا ہے۔''

''کلارا! تمہیں لگتا ہے کہ میں آج یہ سب کر پاؤں گا؟''

''ہاں! کیونکہ میں جانتی ہوں کہ حارث خان یعقوبی عرف ہیرس جیکوبی عرف ہیری بہت بہادر اور ہمت والا انسان ہے۔ وہ سب کر سکتا ہے۔'' کلارا کے انداز میں نہ جانے کیا ولولہ اور جوش تھا کہ میری ہمت بڑھی اور میں نے ایک لمبا سانس لے کر کہا:

''کلارا! میں نے کل رات گیارہ بجے سے دو بجے تک 'مسٹر انڈیا' فلم دیکھی، میں کہیں باہر گیا ہی نہیں۔ سگریٹ لینے بھی نہیں۔''

''ہاں! میں جانتی ہوں۔ کل رات میں اپنی سہیلیوں کے ساتھ سالگرہ منا رہی تھی اور ہم نے بہت مزہ کیا۔ وہاں کچھ بھی ناخوشگوار واقعہ پیش نہیں آیا۔'' ہم دونوں ایک دوسرے کو دیکھ کر مسکرا دیے۔

☆.....☆.....☆

بادلِ نخواستہ میں ناشتے لینے چلا گیا۔ کلارا گھر کی صفائی کرنے لگی۔ جب سے وہ گئی تھی، میں گھر کا خیال نہیں رکھ پا رہا تھا۔ میں چکن نہاری اور خمیری روٹیاں لے کر آیا، کلارا ناشتہ پلیٹوں میں ڈالنے ہی لگی کہ دروازے کی گھنٹی بجی۔

''اس وقت کون ہو سکتا ہے؟'' عموماً میرے گھر میں کوئی نہیں آتا تھا۔ میں نے دروازہ کھولا تو سامنے ایڈی کھڑا تھا۔ میں اسے دیکھ کر حیران ہوا، وہ اس سے پہلے صرف ایک بار میرے گھر آیا تھا۔

''ایڈی! تم یہاں خیریت؟''

''ہاں! مجھے دیکھ کر پریشان کیوں ہو گئے؟'' ایڈی نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''پریشان تو نہیں، حیران ہوا ہوں۔ آجاؤ! ہم ناشتہ کرنے ہی والے تھے۔''

''آہا! نہاری... زبردست!'' وہ چہک اٹھا۔

''یہ... یہ تمہاری محبوبہ؟'' اس نے کلارا کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''ہاں!''

''ماشاء اللہ! تمہاری بلونڈی (سنہری بالوں والی) تو بہت خوبصورت ہے۔ پاکستانی پٹھان کی اوزی بلونڈی گرل فرینڈ، کیا بات ہے!''

''میں کیا کسی سے کم ہوں؟'' میں نے ایڈی کے کندھے پر ہاتھ مارتے ہوئے کہا۔

''آپ وہ فلاور شاپ والی ہیں نا! کل آپ سے گلاب کا گلدستہ خریدا تھا۔'' ایڈی نے مجھے نظر انداز کرتے ہوئے کلارا سے پوچھا۔

''ہاں! شاید کل دن کے وقت۔'' کلارا مسکراتے ہوئے بولی تو ایڈی میری طرف دیکھ کر عجیب سے انداز میں مسکرایا لیکن کچھ نہ بولا۔ میں سوالیہ نگاہوں سے اس کی طرف دیکھنے لگا۔

''مجھے کچھ ضروری بات کرنی ہے۔ ناشتے کے بعد کرتے ہیں۔'' ایڈی کا انداز کچھ مشکوک ہو رہا تھا۔ میں نے سر ہلا دیا اور ہم ناشتہ کرنے لگے۔ پہلے تو ایڈی روٹین کی باتیں کرتا رہا، کرکٹ میچ، فلمیں، دفتر اور پاکستان کی باتیں پھر ناشتہ ختم کرنے کے بعد بولا:

''ہیری! کیا ہم اس کے سامنے بات کر سکتے ہیں؟'' یہ بات اس نے اردو میں کہی تھی۔ کلارا کی وجہ سے ہم دونوں انگریزی میں بات کر رہے تھے۔

''یہ میری ہر بات جانتی ہے، اس سے کچھ بھی چھپا ہوا نہیں ہے۔'' میں نے انگریزی

میں جواب دیا۔

''میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔'' کلارا کچن میں چلی گئی۔

''ہیری! تم نے دو ماہ پہلے کین مارش کی پالیسی کی تھی۔ کل رات اسے قتل کر دیا گیا۔'' ایڈی مجھے ہمیشہ ہیرس کہہ کر ہی مخاطب کرتا تھا لیکن آج ہیری کہہ رہا تھا۔ شاید وہ مجھ سے زیادہ بے تکلف ہونے کی کوشش کر رہا تھا۔ اگر ایسا تھا تو آج تک بے تکلف کیوں نہیں ہوا؟ مجھے یہ بات سمجھ نہیں آئی۔

''ہاں! میں جانتا ہوں، میں نے خبر سن لی ہے۔'' میں نے جواب دیا۔

''پالیسی دو لاکھ ڈالر کی تھی۔ اخبار اور ٹی وی نیوز میں فی الحال انشورنس کا ذکر نہیں کیا گیا لیکن جلد ہی یہ بات پولیس تک پہنچ جائے گی۔''

''ہاں! میں یہ بھی جانتا ہوں۔ ہم دونوں نے ہی اس کی پالیسی کی تھی۔'' میں نے یہ بات اس لیے کہی تا کہ ایڈی کو احساس رہے کہ وہ بھی کسی نہ کسی حد تک شریکِ جرم ہے۔

''پہلے ہم نے اس کی جعلی میڈیکل رپورٹ تیار کی اور پھر دو ماہ بعد ہی اسے قتل کر دیا گیا۔ تمہیں نہیں لگتا کہ یہ بات حقیقت سے دور ہے، کچھ مصنوعی پن جھلک رہا ہے۔''

''کیسا مصنوعی پن؟''

''ایک کینسر کا مریض جو اپنی آخری سانسیں گن رہا ہو، وہ دو لاکھ ڈالر کی پالیسی لیتا ہے۔ انشورنس ایجنٹ جعلی میڈیکل رپورٹ تیار کر کے پالیسی منظور کرواتے ہیں اور پھر دو ماہ بعد اسے قتل کر دیا جاتا ہے۔ مجھے ایسا لگتا ہے کہ مارش مرنا چاہتا تھا۔ شاید وہ بہت اذیت میں تھا، اسی لیے اس نے کسی کو اپنی ہی سپاری دی اور مر گیا۔ اس نے سوچا ہوگا دو چار ماہ بعد بیماری سے بھی تو مر ہی جاؤں گا، اتنی اذیت کیوں برداشت کروں۔'' ایڈی کی بات سن کر میں سوچ میں

ڈوب گیا کہ اسے کیا بتایا جائے اور کیا چھپایا جائے۔

''کیا سوچ رہے ہو؟''

''یہی کہ تمہاری بات درست معلوم ہوتی ہے لیکن اگر یہ باتیں پولیس تک پہنچ گئیں تو ہم دونوں پھنس سکتے ہیں۔''

''اسی لیے میں تمہارے پاس آیا ہوں۔ میں خود پریشان ہو گیا ہوں۔ اب مارش کی آٹوپسی ہوگی، اگر آٹوپسی میں فرانزک ڈاکٹر یہ بات جان گیا کہ مارش تو سخت بیمار تھا، اسے پھیپھڑوں کا کینسر تھا تو میں پھنس جاؤں گا۔''

''پھیپھڑوں کا نہیں اسے بلڈ کینسر تھا۔ مجھے اس نے بلڈ کینسر بتایا تھا۔'' میں نے ایڈی کی تصحیح کی۔

''ارے نہیں، اسے لنگز کینسر یعنی پھیپھڑوں کا کینسر تھا۔ اس نے مجھے خود بتایا تھا۔''

''تو کیا اس نے جھوٹ بولا؟''

''پتا نہیں۔'' ایڈی نے نچلا ہونٹ دبا کر کہا۔

''ہو سکتا ہے، اسے دونوں بیماریاں ہوں۔'' کلارا کچن سے بولی۔ وہ ہماری باتیں سن رہی تھی۔

''نہیں، ایسا نہیں ہوتا۔'' ایڈی نے نفی میں سر ہلایا۔

''نہ جانے وہ پالیسی لینے پر اتنا بضد کیوں تھا۔ وہ تو دس لاکھ ڈالر کی پالیسی لینا چاہتا تھا، میں نے ہی اسے دو لاکھ کی پالیسی لینے پر راضی کیا۔''

''کیوں؟ دس لاکھ ڈالر، ایک ملین... تمہارا اچھا خاصا کمیشن بن جاتا۔''

''نہیں، جتنی بڑی رقم، اتنا زیادہ رسک۔ ویسے بھی اس کے پاس صرف تیس ہزار ڈالر

تھے۔ وہ اس سے زیادہ پریمیم ادا کر ہی نہیں سکتا تھا۔ ایک ملین ڈالر کی پالیسی کا پریمیم ایک لاکھ ڈالر تک بن جاتا۔"

"ہیری! خبروں میں سنا ہے کہ مارش اکیلا رہتا تھا۔ اس کی بیوی، بچے یا کوئی بھی وارث نہیں ہے۔"

"ہاں! یہ درست ہے۔" میں جان گیا تھا کہ اب ایڈی کا اگلا سوال کیا ہوگا۔

"تو پھر پالیسی کا وارث کون ہے؟"

"اس کی کوئی پرانی محبوبہ۔"

"تو اسے پیسہ دینے کے لیے اس نے انشورنس کروائی۔ کیا پتا اس کی محبوبہ نے ہی اسے مروادیا ہو۔"

"اب یہ نہیں پتا کہ اسے کس نے مارا۔ تم کیوں بار بار یہ بات دوہرا رہے ہو؟"

"ہیری! اب میں کھل کر بات کرتا ہوں۔" ایڈی نے میری آنکھوں میں دیکھا، ایک لمبا سانس لیا اور بولا:

"جس وقت مارش ہماری لیب میں آیا تھا، میں اسے ایگزامینیشن روم میں لے گیا تھا۔ تم ڈاکٹر رچرڈ سے پاکستانی مرچ مصالحوں پر تبادلہ خیال کر رہے تھے۔ میں نے مارش سے پوچھا تھا کہ اسے کیا بیماری ہے تو اس نے بتایا تھا کہ اسے لاسٹ اسٹیج کا پھیپھڑوں کا کینسر ہے۔ وہ اس دنیا میں اکیلا ہے اور اپنی سابقہ محبوبہ کے خاطر یہ انشورنس کروا رہا ہے۔ مجھے یہ بات بہت پسند آئی کہ وہ مرنے سے پہلے اپنی محبوبہ کے نام سب کچھ کر رہا ہے۔ پھر اس نے باتوں باتوں میں مجھے اپنی محبوبہ کا نام بھی بتا دیا تھا۔" آخری بات کرتے وقت ایڈی اس انداز سے میری طرف دیکھ رہا تھا کہ جیسے ہی اس نے پلک جھپکی، میں اسے زندہ کھا جاؤں گا۔ میں جانتا تھا کہ وہ

میرا زرد ہوتا ہوا چہرہ دیکھنا چاہ رہا تھا۔

''کلارا... جیک... واٹسن...'' ایڈی نے ٹھہر ٹھہر کر بتایا اور کلارا اپنا نام سنتے ہی فوراً کچن سے بھاگی چلی آئی۔ میں نے کلارا کی طرف دیکھا۔ وہ برسوں کی بیمار دکھائی دے رہی تھی۔

''پہلے تو میں نے اس نام کو سرسری لیا اور نظر انداز کر دیا۔ کل میں ایک فلاور شاپ پر گیا تو وہاں تمہاری محبوبہ موجود تھی۔ اس وقت مجھے نہیں پتا تھا کہ وہ لڑکی کون ہے لیکن بعد میں جب بل پر اس نے اپنا نام کلارا واٹسن لکھا تو میں نے سوچا کہ یہ نام میں پہلے بھی کہیں سن چکا ہوں۔ کہاں سنا تھا، یاد نہیں آ رہا تھا لیکن آج صبح جب میں نے مارش کے مرنے کی خبر سنی تو یاد آ گیا کہ اس کی وارث کا نام کلارا واٹسن تھا۔ مجھے لگا کہ شاید یہ وہی لڑکی ہے لیکن اس کی عمر تیس سال سے زیادہ نہیں ہے جبکہ مارش کی محبوبہ تو شاید پینتالیس سال کی ہے۔ مارش نے بتایا تھا کہ بیس سال پہلے وہ ایک ریسٹورنٹ میں ساتھ کام کرتے تھے۔ اگر کلارا، مارش کو بیس سال پہلے ملی تھی تو وہ فلاور شاپ والی لڑکی کسی صورت نہیں ہو سکتی تھی۔''

''تو تمہیں کیسے پتا چلا کہ فلاور شاپ والی کلارا واٹسن میری محبوبہ ہے۔''

''کچھ عرصہ پہلے تم نے ہی بتایا تھا کہ تمہاری محبوبہ ایش فیلڈ میں ہی ایک فلاور شاپ پر کام کرتی ہے۔ تم نے بے دھیانی میں نام بھی بتا دیا تھا۔ مجھے یہ نام یاد رہا کیونکہ میری ویزہ کنسلٹنٹ کا بھی نام کلارا ہے لیکن کلارا واٹسن نہیں کلارا ٹیلر۔'' آخری جملہ اس نے مسکراتے ہوئے ادا کیا۔

''اب تم کیا چاہتے ہو؟''

''آدھا سچ میں جانتا ہوں، باقی کا سچ جاننا چاہتا ہوں۔ ہیری! شاید میں کچھ ایسی باتیں بھی جانتا ہوں جس کا ادراک تمہیں نہیں ہے۔''

''کیا تم یہاں مجھے بلیک میل کرنے آئے ہو؟'' میں نے سپاٹ چہرہ لیے اس سے پوچھا۔
''نہیں! میں یہاں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔ ہیری! تم نہیں جانتے کہ ہم تینوں بری طرح پھنس چکے ہیں۔''
''ہم تینوں...اس میں کلارا کا ذکر کیسے آ گیا۔''
''کیا تم نے ابھی تک مارش کا وارث تبدیل نہیں کیا؟'' یہ سنتے ہی میں اور کلارا ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے۔ ہمیں ایسا لگ رہا تھا کہ ہم پتھر کے بن چکے ہیں اور اب پلک بھی نہیں جھپک سکتے۔
''تم یہ بات کیسے کہہ سکتے ہو؟'' میں نے ہمت کرتے ہوئے پوچھا۔
''ہیری! میں تمہیں کئی سالوں سے جانتا ہوں۔ جب کسی کلائنٹ کے وارث کا نام اور تمہاری محبوبہ کا نام ایک جیسا ہو، کلائنٹ مرنے والا ہو اور اس کی وارث کو پالیسی کی خبر بھی نہ ہو تو تمہارے لیے نام تبدیل کرنا کتنا مشکل ہے۔ یہ نہ بھولو، میں بھی اسی کمپنی میں کام کرتا ہوں، جس میں تم کام کرتے ہو۔ کیا تم پچھلے ماہ ہیڈ آفس ریکارڈ روم نہیں گئے تھے؟ سب جانتے ہیں کہ کمپنی میں صرف ہم دو ہی پاکستانی ہیں۔ اکثر تمہاری باتیں مجھے بتائی جاتی ہیں اور یقیناً میری باتیں تمہیں بھی بتائی جاتی ہوں گی۔'' ایڈی کی بات درست تھی، اکثر کمپنی کے ملازمین ہم دونوں کا تقابل کرتے تھے۔ مثال کے طور پر مجھ سے پوچھتے کہ میں پاکستان کے کس شہر سے ہوں تو ساتھ یہ بھی پوچھتے کہ ایڈی کہاں سے ہے۔ میری سیاسی وابستگی پوچھی جاتی تو ایڈی کی بھی پوچھ لی جاتی۔
''کچھ دن پہلے ڈاکٹر رچرڈ نے مجھے ہیڈ آفس بھیجا تھا، وہاں ریکارڈ روم انچارج مورگن ملا تھا۔ اس نے کہا تھا کہ دو دن پہلے ہیرس کوئی فائل دیکھنے ریکارڈ روم آیا تھا اور آج میں آ گیا۔

اس وقت تو میں نے دھیان نہیں دیا لیکن اب خیال آیا کہ تم کین مارش کی پالیسی میں وارث کا نام تبدیل کر سکتے تھے اور شاید ایسا کر چکے ہو۔"

میں اب تک یہ جاننے کی کوشش کر رہا تھا کہ ایڈی کیا چاہتا ہے۔ اس کے چہرے کے تاثرات ایک دوست کے تاثرات تھے۔ میں اسے کم از کم پانچ سال سے جانتا تھا۔ وہ نہایت شریف انسان تھا۔

"لیکن ایک بات سمجھ نہیں آئی، ریکارڈ روم سے فائل میں نام تو تبدیل کر دیا لیکن ہیڈ آفس کے رجسٹرڈ سے نام کیسے تبدیل کرو گے؟ تمہاری دسترس وہاں تک تو نہیں ہے۔" ایڈی کی بات سن کر میں سمجھ گیا کہ اسے اپنے ساتھ ملانا ہی پڑے گا اور اب کچھ بھی چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔

"مجھے لگا اسے سپیلنگ کی غلطی سمجھا جائے گا۔"

"ہاں! ایسا ممکن ہے۔"

"ایڈی! اب تم کیا چاہتے ہو؟" میں نے اس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے پوچھا۔

"میں نے کہا تھا نا! میں یہاں تمہاری مدد کرنے آیا ہوں۔ مجھے ایک کال کرنی ہے۔" ایڈی بولا اور ریسیور اٹھا کر ایک نمبر ملانے لگا۔ سلسلہ ملتے ہی وہ کچھ دیر بات کرتا رہا اور پھر میرے قریب آ کر بولا:

"ہیری! میں نے فرانزک لیب فون کیا تھا۔ کین مارش کی آٹوپسی ہو چکی ہے۔ لیب اسسٹنٹ میرا ایک پرانا ہم جماعت ڈینی یعنی دانیال حسن ہے۔"

"یہ تم سب پاکستانی یہاں آ کر اپنے نام ہمارے جیسے کیوں رکھ لیتے ہو؟" کلارا فوراً چلائی۔

''تاکہ تم جیسے انگریز ہمارا اصل نام نہ بگاڑیں۔'' ایڈی نے منہ بنا کر جواب دیا۔

''ڈینی کیا کہہ رہا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''مارش کو نہ تو پھیپھڑوں کا کینسر تھا اور نہ ہی بلڈ کینسر۔''

''تو پھر...؟''

''اسے ایڈز تھی۔ یہ ایک نئی بیماری ہے جو ایک سے زائد افراد کے ساتھ جنسی تعلق رکھنے کی وجہ سے لگتی ہے۔'' میں ایڈز کے بارے میں سن چکا تھا۔

''تو اس نے ہم سے جھوٹ کیوں بولا؟''

''ایڈز ایسی بیماری ہے جس کا ذکر باعث بدنامی ہے۔ جو مریض اس بیماری کا شکار ہیں وہ اسے چھپا کر رکھتے ہیں، اسی لیے مارش نے بھی ہم سے جھوٹ بولا۔'' ایڈی نے بتایا۔

''اوہ! اب کیا ہوگا، ڈینی نے کیا کہا؟'' کلارا ابھی فکرمند ہو رہی تھی۔

''ڈینی نے مجھے صبح ہی بتا دیا تھا کہ مارش کو ایڈز ہے۔ وہ بھی حیران تھا کہ ایڈز کے مریض کا بیمہ کیسے منظور ہو گیا، اسی لیے اس نے مجھے اطلاع دینا مناسب سمجھا۔ میں نے اسے کہا کہ کسی طرح یہ ایڈز والی بات چھپا لے کیونکہ اگر یہ بات آٹوپسی رپورٹ میں آ جاتی تو ہم دونوں پھنس جاتے۔ ابھی ڈینی نے مجھے بتایا ہے کہ اس نے ایڈز والی بات چھپا لی ہے۔ آٹوپسی رپورٹ تیار ہو گئی ہے۔ اس میں مارش کو صحت مند قرار دیا گیا ہے۔ اسے کوئی بیماری نہیں تھی۔'' ایڈی نے بتایا تو میں نے ایک لمبا سانس لیا جیسے کرکٹ کا کوئی بیٹسمین رن آؤٹ یا ایل بی ڈبلیو کی اپیل سے بچ نکلا ہو۔

''اوہ ایڈی! بہت بہت شکریہ!'' میں نے ایڈی کا ہاتھ پکڑ کر شکریہ ادا کیا۔

''لیکن کہانی ابھی ختم نہیں ہوئی ہے۔ ابھی پولیس انویسٹی گیشن ہو گی اور انشورنس

انویسٹی گیشن بھی۔ ہیری! ایک بات سچ سچ بتاؤ، کیا کل رات مارش کو تم نے قتل کیا تھا نا؟''

''مم... میں نے...'' میں بڑبڑایا۔

''ہاں! مجھے شک ہے کہ یا تو مارش نے تمہیں قتل کرنے کے لیے اکسایا یا پھر تم دونوں نے کوئی پلان بنایا۔'' اس نے میری اور کلارا کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''کوئی دشمن بھی تو ہو سکتا ہے، کوئی لٹیرا، چور یا ڈاکو بھی۔'' میں فوراً بولا۔

''ہاں! لیکن اس کا امکان کم ہے۔ مجھے سچ بتا دو!''

میں نے کلارا کی طرف دیکھا۔ اس کی آنکھیں خوف سے پھیل چکی تھیں۔

''میرا خیال ہے کہ ہمیں تم سے چھپانے کا کوئی فائدہ نہیں۔''

میں نے ایڈی کو ایک ایک بات سچ بتا دی۔

''اوہ میرے خدایا! ہیری یہ تم نے کیا کر دیا۔ اب کبھی نہ کبھی پولیس تم تک پہنچ ہی جائے گی۔ یہ بتاؤ! وہ پستول کہاں ہے؟'' ایڈی نے پوچھا۔

''پپ... پستول... شاید مارش کی کار میں ہی رہ گیا۔'' میں نے سوچ کر جواب دیا۔

''ہمیں اس پستول سے جان چھڑانا ہوگی۔ تم آج رات گیراج میں جاؤ اور پستول نکال لاؤ۔ شاید اس پر تمہارے فنگر پرنٹس بھی ہوں گے۔''

''ہاں! شاید، میں نے دستانے نہیں پہنے ہوئے تھے۔'' میں نے جواب دیا۔ اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی۔ میں نے دروزہ کھولا، سامنے سو دیپ تھا۔ اس کا تعلق نیپال سے تھا اور وہ سامنے والی بلڈنگ میں رہتا تھا۔

''حضور! آج تو پہلی گھنٹی پر دروازہ کھول لیا، کل رات تو میں گھنٹی بجا بجا کر تھک گیا لیکن آپ نے دروازہ نہیں کھولا۔'' وہ اپنے نیپالی لہجے میں مسکراتے ہوئے بولا۔

''کل رات... کل تم کس وقت آئے؟''

''یہی کوئی ایک بجے کے قریب۔ آپ وی سی آر پر 'مسٹر انڈیا' فلم دیکھ رہے تھے۔''

''اچھا! تمہیں کیسے پتا چلا؟''

''وہ آپ کے لاؤنج کی کھڑکی کا پردہ کھلا ہوا تھا، ٹی وی نظر آ رہا تھا۔ میرے کچھ مہمان آئے تھے، میں نے سوچا کہ آپ سے کوئی اچھی فلم لے لوں۔ میں نے چار پانچ بار گھنٹی بجائی لیکن آپ نے دروازہ نہیں کھولا۔ مجھے لگا شاید فلم دیکھتے دیکھتے گہری نیند میں سو گئے۔''

گہری نیند میں کیا سونا، اس کی باتیں میری نیندیں اڑانے کے لیے کافی تھیں۔ یعنی کل رات میری غیر موجودگی میں وہ گھر پر آیا تھا۔ میں گڑبڑا گیا اور پھر بولا:

''ہاں آنکھ لگ گئی تھی۔''

''لیکن پونے دو بجے میں نے آپ کو سڑک پر بھی دیکھا تھا۔ آپ کہیں سے آ رہے تھے۔''

اف! تو کیا یہ میرے خلاف تیسرا گواہ تھا؟ چینی، ٹیکسی ڈرائیور اور اب یہ نیپالی۔ یہ بھی جان گیا تھا کہ کل رات میں گھر پر نہیں تھا۔ یہ شاید میرے خلاف تابوت کا آخری کیل تھا۔ ایڈی نے صحیح کہا تھا، میں بری طرح پھنس چکا تھا۔

''ڈیڑھ بجے کے قریب میری آنکھ کھلی تو چہل قدمی کے لیے باہر نکل گیا تھا۔ اب تمہیں کیا چاہیے؟''

''مجھے کوئی فلم دے دیں۔''

''اندر آ کر لے جاؤ!'' میں نے راستہ چھوڑ دیا۔ وہ اندر آیا اور ٹی وی ٹرالی میں پڑی فلموں کو دیکھنے لگا، پھر دو فلمیں نکالیں اور مجھے دکھا کر چلا گیا۔

''یہ کیا کہہ رہا تھا؟'' اس کے جانے کے بعد کلارا نے پوچھا تو میں نے دونوں کو بتا دیا۔

''اف ہیری! ایک اور گواہ۔ اگر کل کو اس نے گواہی دے دی کہ تم گھر پر موجود نہیں تھے تو کیا ہوگا؟'' کلارا نے ہاتھ کاٹنے لگے تھے۔ میں نے ایڈی کی طرف دیکھا اور کہا:

''ایڈی! تم نے صحیح کہا تھا، ہم بری طرح پھنس چکے ہیں۔''

اس وقت ہم تینوں کی حالت ایسی تھی کہ کاٹو تو بدن میں لہو نہیں۔ ہم جیسے سانس لینا بھول چکے تھے۔

''اگر کسی کی سانسیں ختم کر دو گے تو اپنی سانسیں بھی تو تھم ہی جائیں گی نا!'' میں بڑبڑایا۔

''اب ہم کیا کریں گے؟'' کلارا کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے۔

''تیل دیکھیں گے اور تیل کی دھار دیکھیں گے۔'' ایڈی اردو میں بولا۔

''کیا مطلب؟'' کلارا چونکی۔

''ویٹ اینڈ سی۔'' میں بڑبڑایا تو کلارا نے سر ہلا دیا۔

''فی الحال کلارا ابھی اسی ہاسٹل میں ہی رہے تو بہتر ہے اور کلیم کے لیے بھی درخواست نہ دے۔''

''ہم نہ تو اتنے بیوقوف ہیں اور نہ ہی جلد باز۔ تم بے فکر رہو۔''

''میں چلتا ہوں، تم سے رابطے میں رہوں گا۔'' ایڈی اٹھ کھڑا ہوا اور چلا گیا۔ اس کے جانے کے بعد ہم دونوں ایک دوسرے کو کافی دیر تک دیکھتے رہے لیکن کچھ بول نہ سکے۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن میں بوجھل قدموں کے ساتھ اپنے دفتر میں داخل ہوا۔ آج میں کچھ لیٹ ہو گیا تھا۔ ساڑھے نو بج رہے تھے۔ کل رات میں دوبارہ رابرٹ کے گیراج میں گیا اور مارش کی کار سے پستول نکال کر میں نے اپنے فنگر پرنٹس مٹا دیے۔

''یار حارث! اب اس پستول کو کہاں رکھوں، یہ ایک اور مشکل سوال ہے۔''

میں نے سوچا کہ پستول اس کار میں ہی محفوظ ہے۔ اگر میں اپنے گھر لے گیا یا کہیں پھینک دیا تو شاید پولیس کو مل جائے۔ اس لیے جب تک یہ پستول اور کار اس گیراج میں ہیں، سب کی نظروں سے اوجھل ہیں۔ یہی سوچتے ہوئے میں نے پستول کار کے گلوز کمپاؤنڈ میں رکھ دیا۔

''ہیرس! مسٹر ہارڈی تمہارا پوچھ رہے تھے۔ پہلے ان سے ملاقات کرلو!''

''میں جانتا تھا، آج سب سے پہلے ان کے درشن کرنے ہوں گے۔''

''تمہاری وہ موٹی پالیسی والا کلائنٹ مر گیا نا! اب کمپنی کو موٹا سا کلیم ادا کرنا ہوگا۔ ہارڈی کی تو نیندیں اڑ چکی ہیں۔'' شیلا مسکرائی۔

''ہاں! مجھے خود افسوس ہے، اسی لیے رات دیر تک پیتا رہا۔'' میں نے شیلا کو جواب دیا اور ہارڈی کے کمرے میں داخل ہوگیا۔ وہ مجھے دیکھتے ہی بولا:

''ہیرس آؤ بیٹھو! مجھے کچھ بات کرنی ہے۔'' میں اس کے سامنے بیٹھ گیا۔

''کین مارش پرسوں رات قتل ہوگیا۔ پولیس کی تفتیش کے مطابق کسی ڈکیت نے گولی مار ی اور کار چھین کر فرار ہوگیا۔'' اس نے بتایا۔

''ہاں! یہ سب میں جانتا ہوں، بلکہ ہر کوئی جانتا ہے۔ میڈیا پر یہی خبر نشر ہو رہی ہے۔'' میں نے کمزور آواز میں کہا۔

''میں جانتا ہوں کہ تمہیں کافی افسوس ہے۔ یہ پالیسی تمہارا ریکارڈ خراب کر رہی ہے۔ دو ماہ میں ہی کلیم کی رقم ادا کرنا ہوگی، ایسا شاذ و نادر ہی ہوتا ہے۔''

''ہاں! میں اسی لیے پریشان ہوں۔ ویسے بھی مارش بہت اچھا اور شریف انسان تھا۔''

''ہم دونوں کو ابھی ہیڈ آفس جانا ہوگا، میری کار میں ہی چلتے ہیں۔'' ہارڈی کھڑا ہوگیا۔

''کیوں کیا ہوا؟''

''اس پالیسی پر زونل مینیجر مسٹر جان کیمرون سے بات کرنا ہوگی۔''

میں مشینی انداز میں اٹھا اور اس پیروی کرنے لگا۔

بیس منٹ بعد ہم زونل مینیجر کے دفتر میں بیٹھے تھے۔ کیمرون مجھے جانتا تھا، پہلے بھی کئی بار ملاقات ہو چکی تھی۔ کچھ دیر وہ میری تعریفیں کرتا رہا۔ گپ شپ لگاتا رہا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اس ملاقات کا کیا مقصد ہے۔ اب تک اس نے مارش کی پالیسی کے بارے میں ایک سوال بھی نہیں پوچھا تھا۔ پھر دروازہ کھلا تو ایک چالیس بیالیس سالہ آدمی دفتر میں داخل ہوا۔ اس نے نیلے رنگ کا سوٹ پہن رکھا تھا اور ہلکے آسمانی رنگ کی شرٹ پر سیاہ ٹائی لگائی ہوئی تھی۔ میں اسے پہلے بھی دیکھ چکا تھا لیکن کبھی بات چیت نہیں ہوئی تھی۔ اسے دیکھتے ہی لمحہ بھر کے لیے میری سانس تھم گئی۔

اس کا نام ٹوبی ولیم (Toby William) تھا۔ انشورنس ڈیٹیکٹو ٹوبی ولیم۔

''ہیلو مسٹر ولیم! کیسے ہو؟'' کیمرون نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

''میں ٹھیک ہوں، آپ کیسے ہیں؟''

''دو لاکھ کا سوال ہے، طبیعت ناساز ہے۔'' کیمرون نے عجیب سے انداز میں کہا اور میری طرف دیکھ کر بولا:

''یہ ہیں ہیرس جیکوبی۔ پالیسی انہوں نے ہی کی تھی۔'' کیمرون کا انداز ایسا تھا جیسے وہ یہ کہہ رہا ہو:

''قتل انہوں نے ہی کیا تھا۔''

میرے سینے میں ایک ٹیس سی اٹھی، مجھے لگا کہ شاید ابھی مجھے ہارٹ اٹیک ہو جائے گا۔

ٹوبی ولیم بہت ذہین آدمی تھا۔ وہ اڑتی چڑیا کے پر گن لیتا تھا، میرا فراڈ پکڑنا اس کے بائیں ہاتھ کا کھیل تھا۔ اکثر پولیس بھی اس کی خدمات حاصل کرتی تھی۔

''ہیرس! تم سات سال سے کمپنی میں بہت ایمانداری سے کام کر رہے ہو، تمہاری پالیسیاں پانی کی طرح شفاف ہوتی ہیں۔ اسی لیے کمپنی نے ایک فیصلہ کیا ہے۔'' ہارڈی نے وہی باتیں دوہرادیں جو مارش کی پالیسی کے وقت کہی تھیں۔

''کیسا فیصلہ؟'' میں نے پوچھا۔

''ترقی، پروموشن... ہم تمہیں پروموٹ کر رہے ہیں۔'' میری آنکھیں چمک اٹھیں۔

''کیا واقعی!''

''ہاں! اسی لیے تو یہاں بلایا گیا ہے۔'' کیمرون بولا۔

''میری پروموشن... لیکن کس پوزیشن پر اور کس دفتر میں؟''

''ہمارا خیال ہے کہ تم بہت دور اندیش اور سمجھ دار آدمی ہو۔ اس لیے ہم تمہیں سیلز ایجنٹ کی بجائے کلیم انویسٹی گیشن میں دیکھنا چاہتے ہیں۔ ہمارا خیال ہے کہ تم میں فراڈ پکڑنے کی صلاحیت موجود ہے۔ اگر ٹوبی کی ٹیم میں شامل ہو جاؤ تو جلد ہی ایک اچھے ڈیٹیکٹو بن سکتے ہو۔ آج سے تم ہیرس جیکو بی انشورنس سیلز ایجنٹ نہیں، ڈیٹیکٹو ہیرس جیکو بی انشورنس انویسٹی گیٹنگ آفیسر ہو۔'' کیمرون کی بات سن کر مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ مجھے خوش ہونا چاہیے یا افسردہ، میں نے کبھی خواب میں بھی نہیں سوچا تھا کہ میں انسپکشن یا انویسٹی گیشن ٹیم کا حصہ بنوں گا۔

''بہت بہت شکریہ!'' میں صرف اتنا ہی کہہ سکا۔

''سیلری بھی ڈبل ہو جائے گی اور اگر فراڈ پکڑ لیا تو کلیم کی رقم کا پانچ فیصد بھی ملے گا۔'' ہارڈی بولا۔

''آج تمہیں تمہارا پہلا کیس مل رہا ہے اور وہ ہے کین مارش کی پالیسی۔'' کیمرون بولا۔

''کین مارش...'' میں بڑبڑایا۔ اچانک میری روشن آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھانے لگا تھا۔

''ہاں! دو ماہ پہلے تم نے وہ پالیسی فروخت کی، ہمیں کچھ شک ہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ اچھی طرح تحقیقات ہوں۔ اسی لیے ٹوبی کو یہاں بلایا گیا۔ تم اسی کے ماتحت کام کرو گے۔''

''ہیرس! تمہیں کمپنی کا دو لاکھ ڈالر بچانا ہوگا۔ اگر یہ فراڈ ہے تو اس کی جڑ تک پہنچنا ہوگا۔'' ہارڈی نے میرا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔ کیمرون اور ہارڈی بولتے جا رہے تھے اور میرا دماغ سننے سے قاصر ہوتا جا رہا تھا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ وہ دونوں کیا کہہ رہے ہیں۔ مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ میری آنکھیں دیکھ تو رہی ہیں لیکن کان سماعت کی صلاحیت کھو چکے ہیں۔

''مسٹر ہارڈی اور مسٹر کیمرون! آپ بے فکر رہیں، میں اور ہیرس آج سے ہی اس کیس پر کام شروع کر رہے ہیں۔ کیوں ہیرس! تم تیار ہو نا؟'' ٹوبی نے دوستانہ مسکراہٹ لیے میری طرف دیکھ کر پوچھا اور میں دل میں صرف یہی کہہ سکا:

''ہاں! میں اپنے ہی کیے گئے فراڈ کی تفتیش کرنے کے لیے تیار ہوں۔''

اس کے علاوہ اور کیا سوچ سکتا تھا؟

☆.....☆.....☆

باب نمبر: 4

کیمرون اور ہارڈی سے رخصت لے کر ولیم مجھے اپنے کمرے میں لے گیا۔ میں کسی روبوٹ کی طرح مشینی انداز میں اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا۔

''ہیرس! یہ میرا دفتر ہے۔ تم بھی اب یہیں بیٹھو گے۔'' ولیم مجھے ایک بڑے سے کمرے میں لے گیا۔ سامنے ایک ڈیسک لگا ہوا تھا جس پر کمپیوٹر، مونیٹر اور پرنٹر پڑا ہوا تھا۔ ایک سائیڈ پر بڑی سی الماری تھی، جس میں کئی فائلیں موجود تھیں۔ الماری کے ساتھ ایک چھوٹا ڈیسک تھا جو اس وقت خالی تھا۔

''ہیرس! یہاں پہلے میرا اسسٹنٹ پیٹر بیٹھتا تھا۔ وہ کسی اور کمپنی میں چلا گیا تو اس کی جگہ تمہیں مل گئی۔ آج سے یہ ڈیسک تمہارا ہے۔''

''شکریہ!''

''میں جانتا ہوں انشورنس کا پیشہ تمہارے لیے نیا نہیں ہے لیکن انویسٹی گیشن ایک نیا تجربہ ہوگا۔ یقیناً شروع شروع میں تمہیں کچھ مشکلات پیش آئیں گی لیکن دو چار ماہ میں سب سیکھ جاؤ گے۔''

''کوشش کروں گا!'' میں نے مختصر جواب دیا۔

''آؤ بیٹھو، ہمیں کچھ بات کرنی ہے۔ چائے پیو گے؟'' اس نے میری طرف دیکھ کر پوچھا تو میں نے دل میں سوچا کہ چائے نہیں زہر لا دو تا کہ یہ قصہ ہی ختم ہو جائے۔

اس نے انٹرکام کا بٹن دبایا اور میرا جواب سنے بغیر ہی دو کپ چائے آرڈر کر دیے۔
پہلے وہ مجھ سے میری ذاتی زندگی کے بارے میں پوچھتا رہا۔ بنیادی تعلق کہاں سے ہے، کہاں رہتا ہوں، کس کے ساتھ رہتا ہوں۔ کچھ انشورنس کے تجربات پر تبادلہ خیال ہوتا رہا۔
اتنی دیر میں چائے آ گئی تو ولیم نے چائے کا گھونٹ بھرتے ہوئے پوچھا:
''کین مارش کی پالیسی کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ کیسے ملی، اس سے کیا بات ہوئی۔ مجھے تمام تفصیل جاننی ہے۔''
''کین مارش نے خود دفتر میں فون کیا تھا۔ مجھے اس کا نمبر شیلا نے دیا تھا۔ میں نے مارش کو فون کیا، اس کے گھر گیا، اسے تمام تفصیلات اور پیکج سمجھا دیے اور پالیسی ہو گئی۔ کین مارش کی انشورنس بھی بالکل اسی طریقے کے مطابق کی گئی جیسے اس ملک میں روزانہ ہزاروں انشورنس پالیسیاں فروخت ہوتی ہیں۔'' میں نے ولیم کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے بتا دیا۔ میں نہیں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر شک کر رہا تھا یا یہ روٹین کے سوالات تھے۔
''پالیسی کی فائل کی ایک کاپی اس وقت میرے پاس ہے۔ میں نے ریکارڈ روم سے نکلوا لی تھی۔'' ولیم نے میز پر پڑی ایک فائل میری طرف سرکاتے ہوئے کہا۔ میں نے بادلِ نخواستہ فائل کھولی اور ورق گردانی کرنے لگا۔
''پالیسی کی وارث کون ہے؟''
''اس کی محبوبہ۔''
''کیا وہ ایک ساتھ رہتے ہیں؟''
''نہیں، وہ قریب ہی ایک لیڈیز ہاسٹل میں رہتی ہے۔''
''کمال ہے، محبوبہ ہاسٹل میں رہتی ہے، مارش کے ساتھ کیوں نہیں؟''

''اب میں کیا کہہ سکتا ہوں، یہ ان کا ذاتی مسئلہ ہے۔ کچھ لوگ شادی کے بغیر ساتھ رہنا پسند نہیں کرتے۔''

''ہاں! یہ بات درست ہے، شاید اسی لیے قریبی ہاسٹل میں رہ رہی ہے تاکہ جب دل کرے ملاقات ہو جائے۔'' ولیم نے سر ہلایا اور چائے کا کپ اٹھالیا۔

''تم بھی پیو نا!'' اس نے میرے کپ کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا تو میں نے کپ اٹھالیا۔

''ہیرس! مجھے ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ کین مارش اکیلا رہتا تھا، پچاس سال کی عمر میں اچانک اسے انشورنس کی کیا سوجھی اور پھر اس نے پالیسی کا وارث اپنی محبوبہ کلارا واٹسن کو بنا دیا۔ محبوبہ بھی ایسی جو اس سے اکیس سال چھوٹی ہے۔''

''یہ بھی ان کا ذاتی مسئلہ ہے۔ محبت کبھی بھی کسی سے بھی ہو سکتی ہے۔''

''جوان لڑکی کو اپنے سے دگنی عمر کے آدمی سے صرف ایک ہی صورت میں محبت ہو سکتی ہے اور وہ ہے پیسہ۔ اگر آدمی امیر ہے تو ستر سال کا بوڑھا بھی شہزادہ لگتا ہے لیکن مارش تو زیادہ پیسے والا آدمی نہیں تھا۔''

''ہو سکتا ہے، مارش نے کلارا کو بتایا ہی نہ ہو کہ وہ کنگال ہے۔ ہو سکتا ہے کلارا سمجھتی ہو کہ مارش کا گھر اور کیفے اس کا اپنا ہے، شاید اسی لیے اس کی جانب راغب ہو گئی ہو۔'' میں نے کہا۔

''ہمیں اس کلارا واٹسن سے ملنا ہوگا۔'' ولیم نے فائل میں موجود کلارا کے آئی ڈی پر انگلی بجاتے ہوئے کہا۔

''ولیم! مجھے اپنے دفتر جانا ہوگا، میرا کچھ سامان وہاں ہے اور چند کام نمٹانے ہیں۔ کیا ہم یہ تفتیش کل سے شروع کر سکتے ہیں؟'' میں نے اس سے پوچھا۔ میں ابھی ذہنی طور پر تیار نہیں تھا کہ اس کے ساتھ کام کروں۔

''ہاں ہاں ضرور! تم کل سے جوائن کرنا لیکن میں تو اپنا کام شروع کر چکا ہوں۔'' اس نے فائل کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور کپ اٹھا کر ایک لمبی چسکی لی۔ اچانک میرے دماغ میں ایک خیال آیا۔ مجھے ولیم سے زیادہ سے زیادہ معلومات نکلوانی چاہیے تھی تاکہ میں اپنا اگلا لائحہ عمل تیار کر سکوں۔

''ولیم! پولیس کیا کہتی ہے؟ آٹوپسی رپورٹ آ گئی کیا؟''

اس سے پہلے کہ ولیم کوئی جواب دیتا، دروازہ کھلا اور ایک چونتیس پینتیس سالہ شخص دفتر میں داخل ہوا۔ اس نے پولیس یونیفارم پہن رکھا تھا۔

''اوہ اسٹیو! آ جاؤ، میں تمہیں ہی یاد کر رہا تھا۔'' ولیم نے چہکتے ہوئے کہا۔

''کیسے ہو میرے دوست؟'' اس نے پوچھا اور میری ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اس کے ہاتھ میں ایک فائل تھی جو اس نے میز پر رکھ دی۔

''دولاکھ ڈالر کا پھندا گلے میں اٹکا ہو تو کیا حال ہو سکتا ہے؟'' ولیم بولا۔

''تم انشورنس والوں کا یہی مسئلہ ہے۔ پہلے کلائنٹ کو خوابوں کے نئے جہاں دکھاتے ہو اور جب وہ مر جاتا ہے تو کلیم ادا کرتے ہوئے جان جاتی ہے۔''

''ایسی بات نہیں ہے۔ کلیم اگر درست ہو تو ہمیں مظلوم کی مدد کر کے خوشی ہوتی ہے لیکن اگر دھوکا دہی کی جائے گی تو پھر کون آنکھوں دیکھی مکھی نگلے گا؟''

''ہاں! یہ بات بھی ہے۔'' اس نے ولیم کی تائید کی اور میری طرف دیکھا۔

''یہ میرا نیا اسسٹنٹ ہے، ہیرس جیکوبی اور ہیرس! یہ ہیں سارجنٹ اسٹیو برگ۔'' اس نے مسکراتے ہوئے میری طرف ہاتھ بڑھایا، میں نے مصافحہ کر لیا۔

''ہیرس! کین مارش مرڈر کیس اسٹیو ہی دیکھ رہا ہے۔'' ولیم نے بتایا تو میں نے سر ہلا دیا۔

''ہاں اسٹیو! کیا رپورٹ ہے؟'' ولیم نے پوچھا۔

''ٹوبی! پولیس کی ابتدائی تفتیش کے مطابق قاتل نے مارش کو گولی ماری اور کار میں فرار ہو گیا۔ دیکھنے میں یہ ایک عام ڈکیتی کی واردات لگتی ہے جس میں مقتول نے مزاحمت کی اور جان سے ہاتھ دھونے پڑے۔'' برگ خاموش ہو گیا۔

''عینی شاہدین کیا کہتے ہیں؟'' میں نے پوچھا۔

''عینی شاہد مارک مکینزی کے مطابق، وہ اپنے کمرے کی کھڑکی کے قریب بیٹھا ریڈیو سن رہا تھا۔ اس نے دیکھا کہ ایک شخص فٹ پاتھ پر کھڑا سگریٹ پی رہا تھا۔ اس کے قریب ایک کار آ کر رکی اور شاید ڈرائیور نے سگریٹ مانگا۔ قاتل نے اسے سگریٹ دے دیا۔ کار آگے بڑھ گئی۔ دو چار منٹ بعد مارش کی کار وہاں سے گزری تو قاتل نے ہاتھ کا اشارہ کیا۔ کار رک گئی۔ دونوں میں کچھ بات چیت ہوئی، مارش کار سے باہر نکلا۔ جیسے ہی مارش باہر نکلا، قاتل نے اس کے سر پر گولی مار دی اور کار لے کر فرار ہو گیا۔ یہ دیکھتے ہی مارک نے فوراً پولیس کو فون کیا اور باہر بھاگا۔ اس دوران ساتھ والے لیڈیز ہاسٹل میں بھی چند لڑکیاں ٹیرس پر موجود تھیں۔ انہوں نے بھی گولی چلنے کی آواز سنی اور پولیس کو فون کر دیا۔ پانچ منٹ میں پولیس وہاں پہنچ گئی لیکن مارش مر چکا تھا۔''

''لڑکیاں یا مارک، کسی نے قاتل کا چہرہ دیکھا؟''

''نہیں، ایک تو اندھیرا تھا دوسرا قاتل کی پشت ان کی طرف تھی۔ چہرہ کسی نے بھی نہیں دیکھا۔'' برگ نے بتایا۔

''تو کیا سامنے والے گھر سے کسی نے نہیں دیکھا؟''

''ہم نے پوچھ گچھ کی لیکن سب نے یہی کہا کہ گولی چلنے کی آواز سے پہلے کوئی اس طرف

متوجہ نہیں تھا۔ کسی نے بھی قاتل کا چہرہ نہیں دیکھا۔"

"قاتل کا حلیہ کیسا تھا؟" میں نے ڈرتے ڈرتے سوال پوچھا۔

"لمبا چوڑا، درمیانہ جسم۔ اب اندھیرے میں اس سے زیادہ کیا نظر آئے گا۔"

"لیکن یہ تو بہت عام سا حلیہ ہے، ہم تینوں پر فٹ بیٹھتا ہے۔" ولیم نے مسکرا کر کہا اور انگلی گھما کر ہم تینوں کی طرف اشارہ کیا۔

"بھائی! میں نے تو قتل نہیں کیا۔ تم دونوں میں سے کسی نے کیا ہو تو بتا دے۔" اسٹیو نے قہقہہ لگایا تو ولیم بھی مسکرا دیا۔

"ہفتے کی رات تو میں اپنے سسرال میں تھا۔ میرے پاس ایلی بائی ہے۔" ولیم چہکا۔

"اور میں ایک دوست کی شادی میں شریک تھا۔ میرے پاس بھی ایلی بائی ہے۔" برگ نے اپنے دونوں ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے ہوئے کہا۔ میں جانتا تھا کہ دونوں مذاق کر رہے ہیں۔

"تو کیا ہیرس! تم نے مارش کو قتل کیا؟" ولیم نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو میں فوراً بولا:

"مم... میں کیوں قتل کروں گا؟ میرا مارش سے کیا تعلق؟"

"ارے ہیرس! تم تو گھبرا گئے، ہم تو مذاق کر رہے ہیں۔" برگ نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھتے ہوئے کہا اور ان دونوں نے قہقہہ لگایا۔

میں جانتا تھا کہ وہ دونوں پرانے دوست ہیں اور بے تکلف ہیں لیکن میں ان کے درمیان نیا تھا اور مجرم بھی۔ اس لیے ان کا یہ مذاق میری طبیعت کو گراں گزر رہا تھا۔

"ارے ٹوبی! تم نے اپنے اسسٹنٹ کو پریشان کر دیا۔ آج اس کا پہلا دن ہے نا!"

"ہیرس! میں معذرت کرتا ہوں۔ ہم تو ایسے ہی مذاق کرتے رہتے ہیں۔"

"کوئی بات نہیں۔ ویسے میں بھی پرسوں رات اپنے گھر پر ہی تھا۔ میں اکیلا ہی رہتا

ہوں۔'' میں بولا۔

''ارے! تم کیوں صفائیاں دینے لگے۔ کہا نا! یہ مذاق تھا۔ خیر مذاق چھوڑتے ہیں اور کام کی بات کرتے ہیں۔ اسٹیو! آٹوپسی رپورٹ کیا کہتی ہے؟''

''قتل اعشاریہ بائیس کے پستول سے ہوا۔ اس کے علاوہ تو اور کچھ قابل ذکر نہیں ہے۔'' برگ نے بتایا۔

''مارش کی کار ملی؟'' میں نے پوچھا۔

''نہیں، مارش کے پاس میرون رنگ کی بیوک تھی۔ اب یا تو قاتل نے کار کہیں چھپا دی ہے یا پھر اس کا رنگ اور پلیٹ نمبر تبدیل کر دی ہے۔ ہم دو دن سے کار کی تلاش میں ہیں۔''

''تو تمہاری تفتیش کا لب لباب یہی ہے کہ مارش کو کسی ڈکیت نے قتل کر دیا۔''

''فی الحال تو یہی بات سامنے آئی ہے۔''

''اس کی لاش کس کے حوالے کرو گے؟''

''ابھی تک کسی نے کلیم نہیں کیا۔ ارے ہاں! یاد آیا، اس کی وارث کلارا واٹسن، لیڈیز ہاسٹل والی۔''

''ہاں! وہ لیڈیز ہاسٹل میں رہتی ہے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اس سے ملاقات کروں۔''

''کلارا پولیس کو بیان دے چکی ہے۔ اس کی آنکھوں کے سامنے ہی تو قتل ہوا تھا۔ ہاسٹل کے ٹیرس پر وہ اپنی سہیلیوں کے ساتھ سالگرہ منا رہی تھی۔'' برگ نے بتایا۔

''انیس دسمبر... بیس دسمبر کو سالگرہ؟ لیکن اس کے آئی ڈی کارڈ پر تو تاریخ پیدائش سولہ اگست ہے۔ سولہ اگست انیس سو اٹھاون۔'' ولیم نے فائل کھولی اور کلارا کا آئی ڈی کارڈ دکھاتے ہوئے کہا۔

''اکثر لوگوں کی حقیقی تاریخ پیدائش کچھ اور ہوتی ہے اور کاغذات میں کچھ اور لکھی ہوتی ہے۔ میری خود اصل تاریخ پیدائش سولہ مارچ ہے لیکن ریکارڈ میں پانچ جنوری ہے۔'' میں نے بتایا۔

''ہاں! اسکول میں داخلہ لیتے ہوئے اکثر والدین تاریخ بدل دیتے ہیں۔'' ولیم نے سر ہلایا جیسے میری بات کی تصدیق کر رہا ہو۔ پھر برگ کی طرف دیکھ کر پوچھا:

''کلارا واٹسن نے پولیس کو کیا بیان دیا؟''

''یہی کہ وہ مارش کو ایک سال سے جانتی ہے۔ دونوں میں اچھی دوستی ہے اور شادی کرنے والے ہیں۔ شادی سے پہلے وہ ایک ساتھ رہنا نہیں چاہتی تھی اسی لیے مارش کے گھر کے قریب ہاسٹل میں شفٹ ہوگئی۔ وہ ایش فیلڈ میں 'ہیون فلاورز' کے نام سے ایک فلاور شاپ میں کام کرتی ہے۔''

میں جانتا تھا کہ کلارا نے یہی بیان دیا ہے کیونکہ یہ الفاظ میں نے ہی اسے سکھائے تھے۔

''تو پہلے وہ کہاں رہتی تھی؟''

''یہ تو نہیں پوچھا، وہ جہاں بھی رہتی ہو، ہمیں کیا؟ اس سے کیا فرق پڑتا ہے؟''

''جب بات انشورنس کی ہو تو ایک ایک بات سے فرق پڑ سکتا ہے۔ اسٹیو! تم اس کیس کو عام قتل یا ڈکیتی کے کیسوں کی طرح دیکھ رہے ہو لیکن میرا دیکھنے کا نظریہ مختلف ہے۔ مجھے اس معاملے میں فراڈ کی بو آ رہی ہے۔''

''یہ کوئی نئی بات نہیں۔ کوئی ہزار ڈالر کی پالیسی لے کر مر جائے تب بھی تمہیں فراڈ کی بو آنے لگتی ہے۔ اپنی ناک کا علاج کرواؤ!'' برگ نے لاپروا انداز میں کہا۔

''اور اگر اس کیس میں تمہیں کچھ غیر معمولی نظر نہیں آ رہا تو تم اپنی آنکھوں کا علاج کرواؤ!''

ولیم نے اسی کے انداز میں جواب دیا۔

''تمہیں کیا غیر معمولی نظر آ رہا ہے؟'' برگ نے پوچھا۔

''مارک... مجھے اس مارک مکینزی سے ملنا ہوگا۔ اس کے بیان کے مطابق اس رات پہلے ایک کار گزری، ڈرائیور نے قاتل سے سگریٹ مانگا، قاتل نے اسے سگریٹ دیا اور وہ چلا گیا۔ دو تین منٹ بعد مارش کی کار وہاں سے گزری اور پھر جو ہوا وہ ہمارے سامنے ہے۔'' ولیم نے برگ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور دوبارہ بولا:

''اب اگر قاتل کا مقصد صرف کار چرانا تھا تو پہلے شخص کی کار کیوں نہ چرائی گئی، مارش کا انتظار کیوں کیا گیا؟'' ولیم کے الفاظ تھے یا 'مارول کامک کریکٹر سپر ہیرو تھار' کا ہتھوڑا، مجھے لگا کہ میرے سر پر تھار نے ہتھوڑا مار دیا ہو اور میں کرسی سمیت زمین میں دھنس جاؤں گا۔

''اوہ! یہ بات تو میں نے نظر انداز کر دی۔ ٹوبی! تم واقعی کمال کے ڈیٹیکٹو ہو۔ تمہیں تو پولیس اسپیشل برانچ میں ہونا چاہیے، انشورنس کمپنی میں کیا کر رہے ہو؟'' برگ نے اسے سراہتے ہوئے کہا۔

''پیسہ کما رہا ہوں۔ اگر میں فراڈ پکڑ لوں تو کلیم کی رقم کا پانچ فیصد ملتا ہے۔ تمہاری پولیس دے گی اتنا پیسہ؟'' ولیم نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو برگ نے عجیب سا منہ بنا کر کہا:

''پیسہ تو نہیں لیکن پاور ضرور ملتی ہے۔''

''پاور سے گھر نہیں چلتا، پیسے سے چلتا ہے۔''

''ہاں! یہ بات تو ہے۔ خیر میرے پاس پاور ہے اور تمہارے پاس پیسہ... جب مجھے پیسے کی ضرورت ہوئی تو تم سے لے لوں گا اور اگر تمہیں میری پاور کی ضرورت ہوئی تو بتا دینا۔'' برگ بولا۔

''چلو پھر مارک مکینزی کے پاس چلتے ہیں۔''

''ابھی تو شاید وہ اپنے دفتر میں ہوگا۔''

''یقیناً تمہارے پاس اس کے دفتر کا ایڈریس یا فون نمبر تو ضرور ہوگا۔''

''ہاں! پرسوں رات تفصیل نوٹ کر لی تھی۔ میں ڈائری دیکھ کر بتاتا ہوں۔'' برگ نے جیب سے ڈائری نکال لی۔ پھر اس نے فون کا ریسیور اٹھایا اور ایک نمبر ملا کر کچھ دیر بات کی۔

''مارک مکینزی اپنے گھر جا رہا ہے، ہمیں بھی وہیں جانا ہوگا تاکہ تمام حقائق سامنے آ سکیں۔''

''یہ ہوئی نا بات! ہم لیڈیز ہاسٹل بھی چلیں گے اور مارش کے گھر کی اچھی طرح تلاشی لیں گے۔'' ولیم بولا تو مجھے ایسا لگا کہ تھار نے میرے سر پر ایک اور ضرب لگا دی ہو۔ اگر میں ان کے ساتھ گیا تو ہاسٹل کی آنٹی ٹریسا مجھے پہچان سکتی تھی اور میں کسی صورت بھی اپنا اور کلارا کا تعلق ظاہر نہیں کر سکتا تھا۔ میں نے خود کو سنبھالا اور بولا:

''ولیم! جیسا میں نے پہلے بھی بتایا تھا کہ مجھے اپنے دفتر جانا ہوگا۔ چند معاملات نبٹانے ہیں۔ میں شام کو فون پر تم سے رابطہ کروں گا۔''

''ہاں! تم تو جانے والے تھے۔ ٹھیک ہے، تم جاؤ، ہم دونوں مکینزی سے مل آتے ہیں۔'' مجھے تسلی ہوئی اور میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا چلا گیا۔

میں ایک عام سا انسان ہوں۔ جرم اور فراڈ سے ہمیشہ دور بھاگنے والا لیکن پتا نہیں مجھے کیا ہوا کہ میں اس سب میں شامل ہو گیا۔ میڈیکل رپورٹ کا فراڈ ایک چھوٹے درجے کا فراڈ تھا۔ شاید مجھے نوکری سے نکال دیا جاتا یا چند ماہ جیل بھیج دیا جاتا لیکن... لیکن اب میں قاتل تھا اور اس قتل کی تفتیش دو ہوشیار اور چالاک سراغ رساں کر رہے تھے۔ وہ وقت دور نہیں تھا جب

ٹوبی ولیم کے دو اور اسٹیو برگ کے دو مل کر چار بن جاتے اور اس چار کا نام ہوتا' حارث یعقوبی عرف ہیرس جیکوبی'۔

☆.....☆.....☆

جب میں اپنے دفتر پہنچا، شیلا چپس کھا رہی تھی۔ مجھے دیکھتے ہی بولی:

''ہیرس! ایک خاتون تم سے ملنے آئی ہیں۔''

''ٹھیک ہے بھیج دو!'' میں نے سرسری جواب دیا اور اپنے کمرے میں چلا گیا۔ چند لمحوں بعد ایک خاتون کمرے میں آئی۔ اس کی عمر پینتالیس سال کے آس پاس تھی۔ بال بھورے تھے اور سیاہ فریم والا چشمہ لگایا ہوا تھا۔

''جی خاتون! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟'' میں نے حسبِ معمول نہایت مہذب انداز میں پوچھا۔

''میں کلارا بروک ہوں۔ شاید آپ مجھے کلارا واٹسن کے نام سے جانتے ہیں۔''

مجھے ایسے محسوس ہوا جیسے کسی کے آہنی ہاتھ نے میرے سینے سے دل نکال لیا ہو اور وہ کہہ رہی ہو: ''میں ملک الموت ہوں، شاید آپ مجھے موت کے فرشتے کے نام سے جانتے ہیں۔''

تھار کے ہتھوڑے کا ایک اور وار میرے سر پر ہو چکا تھا۔ میں شاید سانس لینا بھول گیا تھا۔

کچھ دیر میں اسے دم سادھے دیکھتا رہا اور پھر بولا:

''کک... کلارا...''

''ہاں! کلارا واٹسن۔ مجھے کین مارش نے آپ کے بارے میں بتایا تھا۔''

''مم... مسٹر کین مارش۔ وہ تو... وہ تو...'' مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ میں اسے کیا جواب دوں۔

''مسٹر جیکوبی! کچھ دن پہلے کین مارش مجھے ملا اور بتایا کہ اس نے دو لاکھ ڈالر کی پالیسی

خریدی ہے جس کی وارث میں ہوں۔ کیا یہ بات درست ہے؟''

اب میں اس کی بات کا کیا جواب دیتا۔ یعنی مارش مرنے سے پہلے اپنا داؤ کھیل گیا تھا اور میں بے خبری میں مارا گیا تھا۔ میں نے پانی کا گلاس اٹھایا اور ایک ہی سانس میں پی گیا۔ پھر ہمت جتائی اور بولا:

''مسز بروک! یہ بات درست ہے، دو ماہ قبل مسٹر مارش نے دو لاکھ ڈالر کی پالیسی خریدی اور آپ کو وارث بنایا۔''

''مجھے کین کے مرنے کا آج صبح ہی پتا چلا۔ میں نیو کاسل میں رہتی ہوں۔ کل اتوار تھا، ہم پکنک پر گئے ہوئے تھے، اس لیے اخبار یا ٹی وی نیوز نہیں دیکھ سکے۔ جیسے ہی مجھے آج پتا چلا، میں بہت پریشان ہوئی اور یہاں چلی آئی۔ کین نے کہا تھا کہ اگر اسے کچھ ہو گیا تو ہیرس جیکوبی کے پاس چلی جانا۔ وہ کلیم کی رقم دلوانے میں مدد کرے گا۔''

''ہاں! لیکن جیسا آپ جانتی ہیں کہ کلیم کی رقم زیادہ ہے اور پالیسی کے دو ماہ بعد ہی مارش قتل ہو گیا تو ابھی پولیس اور انشورنس کی تحقیقات چل رہی ہیں۔ کلیم ملنے میں ابھی کچھ دن لگیں گے۔''

''یہ باتیں میں جانتی ہوں۔ مجھے اس کے مرنے کا بہت افسوس ہے۔ ابھی پچھلے ہفتے ہی وہ مجھے اچانک اوپرا ہاؤس کے قریب ملا اور سب بتا دیا۔

''کاش! اس دن یہ دونوں نہ ملے ہوتے!'' میں نے دل میں سوچا اور نظریں جھکا لیں۔ اب مجھ میں اتنی ہمت نہیں تھی کہ میں اس سے نظریں ملا سکتا۔

''پولیس کیا کہتی ہے؟ اسے کس نے مارا؟''

''ابھی تک قاتل گرفتار نہیں ہوا۔ جیسے ہی گرفتار ہو گا، سب کو پتا چل جائے گا۔'' آخری جملہ میں نے دل پر پتھر رکھتے ہوئے ادا کیا۔

''مجھے کلیم کی رقم کب تک مل سکتی ہے؟'' اس نے متجسس ہو کر پوچھا۔ مجھے اس کی آنکھوں میں لالچ نظر آیا۔

''ابھی کچھ کہہ نہیں سکتا۔ شاید ہفتہ دس دن یا اس سے کچھ زیادہ۔ آپ جانتی ہیں کاغذی کارروائی میں وقت لگتا ہے۔''

''ہیرس! یہ انشورنس والی بات میرے شوہر کو نہیں پتا۔ اگر اسے پتا چل گئی تو شاید وہ یہ سمجھے گا کہ میں اسے دھوکا دے رہی تھی اور اب بھی کین سے ملتی تھی۔ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ مجھے دس سال بعد پچھلے ہفتے ہی ملا اور بتایا کہ کسی مشترکہ دوست نے مجھے نیو کاسل میں دیکھا تو اس نے مارش کو بتا دیا۔''

''یہ اچھا ہی ہوا نا! اب آپ کو دو لاکھ ڈالر مل جائیں گے۔''

''یہ اچھی خاصی رقم ہے لیکن اس دو لاکھ ڈالر کے خاطر میں اپنے شوہر کے دو ملین ڈالر سے محروم نہ ہو جاؤں۔''

''کیا مطلب؟''

''میرے شوہر یونیورسٹی میں پروفیسر ہیں۔ اس کے علاوہ ان کی کافی زرعی زمینیں بھی ہیں۔ اگر پالیسی کی بات ان تک پہنچی تو شاید وہ شک میں مبتلا ہو جائیں اور مجھے طلاق دے دیں۔''

''تو کیا آپ کلیم کی رقم نہیں چاہتیں؟'' میری آنکھیں چمک اٹھیں۔

''کیوں نہیں چاہتی، ہاتھ آئی اتنی بڑی رقم کون چھوڑ سکتا ہے۔ بس میں چاہتی ہوں کہ یہ بات میرے شوہر سے چھپائی جائے۔''

''ٹھیک ہے، جیسے آپ کہیں۔ آپ مجھے اپنا فون نمبر اور گھر کا پتہ دے دیں۔ میں آپ کو با خبر کرتا رہوں گا۔''

''بہت بہت شکریہ!'' اس نے ایک کاغذ پر اپنے گھر کا پتہ اور فون نمبر لکھ دیا۔ وہ نیو کاسل میں براؤن روڈ پر رہتی تھی۔

''ہیرس! میں تم پر بھروسا کر سکتی ہوں نا؟'' کلارا نے میرے قریب جھکتے ہوئے کہا۔

''ہاں! آپ مجھ پر بھروسا کر سکتی ہیں۔''

''ٹھیک ہے، میں واپس نیو کاسل جا رہی ہوں صرف تم سے ملنے ہی آئی تھی۔'' اس نے مسکرا کر کہا اور چلی گئی۔ میں اپنے آخری جملے پر غور کر رہا تھا۔ کچھ اسی انداز میں دو ماہ قبل مارش نے بھی یہی سوال پوچھا تھا اور میں نے اسی انداز میں اسے جواب دیا تھا۔ آج کلارا بروک کو بھی یہی جواب دیا۔ مجھے مارش کو قتل کرنا پڑا تو کیا... تو کیا اب اس کھیل کو بچانے کے لیے مجھے اگلی کھلاڑی کی قربانی دینا ہوگی؟ اگر کلارا بروک ہیڈ آفس چلی گئی تو؟ اگر ٹوبی ولیم اور اسٹیو برگ نے اپنی تفتیش میں اسے بھی شامل کر لیا تو حقیقت جاننے میں زیادہ وقت نہیں لگے گا۔ یہ تو اچھی بات تھی کہ کلارا بروک کے شوہر کو اس پالیسی کا ادراک نہیں تھا اور وہ پالیسی چھپانا چاہتی تھی۔

میں تو الجھتا ہی جا رہا تھا۔ مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ میں اس دلدل سے باہر نکلنے کے لیے جتنے ہاتھ پیر مار رہا تھا اتنا ہی اندر دھنستا چلا جا رہا ہوں اور ایسا کیوں نہ ہوتا! جس آدمی کی وجہ سے یہ سب ہو رہا تھا، اس کا نام مارش تھا اور انگریزی میں مارش کا مطلب مرداب یعنی دلدل ہی تو ہوتا ہے۔

میں نے گھڑی پر وقت دیکھا، پونے بارہ بجے تھے۔ میں نے کلارا یعنی میری والی کلارا کی فلاورشاپ پر فون ملایا۔

''ہیلو کلارا! کیا تم ابھی گھر آ سکتی ہو؟ بہت بڑی گڑبڑ ہو گئی ہے۔''

''اچھا ٹھیک ہے، مارکس یہاں موجود ہے، میں آجاتی ہوں۔''

''ٹھیک ہے، جلدی گھر پہنچو!''

میں نے اگلا فون ایڈی کو ملایا۔

''کیا تم ابھی میرے گھر آسکتے ہو؟''

''خیریت... کیا ہوا؟''

''اگر خیریت ہوتی تو ایسے فون نہ کرتا۔ جتنا جلدی ہوسکتا ہے گھر آجاؤ، گڑبڑ ہوگئی ہے۔''

''ٹھیک ہے۔ میں ڈاکٹر رچرڈ سے بہانہ بنا کر آتا ہوں۔''

میں نے اپنا سامان سمیٹا۔ کچھ دیر شیلا سے بات چیت کی، اسے ضروری معلومات دی۔ ہارڈی سے ملا اور گھر چلا گیا۔ جب میں گھر پہنچا تو کلارا موجود تھی۔ پانچ منٹ بعد ایڈی بھی آگیا۔ ہم تینوں لاؤنج میں بیٹھے تھے۔ میرا چہرہ برسوں کا بیمار دکھائی دے رہا تھا۔

''ہیری! کیا ہوا ہے، اب بتا بھی دو!''

''کچھ دیر پہلے میرے دفتر میں کلارا واٹسن آئی تھی، اصل والی۔''

''کیا!!!'' وہ دونوں اتنا زور سے چلائے کہ مجھے لگا چھت پھٹ جائے گی۔

''ہاں!'' اس کے بعد میں نے انہیں ولیم، برگ اور کلارا بروک کے ساتھ ہوئی تمام گفتگو سنادی۔ ان دونوں کی حالت مجھ سے بھی بری ہوچکی تھی۔

''ہیری! اب ہم کیا کریں گے؟'' کلارا نے میرا ہاتھ تھام کر پوچھا۔

''پتا نہیں۔ اب شاید ہم اس دلدل سے کبھی نہ نکل سکیں۔''

''ہیری! میری بیوی ہے، ایک چھوٹا بیٹا ہے۔ اگر مجھے کچھ ہوگیا تو ان کا کیا بنے گا؟ یہ ہم کس موڑ پر آگئے۔'' ایڈی کی آنکھیں نم ہوگئیں۔

''ہیری! تم فائل سے میرا آئی ڈی نکال کر اصل والی کلارا کا آئی ڈی دوبارہ لگا دو، یہ جھنجھٹ ختم ہو جائے گا۔''

''نہیں، اب ایسا نہیں ہو سکتا۔ فائل کی ایک کاپی ولیم کے پاس ہے، تم پولیس کو اپنا بیان ریکارڈ کروا چکی ہو۔ سب جانتے ہیں کہ کین مارش کی وارث تم ہو، اب ہم پیچھے نہیں ہٹ سکتے۔''

''تو پھر اگلا قدم کیا ہوگا؟ تمہیں لگتا ہے کہ کلارا بروک خاموش بیٹھی رہے گی؟'' ایڈی نے پوچھا۔

''میں نے اس کی آنکھوں میں لالچ دیکھا تھا۔ اسے مارش کے مرنے کا کوئی افسوس نہیں تھا۔ وہ بس یہ جاننا چاہتی تھی کہ اسے کلیم کی رقم کب ملے گی اور وہ کیسے یہ بات اپنے شوہر سے چھپا کر رکھ سکتی ہے۔''

''پتا نہیں مارش نے اسے کیوں بتا دیا۔ میں اس کا اتنا اچھا خیال رکھ رہی تھی لیکن پھر بھی...'' کلارا نے میز پر مکا مارتے ہوئے کہا۔

''ہیری! اب تم کیا سوچ رہے ہو؟''

''پتا نہیں، مجھے کچھ نہیں پتا۔''

''ایک قتل کی سزا بھی عمر قید ہے اور دو قتل کی سزا بھی عمر قید... تو پھر...'' کلارا نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''کیا اب کلارا بروک کو مارنا ہوگا؟'' مجھے کلارا کی بات پر حیرت ہوئی۔

''اس کے علاوہ ہمارے پاس اور کوئی حل ہے کیا؟''

''اگر ہم اسے سب بات سچ سچ بتا دیں تو؟ اسے کہیں کہ وہ خاموش رہے، کلیم کے

جب دو لاکھ ڈالر ملیں گے اس میں سے ایک لاکھ ڈالر اس کے اور ایک لاکھ ہمارے۔'' ایڈی نے رائے دی۔

''ہاں! ایک لاکھ ڈالر بھی اچھی خاصی رقم ہے۔ پچاس ہزار روسیو کو دیں گے اور باقی پچاس ہم تینوں بانٹ لیں گے۔'' کلارا نے ایڈی کی رائے سے اتفاق کیا۔

''اگر وہ نہ مانی؟ اگر اس نے پولیس کے پاس جانے کی دھمکی دی تو...؟''

''پھر تو اسے خاموش کروانا ہی ہوگا۔'' کلارا بولی۔

''کیسے؟ میں کوئی سیریل کلر نہیں ہوں کہ جب دل کیا کسی کو مار دیا۔ ابھی تک میں اپنے ہاتھوں میں مارش کے خون کی بو محسوس کرتا ہوں۔ تم لوگوں کو یہ سب مذاق لگتا ہے۔'' میں چلا اٹھا۔

''مارش کی جعلی میڈیکل رپورٹ بنانے کا آئیڈیا تمہارا تھا۔ تم نے مجھے شامل کیا۔ پھر مارش کی کلارا سے دوستی بھی تم نے کروائی، اسے ہاسٹل میں کمرہ بھی تم نے لے کر دیا اور اسے قتل کرنے کا منصوبہ بھی تمہارا تھا۔ میں تو ایک چھوٹی سی مدد کرنے کے چکر میں پھنس گیا بلکہ آٹوپسی رپورٹ تبدیل کروا کر میں نے تمہاری مدد کی ورنہ اس وقت تم جیل میں ہوتے۔'' ایڈی کی آواز مجھ سے بھی بلند تھی۔

''ہاں تو میرے ساتھ تم بھی جیل میں ہوتے۔ میڈیکل رپورٹ تم نے ہی تبدیل کی تھی۔''

''کاش! میں اس وقت تمہارا ساتھ نہ دیتا تو اس وقت پرسکون ہو کر لیب میں اپنا کام کر رہا ہوتا۔'' ایڈی ایک بار پھر چلایا۔

''خاموش... کیا ہو گیا ہے تم دونوں کو؟ کیوں بچوں کی طرح لڑ رہے ہو؟'' کلارا چلائی اور پھر دھیمے لہجے میں بولی:

''یہ وقت آپس میں لڑنے کا نہیں ہے۔ ہمیں مل کر کچھ سوچنا ہوگا۔''

''میں نے سوچ لیا ہے، میں کلارا بروک کو سب سچ سچ بتا دوں گا، پھر اس کی مرضی وہ کیا کرتی ہے۔''

''میں تنگ آ گیا ہوں۔ سوچ رہا ہوں کہ پولیس کے پاس جا کر اپنا جرم قبول کر لوں گا۔ کم از کم مجھ پر صرف جعل سازی کا کیس بنے گا، قتل کا نہیں۔'' ایڈی اٹھ کھڑا ہوا۔

''ایڈی! تم بیٹھو اور بتاؤ کیا چاہتے ہو؟'' کلارا نے ہاتھ پکڑ کر اسے بٹھایا۔

''اپنی جان بچانا اور اس کیس سے چھٹکارا۔ یہ معاملہ سنبھل جائے تو میں یہ نوکری ہی چھوڑ دوں گا اور میلبورن یا برسبین چلا جاؤں گا۔''

''ہیری! کلارا بروک کا زندہ رہنا ہمارے لیے خطرے سے خالی نہیں ہوگا۔ ہمیں اسے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے خاموش کرنا ہوگا۔ اب چاہے وہ زندہ رہ کر خاموش ہو چاہے مر کر۔'' کلارا نے میرا ہاتھ تھام کر کہا اور میرے قریب ہو گئی۔

''کلارا! ایک قتل کر کے میں بچ نکلا، کیا دوسرا قتل کرنے کے بعد بھی بچ جاؤں گا؟'' میں نے اس کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''ہاں! مجھے تم پر بھروسا ہے۔ تم ذہین انسان ہو۔''

''اسے مارنے کے بعد سب ٹھیک ہو جائے گا نا؟''

''ہاں! وہ نیو کاسل میں رہتی ہے۔ اگر وہ نیو کاسل میں مرے گی تو یہاں کی پولیس کو بھنک بھی نہیں لگے گی۔ وہاں کی پولیس کلارا کے قتل کی تفتیش کرتی رہے گی اور یہاں کی پولیس مارش کے قتل کی تفتیش۔'' کلارا بولی اچانک میرے دماغ میں ایک خیال آیا اور میں مسکرا دیا۔

''اب کیا ہوا؟''

''اگر یہاں کی پولیس کو اس کی موت کی اطلاع مل بھی گئی تو کوئی مسئلہ نہیں کیونکہ اب وہ کلارا واٹسن نہیں، کلارا بروک ہے۔ اخبار، ٹی وی ہر جگہ کلارا بروک کے قاتل کو تلاش کیا جائے گا۔ کین مارش کا تعلق کلارا واٹسن سے ہے، کلارا بروک سے نہیں۔''

''ارے ہاں! یہ تو ہم نے سوچا ہی نہیں۔'' کلارا بولی۔

''تو پھر اب تم کیا سوچ رہے ہو؟'' ایڈی نے پوچھا۔

''میں آج نیو کاسل جاؤں گا۔ یہاں سے اڑھائی گھنٹے کا راستہ ہے۔ شام سات، آٹھ بجے میں کلارا بروک سے ملوں گا، اسے کہوں گا کہ کہیں باہر ملے، پالیسی کے حوالے سے بات کرنی ہے۔ وہ اپنے شوہر سے یہ بات چھپانا چاہتی ہے، اس لیے وہ ملنے کے لیے تیار ہو جائے گی۔ میں اپنی کار میں بٹھا کر اسے کسی سنسان جگہ پر لے جاؤں گا اور اسی پستول سے گولی مار دوں گا، جس سے مارش کو قتل کیا تھا۔ اس کے بعد اس کی لاش دریا میں پھینک دوں گا۔ امید ہے تین چار دن تک اس کی لاش نہیں ملے گی۔ تب تک یہاں کے معاملات سنبھل چکے ہوں گے۔'' میں روانی سے بتاتا چلا گیا۔ میں ایک بار پھر قتل کی منصوبہ بندی کرنے پر مجبور ہو گیا تھا۔

''اگر وہ آج اپنے گھر نہ ملی تو؟'' ایڈی نے پوچھا۔

''تو پھر کل... اس کے علاوہ اور کیا کر سکتا ہوں؟''

''تم جو کرنا چاہتے ہو کرو، میں روکوں گا نہیں لیکن اس قتل میں، میں تمہارا ساتھ نہیں دوں گا۔'' ایڈی نے ہاتھ کھڑے کر دیے۔

''مارش کو قتل بھی میں نے اکیلے ہی کیا تھا۔ تم بے فکر رہو، اگر میں کبھی پکڑا بھی گیا تو تم دونوں کا نام نہیں آئے گا۔ یہ کھیل میں نے شروع کیا تھا، اس کھیل میں جیت بھی میری ہو گی

اور ہار بھی میری۔"

"ہیری! ابھی بھی وقت ہے، سوچ لو! کہیں اس دلدل میں مزید نہ دھنس جانا۔" ایڈی نے میرا ہاتھ پکڑ کر التجا کی۔ اس وقت وہ مجھے اُس بڑے بھائی جیسا لگ رہا تھا، جسے اپنے آوارہ اور نافرمان چھوٹے بھائی کی فکر ہو۔

"جتنا دھنس چکا ہوں، اس سے زیادہ کیا ہوگا! ابھی میرے ہاتھ باہر ہیں۔ اگر کوشش کروں گا تو اس دلدل سے باہر نکل آؤں گا۔" میں نے ایڈی کے ہاتھ پر اپنا ہاتھ رکھ کر کہا۔

"ہیری! سب ٹھیک ہو جائے گا۔ پریشان نہ ہو۔" کلارا نے مجھے تسلی دیتے ہوئے کہا۔

"ایک قتل کر چکا ہوں، دوسرا کرنے کا سوچ رہا ہوں۔ ولیم اور برگ تفتیش کر رہے ہیں، اپنے خلاف کئی عینی شاہدین چھوڑ چکا ہوں اور تم کہہ رہی ہو کہ سب ٹھیک ہو جائے گا۔" میں نے کلارا پر غصہ کیا۔

"میں چلتا ہوں، ڈاکٹر رچرڈ انتظار کر رہے ہوں گے، میں لنچ بریک کے بہانے آیا تھا۔" ایڈی نے گھڑی پر وقت دیکھتے ہوئے کہا۔ ایک بج رہا تھا۔

ایڈی کے جانے کے بعد کلارا لنچ بنانے کچن میں چلی گئی اور میں غسل کرنے چلا گیا۔ کافی دیر میں ٹھنڈے پانی کے نیچے کھڑا سوچتا رہا کہ اب آگے کیا کرنا چاہیے۔ کلارا بروک شاید تین بجے تک نیو کاسل پہنچ جائے۔ میرے گھر سے نیو کاسل تک اڑھائی گھنٹے کا راستہ تھا۔ اگر میں شام پانچ بجے بھی نکلوں تو ساڑھے سات بجے تک اس کے گھر پہنچ سکتا تھا۔ وہاں کسی فون بوتھ سے اسے فون کرتا اور کہیں باہر بلا لیتا۔ پھر میں اس سے دوٹوک بات کرتا، اگر تو وہ میرا ساتھ دینے کے لیے تیار ہو جاتی تو ٹھیک، ورنہ محبوبہ کو بھی محبوب کے پاس بھیج دیتا۔ گینڈل کا دیا ہوا پستول مارش کی بیوک میں ہی تھا۔ مجھے آج شاید دوبارہ اسے استعمال کرنا تھا۔ شاید آج

بھی میرے ہاتھوں ایک قتل لکھا تھا۔

نیو کاسل شہر میرا دیکھا بھالا تھا۔ انشورنس کمپنی میں نوکری کرنے سے پہلے میں نیو کاسل کے ایک اسکول میں اکاؤنٹنٹ تھا۔ میں نے وہاں صرف چار ماہ ہی گزارے تھے۔ اس کے بعد مجھے سینٹرل انشورنس میں نوکری مل گئی۔

میں لباس تبدیل کر کے باہر آیا اور کلارا کو اپنا پلان بتا دیا۔

''ہیری! کیا میں بھی ساتھ چلوں؟'' اس نے پوچھا۔

''نہیں، یہ خطرے سے خالی نہیں ہوگا اور مجھے ایلی بائی کی ضرورت ہوگی۔''

''ایلی بائی... وہ کس لیے؟''

''کیا پتا یہاں کی پولیس کو کلارا بروک کے قتل کا پتا چل جائے اور کسی طرح میرا اس سے تعلق ثابت ہو جائے۔ احتیاط جتنی زیادہ کریں، بہتر ہے۔''

''تو پھر تم اپنی کار لے کر نہ جاؤ!''

''تو کیسے جاؤں؟''

''رینٹ اے کار، کرائے پر کار لے جاؤ، اپنی کار یہیں کھڑی رکھو، جیسے مارش کے وقت کیا تھا۔''

''اور پھر وہ نیپالی سوویپ آ جائے اور گھنٹی بجاتا رہے۔''

''نہیں، اب نہیں آئے گا۔'' وہ مسکرائی۔

اس کے بعد ہم نے لنچ کیا، دوپہر تین بجے میں ایلش فیلڈ میں ہی ایک رینٹ اے کار کمپنی کے پاس گیا اور ان سے ایک دن کے لیے فورڈ لے لی۔ سفر لمبا تھا، مجھے کم از کم پانچ گھنٹے لگاتار کار چلانی تھی، اس لیے میرے پاس اچھی اور بہتر سواری ہونی چاہیے تھی۔

میں نے پہلے کلارا کو ہاسٹل چھوڑ دیا۔ اسے ابھی بھی کچھ دن وہیں رہنا تھا۔ پھر میں

رابرٹ کے گیراج میں گیا وہ باہر کھڑا مل گیا۔ مجھے دیکھتے ہی بولا:

''تم وہ پانچ نمبر گیراج والے ہی ہونا!''

''ہاں!''

''ابھی تک نیوزی لینڈ نہیں گئے؟''

اف! اس بڈھے کی بھی کمال کی یادداشت تھی۔

''کل شام کی فلائٹ ہے۔ ایک ہفتے بعد واپس آؤں گا۔ یہ لو مزید بیس ڈالر۔'' میں نے اس کے ہاتھ میں بیس ڈالر کا نوٹ رکھا تو اس نے دانت دکھاتے ہوئے نوٹ جیب میں ڈال لیا۔

''کوئی مسئلہ نہیں، جب مرضی جاؤ، جب مرضی آؤ!''

''واپس آؤں گا تو اور بھی ملے گا، سمجھ گئے نا؟'' میں نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

''کرسمس گفٹ بھی؟'' اس کی آنکھوں سے لالچ ٹپک رہا تھا۔

''ہاں! کرسمس تو کیا نیو ایئر گفٹ بھی۔''

''ہاں ہاں! سب سمجھ گیا۔ یہ تمہارا اور میرا راز ہے، بے فکر رہو۔'' نہ جانے وہ کیسے سمجھ گیا کہ میں کچھ غیر قانونی کر رہا تھا۔ شاید میری زرد رنگت یا پھر ماتھے کا پسینہ میری چغلی کھا رہے تھے۔

میں نے تالہ کھولا، گیراج کا شٹر اوپر کیا اور اندر جا کر شٹر نیچے گرا دیا۔ میں نے کار سے پستول نکالا اور اپنی جیکٹ کی جیب میں ڈالا۔ پھر وہیں بیٹھے بیٹھے ایک سگریٹ سلگایا۔

جب میں باہر نکلا تو بڈھا نظر نہیں آیا، شاید وہ اندر جا چکا تھا۔ چار بج چکے تھے۔ اب مجھے نیو کاسل کا سفر کرنا تھا۔ میں ایک نئے محاظ پر نکلنے کے لیے تیار تھا۔

☆.....☆.....☆

شام ساڑھے سات بجے میں نیو کاسل پہنچ گیا۔ پہلے میں 'گرین ڈریم' نامی ایک

ریسٹورنٹ میں گیا، چکن برگر اور کولڈ ڈرنک کا آرڈر کیا۔ کھانا کھانے کے بعد میں نے قریبی فون بوتھ سے کلارا کے گھر فون کیا۔ خوش قسمتی سے فون اسی نے اٹھایا۔

''ہیلو! مسز کلارا بروک؟'' میں نے تصدیق چاہی۔

''یس! آپ کون؟''

''میں ہیرس جیکوبی... آج صبح آپ سے ملاقات ہوئی تھی۔''

''ہاں! کیا کلیم پاس ہو گیا؟'' اس نے فوراً کلیم کے بارے میں پوچھا۔

''نہیں ابھی نہیں، مجھے آپ سے کچھ خاص بات کرنی ہے۔ میں اس وقت نیو کاسل میں ہی ہوں۔ کیا ہم ابھی مل سکتے ہیں؟''

''ابھی... کیوں خیریت ہے نا؟''

''پتا نہیں، لیکن میں آپ سے ابھی ملنا چاہتا ہوں۔''

''کہاں؟''

''میں آپ کے گھر کے قریب ہی میجک پارک کے باہر ملتا ہوں۔''

''ٹھیک ہے، میں بس پانچ منٹ میں آتی ہوں۔'' کلارا نے فون رکھ دیا۔

میں ریسٹورنٹ سے نکلا اور دو منٹ میں میجک پارک پہنچ گیا۔ آٹھ بج چکے تھے اور اندھیرا چھا چکا تھا۔ کرسمس کی چھٹیاں شروع ہو چکی تھیں، اس لیے پارک سجا ہوا تھا اور کافی افراد موجود تھے۔ میں نے فورڈ ایک سائیڈ پر کھڑی کی اور کلارا کا انتظار کرنے لگا۔

پانچ منٹ بعد وہ مجھے پیدل آتی ہوئی نظر آئی۔ میں نے اسے ہاتھ کا اشارہ کیا، اس نے مجھے دیکھ لیا اور میرے پاس آ گئی۔

''کار میں بیٹھ جائیں، یہاں کافی بھیڑ ہے۔''

اس نے سر ہلایا اور کار میں بیٹھ گئی۔

''اب بتائیں کیا خاص بات ہے اور تم یہاں کیوں آئے ہو؟'' اس نے بیٹھتے ہی سوال پوچھا۔

''ہم کہیں اور چل کر آرام سے بات کرتے ہیں۔'' میں نے انجن اسٹارٹ کیا اور کار آگے بڑھا دی۔

پانچ منٹ بعد ہم تھروسبی نہر کے قریب پہنچ چکے تھے۔ میں نے ایک سائیڈ پر کار روکی۔ وہاں کوئی موجود نہیں تھا۔

''میرا خیال ہے یہاں بات کرنا مناسب ہے، یقیناً آپ کے شوہر یہاں موجود نہیں ہوں گے۔'' میں نے کلارا کی طرف دیکھ کر کہا۔

''ہاں! لیکن ایسے پراسرار انداز میں بات کرنا عجیب سا لگ رہا ہے۔'' کلارا کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات نظر آ رہے تھے۔

''میں جو بات کرنے لگا ہوں، وہ اس سے بھی عجیب ہے۔'' میں نے سوچ لیا تھا کہ اسے سب سچ بتا دوں گا، پھر جو ہوگا دیکھا جائے گا۔

''کیا بات ہے؟''

''دراصل... میں نے اس پالیسی میں ایک فراڈ کیا تھا۔''

''کیسا فراڈ؟''

''میری محبوبہ کا نام بھی کلارا واٹسن تھا، ہمیں پیسے کی سخت ضرورت تھی، اس لیے میں نے وارث میں آپ کے آئی ڈی کارڈ کی بجائے اپنی محبوبہ کا آئی ڈی کارڈ لگا دیا اور کلارا جیک واٹسن کو کلارا جیکی واٹسن بنا دیا۔''

''کیا!'' اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

''اب انشورنس کی رقم آپ کو نہیں، میری محبوبہ کلارا کو ملنے والی ہے۔''

''تم... تم ایسا کیسے کر سکتے ہو؟'' اس کی آنکھیں حیرت کے مارے پھیل چکی تھیں۔

''کیسے کر سکتا ہوں، پتا نہیں... لیکن اب تو ہو گیا۔''

''اب تم کیا چاہتے ہو؟''

''میں چاہتا ہوں کہ تم خاموش رہو اور ہم کلیم کی رقم آدھی آدھی کر لیں۔ میرے لیے ایک لاکھ ڈالر کافی ہے۔''

''لیکن میرے لیے کافی نہیں ہے۔ میں دس سال تک مارش کے ساتھ تھی۔ میرا خیال تھا کہ وہ جلد پیسہ کما لے گا لیکن وہ بازاری عورتوں کے پاس جا کر اپنی دولت لٹانے لگا۔ میں نے اسے بہت سمجھایا لیکن اس کی جنسی خواہشات اتنی بڑھ چکی تھیں کہ مجھے اسے چھوڑنا پڑا۔ میں نے بہت غربت دیکھی ہے۔ چار سال تک میں چھوٹی موٹی نوکریاں کرتی رہی آخر مجھے پروفیسر بروک ملا اور آج میں آسائشوں کی زندگی گزار رہی ہوں۔''

''اوہ! تو اسی لیے اسے ایڈز ہوئی۔'' مجھے ایڈی کی بات یاد آ گئی۔ مارش کو ایڈز تھی لیکن وہ سب سے چھپانا چاہتا تھا۔

''کیا اسے ایڈز تھی؟ مجھے تو کینسر بتایا تھا۔''

''وہ سب کو کینسر ہی بتاتا تھا۔''

''پھر تو اچھا ہوا وہ مر گیا، اس کا یہی انجام ہونا تھا۔'' کلارا کے دل میں اس کے لیے نفرت تھی۔

''تو تمہیں ڈیل منظور ہے؟''

''بالکل نہیں، مجھے پورا دو لاکھ ڈالر چاہیے۔ میں اسے کین کے ہاتھوں ہوئی اپنی تذلیل کی قیمت سمجھوں گی۔''

''وہ تو کسی صورت نہیں مل سکتے۔ انشورنس کمپنی میں تمہیں کوئی نہیں جانتا۔ میرے ساتھ تعاون کروگی تو میں ایک لاکھ ڈالر دے دوں گا ورنہ پروفیسر صاحب کے ساتھ بیٹھ کر ایک لیکچر بھی لیا جا سکتا ہے۔'' میں نے اسے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔ وہ کچھ دیر تک ٹکٹکی باندھ کر میری طرف دیکھتی رہی اور پھر بولی:

''بلیک میلنگ پر اتر آئے ہو؟ میں بھی پولیس کو سب سچ سچ بتا دوں گی۔''

''دیکھو! ایسے جھگڑنے میں ہم دونوں کا نقصان ہے، میری بات مان لو، ہم سب فائدے میں رہیں گے۔'' میں نے نرم لہجے میں کہا۔

''اس بات کی کیا گارنٹی ہے کہ تم مجھے پیسے دو گے، ہوسکتا ہے رقم ملنے کے بعد تم مجھے دوبارہ دھمکی دو کہ تم میرے شوہر کو سب بتا دو گے۔''

''نہیں، ایسا نہیں کروں گا، مجھ پر بھروسا کر سکتی ہو۔''

''جیسے کین نے تم پر بھروسا کیا تھا؟'' کلارا نے طنزیہ لہجے میں کہا۔

''اس میں بھی اسی کی غلطی ہے، میں تو بس دوسروں کا بھلا کرنے کے چکر میں پھنس گیا۔ کیوں مارش نے یہ ڈرامہ کھیلا! نہ تو وہ مجھ سے رابطہ کرتا، نہ میں اس کی انشورنس کرتا۔ نہ وہ مجھے بتاتا کہ وہ بیمار ہے، نہ میں اس کی جعلی میڈیکل رپورٹ بنواتا۔ نہ تو اس کی محبوبہ کا نام کلارا واٹسن ہوتا اور نہ ہی میں وارث کا نام تبدیل کرتا۔ نہ تو وہ مجھے بتاتا کہ وہ بہتر ہو گیا ہے اور شاید زیادہ عرصے تک زندہ رہے اور نہ ہی میں اسے قتل کرت...'' مجھے احساس ہو گیا کہ میری زبان کیا کہہ چکی ہے۔ کلارا میری طرف آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھ رہی تھی۔ اس کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔ کچھ دیر تک ایسا لگتا رہا کہ ہم دونوں پتھر کے بت ہیں۔

''کک... کیا... کین کو تم نے قتل کیا؟'' کلارا نے ہکلاتے ہوئے پوچھا۔ میں نے سر جھکا

لیا۔اب مجھ میں کچھ کہنے کی ہمت ہی نہیں تھی۔ میں روانی میں بولتا بولتا اپنے پاؤں پر کلہاڑی مار چکا تھا۔

''اف ہیرس! یہ تم نے کیا کر دیا؟ فراڈ، جعلی سازی ایک چھوٹا جرم ہے۔ہم اپنے فائدے کے لیے اکثر ایسا کرتے ہیں لیکن...قتل...ہم کسی کو جان سے تو نہیں مارتے۔کین جیسا بھی تھا، میں اس سے محبت کرتی تھی، ہم دس سال ایک ساتھ رہے تھے۔''

''ابھی تم اس کی برائیاں گنا رہی تھی، اب جیسے ہی پتا چلا کہ میں نے اسے مارا ہے، تم نے پینترا بدل لیا۔''

''ہیرس! میں تمہیں نہیں چھوڑوں گی۔ اب تمہیں پھوٹی کوڑی بھی لینے نہیں دوں گی ۔مجھے دو لاکھ ڈالر دو، نہیں تو میں پولیس کو سب بتا دوں گی۔اب تم اتنی آسانی سے نہیں بچ سکتے مسٹر ہیرس جیکوبی! اب تمہاری گردن میرے ہاتھ میں ہے۔'' اس نے مجھے آنکھیں دکھاتے ہوئے کہا۔

تھار کا ایک اور ہتھوڑا میرے سر پر برس چکا تھا اور میں دلدل میں مزید دھنس چکا تھا۔ میں نے پانی کی بوتل نکالی اور منہ سے لگا لی۔ پھر لمبے لمبے سانس لینے لگا۔ یہ عورت خاموش نہیں بیٹھ سکتی تھی، اس کا زندہ رہنا ہمارے زندہ رہنے کے لیے مشکل ہو رہا تھا۔کیا پتا پیسہ لینے کے بعد بھی یہ پولیس کو خبر کر دیتی۔ میری والی کلارا ٹھیک کہہ رہی تھی، اس عورت کا مرنا، ہماری زندگی کا پروانہ تھا۔ میں نے پینٹ کی جیب میں ہاتھ ڈالا، پستول موجود تھا۔شاید وہ میرے لمس کا انتظار کر رہا تھا۔

''کلارا! ٹھیک ہے، جیسے تم کہو گی ویسے ہی ہوگا۔اب مجھے بتاؤ تم کیا چاہتی ہو؟''

''پورا دو لاکھ۔ایک ڈالر بھی کم نہیں۔'' اس کی آنکھوں میں عجیب سے دہشت تھی۔ مجھے وہ

کسی ڈراؤنی فلم کی چڑیل لگ رہی تھی۔

''مجھے سگریٹ پینا ہے، باہر آ جاؤ! کھلی فضا میں بات کرتے ہیں۔'' میں نے لانگ بیچ کا پیکٹ اٹھایا اور کار سے باہر نکل آیا۔ مجھے یہ دیکھ کر سکون ہوا کہ فی الحال وہاں آس پاس کوئی نہیں تھا۔ کلارا کار میں ہی بیٹھی رہی۔

''تم باہر نہیں آؤ گی؟'' اس نے میری طرف دیکھا اور پھر دروازہ کھول کر باہر آ گئی۔ یہی اس کی غلطی تھی۔ میں اسے کبھی بھی اندر گولی نہیں مار سکتا تھا کیونکہ اگر اسے کار میں ہی مار ڈالتا تو پھر اس کے خون کے چھینٹے پوری کار میں پھیل جاتے۔

وہ باہر آ گئی، میں نے اسے ایک سگریٹ اور اپنا لائٹر دیا تو وہ سگریٹ سلگانے لگی۔ میں نے اردگرد دیکھا، وہاں کوئی نہیں تھا۔ مجھے اب دس سیکنڈ کے اندر اندر اپنا وار کرنا تھا۔ میں ٹہلتا ٹہلتا نہر کے کنارے پر پہنچ گیا۔ کلارا بھی میرے ساتھ ہی چلنے لگی۔

''کلارا! مجھے افسوس ہے، میرے اور کلارا واٹسن کے زندہ رہنے کے لیے کلارا بروک کا مرنا بہت ضروری ہے۔'' اس سے پہلے وہ میری بات سمجھ پاتی، میں جیب سے پستول نکال چکا تھا اور اس کے سر میں گولی مار چکا تھا۔ گولی مارتے ہی میں نے اسے نہر میں دھکا دے دیا اور وہ لڑکھڑاتی ہوئی نہر میں جا گری۔ اس کے بعد میں اپنی فورڈ کی طرف بھاگا اور آندھی اور طوفان کی طرح وہاں سے بھاگ نکلا۔

تو میں اپنے قتل کو چھپانے کے چکر میں دوسرا قتل کر بیٹھا تھا۔ میں خوش قسمت تھا کہ آس پاس کوئی موجود نہیں تھا، شاید کسی نے گولی چلنے کی آواز سنی ہو لیکن کرسمس کی دن تھے، اکثر بچے پٹاخے چلا رہے تھے اور آتش بازی کر رہے تھے، اس لیے شاید کسی نے دھیان نہ دیا ہو۔

تھروسبی کافی گہری نہر ہے جو سمندر سے جا ملتی ہے۔ مجھے یقین تھا کہ کلارا کی لاش جلدی

اوپر نہیں آئے گی اور اگر آ بھی گئی تو کوئی نہیں جانتا کہ اس وقت میں یہاں موجود ہوں یا میرا کلارا بروک سے کوئی تعلق ہے۔

ساڑھے آٹھ بج رہے تھے، مجھے اب جلد از جلد گھر پہنچنا تھا اور کل سے اپنے ہی کیے گئے فراڈ اور قتل کی تفتیش کرنا تھی۔ قدرت بھی میرے ساتھ کیا کھیل کھیل رہی تھی۔ میں اپنی تقدیر پر مسکرا رہا تھا۔

اچانک بارش برسنے لگی اور مجھے وہ فلمی سین یاد آنے لگے جب رات کے اندھیرے میں اور برستی بارش میں کوئی شخص کسی کو قتل کر کے فرار ہو رہا ہو۔ میں خود کی کسی فلم کا کردار سمجھ رہا تھا۔ میں کردار ہی تو تھا جو اپنے ہدایت کار کے اشاروں پر ناچ رہا تھا اور میرے ہدایت کار کا نام تھا کلارا جیکی واٹسن... جسے خوش رکھنے کے لیے میں یہ سب کر رہا تھا۔

میں یہی سب سوچ رہا تھا کہ اچانک فورڈ جھٹکے مارتے ہوئے رک گئی۔ میں نے انجن اسٹارٹ کرنے کی بہت کوشش کی لیکن ناکام رہا۔

''اف اف اف! اب یہی ہونا باقی تھا۔'' میں زور زور سے اسٹیرنگ پر ہاتھ مارنے لگا۔ میرے پاس نہ تو رین کوٹ تھا اور نہ ہی چھتری۔

''اف! اب کار سے باہر کیسے نکلوں؟'' میں زور سے چلایا لیکن میری آواز سننے والا وہاں کوئی نہیں تھا۔

میں نے اپنی جیکٹ اتاری، اسے سر پر رکھا اور کار سے باہر نکل کر بونٹ کھول کر دیکھنے لگا۔ مجھے کچھ سمجھ نہیں آیا کہ کیا مسئلہ ہے۔ اچانک ایک کار میرے قریب آ کر رکی اور آواز سنائی دی:

''کار خراب ہو گئی کیا؟''

میں نے اس کی طرف دیکھا، وہ کوئی چالیس بیالیس سال کا سیاہ فام تھا۔ اس کے ساتھ

ایک اور آدمی بھی بیٹھا ہوا تھا لیکن میں اس کا چہرہ نہ دیکھ سکا اور شاید وہ بھی مجھے ٹھیک سے نہ دیکھ سکا تھا۔

''ہاں شاید!''

''گیراج چند قدم کے فاصلے پر ہے۔ میں مکینک بھجوا دیتا ہوں۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا اور آگے بڑھ گیا۔

گیراج، مکینک ... یعنی اب میں نیو کاسل میں اپنے خلاف ثبوت چھوڑنے پر مجبور ہو چکا تھا۔ اف! تھار کا ایک اور وار میرے سر پر، اور میں مزید دھنستا چلا گیا۔ پانچ منٹ بعد ایک کار میرے قریب آ کر رکی۔ ایک موٹا سا آدمی چھتری تھامے ہوئے باہر نکلا اور بولا:

''سیاہ فام کو تم نے بھیجا تھا؟''

''ہاں! کار اسٹارٹ نہیں ہو رہی۔'' میں نے بونٹ کی طرف اشارہ کیا اور پیچھے ہٹ گیا۔

''یہ چھتری تھام کر رکھو، بارش بہت تیز ہو رہی ہے۔'' اس نے چھتری مجھے پکڑائی اور انجن دیکھنے لگا۔

پانچ منٹ بعد وہ بولا:

''زیادہ بڑا مسئلہ نہیں ہے، سوڈا لرلگیں گے لیکن کار گیراج تک لے جانی ہوگی۔''

''میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے، مجھے جلدی پہنچنا ہے، تم دو سوڈا لر لے لو جلد از جلد کار ٹھیک کر دو!''

''تم پانچ منٹ انتظار کرو، میں ٹوٹرک لے کر آتا ہوں۔ تمہاری فورڈ کھینچ کر گیراج تک لے جانی ہوگی۔'' میں نے سر ہلا دیا، اب میرے پاس اور کوئی راستہ بھی نہیں تھا۔

تقریباً دس منٹ بعد وہ ٹوٹرک لے کر آیا۔ ٹرک پر 'گولڈن گیراج' لکھا ہوا تھا۔ اس نے

فورڈ کو رسے سے باندھا اور یہ چھوٹا سا قافلہ گولڈن گیراج کی طرف بڑھا۔

گیراج پہنچ کر وہ کار کی مرمت کرنے لگا اور میں نے سوچا کہ کلارا فون کیا جائے۔

''کیا میں ایک ضروری فون کر سکتا ہوں؟''

''ضروری کیا غیر ضروری بھی کر سکتے ہو۔'' اس نے مسکراتے ہوئے کہا۔ میں نے کلارا کے ہاسٹل کا نمبر ملایا۔

''ہیلو کلارا! یہ میں ہوں۔ کام ہو گیا ہے لیکن ایک گڑبڑ ہو گئی ہے۔''

''کک... کیسی گڑبڑ؟'' اس نے پوچھا۔

''کار خراب ہو گئی ہے۔ میں ابھی گیراج میں ہوں۔''

''اوہ! کوئی بات نہیں، جلدی ٹھیک ہو جائے گی نا؟''

''ہاں! شاید ایک گھنٹے تک۔''

''تو پھر پریشانی کی کیا بات ہے؟''

''یہاں چند لوگوں نے مجھے دیکھ لیا ہے، یہ میرے حق میں اچھا نہیں ہے۔''

''پریشان نہ ہو، کچھ برا نہیں ہو گا۔ تم کار ٹھیک کروا کر آ جاؤ!'' کلارا نے فون رکھ دیا۔ پھر میں نے ایڈی کو فون کر کے بھی اطلاع دے دی۔ وہ بھی پریشان ہو گیا۔

پھر میں ایک سائیڈ پر بیٹھ کر انتظار کرنے لگا۔

چالیس منٹ بعد مکینک میرے پاس آیا اور بولا:

''کار ٹھیک ہو گئی ہے، سو ڈالر دے دیں، اتنی رقم ہی مناسب ہے۔''

''شکریہ!'' میں نے جیب سے پچاس پچاس ڈالر کے دو نوٹ نکال کر اس کے ہاتھ میں رکھے اور فورڈ کی طرف بڑھا۔

اس کے بعد کوئی ناخوش گوار واقعہ نہیں ہوا۔ جب میں گھر پہنچا ساڑھے گیارہ بجنے والے تھے۔ میں نے فورڈ کمپنی کو واپس کی اور پیدل ہی اپنے گھر کی طرف چل دیا۔

گھر جا کر میں نے غسل کیا اور سوچا کہ کلارا بروک کا پتا نہیں کیا بنا ہوگا۔ میں شاور کے نیچے نہ جانے کتنی دیر کھڑا رہا اور دھاڑیں مار مار کر روتا رہا۔ اس وقت مجھے اپنے آپ سے اس قدر نفرت ہو رہی تھی کہ لمحہ بھر کے لیے میں نے خودکشی کا سوچا لیکن پھر میری کلارا کا چہرہ نظر کے سامنے آ گیا۔ میرے بعد اس کا کیا ہوگا، گینڈل اسے مار ڈالے گا یا وہ بھی خودکشی کر لے گی۔ میں کلارا سے سچی محبت کرتا تھا۔ میں اس کی خاطر کچھ بھی کر سکتا تھا، کسی کو بھی جان سے مار سکتا تھا۔ میں اسے تنہا نہیں چھوڑ سکتا تھا۔

کلارا کے خیال نے مجھے حوصلہ دیا اور ہمت بڑھائی۔ اس وقت میرا دماغ پھٹا جا رہا تھا۔ غسل سے فارغ ہو کر میں نے ایک لارج پیگ بنایا اور ٹی وی دیکھنے لگا۔ پھر میں ٹی وی دیکھتا دیکھتا صوفے پر ہی سو گیا۔

☆.....☆.....☆

اگلے دن صبح آٹھ بجے میری آنکھ کھلی۔ میں نے شیو بنایا، غسل کیا اور تیار ہونے لگا۔ میں نے سیاہ سوٹ پر سرخ ٹائی نکالی لیکن جیسے ہی ٹائی میں نے اپنے گلے میں ڈالی، مجھے ایسا لگا جیسے میں خود ہی پھانسی کا پھندہ اپنے گلے میں ڈال رہا ہوں۔ مجھے سرخ رنگ سے عجیب سی وحشت ہونے لگی تو میں نے ہلکے آسمانی رنگ کی ٹائی لگا لی۔

جب میں ٹوبی ولیم کے دفتر پہنچا نو بج رہے تھے۔ میری ڈیوٹی کے اوقات نو بجے سے شام پانچ بجے تک ہی تھے۔ ولیم پہلے سے ہی موجود تھا۔ مجھے دیکھ کر وہ مسکرا دیا اور بولا:

"اچھا ہوا تم آ گئے، ابھی ہمیں مارک مکینزی سے ملنے جانا ہے۔"

''تم دونوں تو کل اس سے ملنے گئے تھے نا؟''

''نہیں، اسے کسی ایمرجنسی میں نیو کاسل جانا پڑ گیا تھا۔ ہم نہ اس سے مل سکے اور نہ ہی چیئس وڈ گئے۔ آج دس بجے اسی کے گھر میں ملاقات کا وقت مقرر ہے۔''

''لیکن جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے، کل تم نے اس کے دفتر فون کر کے ملاقات کا وقت لیا تھا۔''

''ہیرس! یہ دنیا بہت ہی غیر یقینی ہے۔ جیسے ہی ہماری اس سے بات ہوئی، اسے خبر ملی کہ اس کی ساس کا ایکسیڈنٹ ہو گیا ہے۔ اس کا سسرال نیو کاسل میں ہے، اس کی بیوی پہلے ہی وہاں موجود تھی۔ مارک کو فوراً نیو کاسل جانا تھا۔ اس نے ہمیں فون کر کے معذرت کر لی اور بتایا کہ وہ رات تک واپس آ جائے گا۔''

''اوہ!'' میں نیو کاسل کا نام سنتے ہی ڈرنے لگا تھا۔

''آج وہ دوپہر بارہ بجے آفس جائے گا، اس سے پہلے اپنے گھر میں ہمارا انتظار کر رہا ہے۔''

''تو مجھے بھی ساتھ چلنا ہوگا؟'' میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''یقیناً! ہمیں مل کر ہی کام کرنا ہوگا۔ اسٹیو برگ بھی وہاں پہنچ رہا ہے۔''

''مارش کی بیوک ملی؟'' میں نے پوچھا۔

''نہیں، اس کی تلاش جاری ہے۔ پتا نہیں قاتل نے کہاں چھپا دی ہے۔'' ولیم نے مایوسی ظاہر کی۔

''مارش کی لاش کہاں ہے؟''

''مردہ خانے میں محفوظ ہے۔ آج ہم کلارا واٹسن سے بات کریں گے اور لاش اس کے

حوالے کردیں گے۔'' ولیم بولا۔

''ہاں! اب اس کے علاوہ اس دنیا میں مارش کا کوئی وارث موجود نہیں۔'' میں نے کلارا بروک کے بارے میں سوچتے ہوئے کہا۔

''بہت عجیب بات ہے، مارش کا بھائی، بہن یا کوئی کزن، اب تک کوئی بھی سامنے نہیں آیا۔''

''اس نے بتایا تھا کہ وہ اپنے والدین کا اکلوتی اولاد تھا۔ کافی سال پہلے اس کے والدین مر گئے اور وہ تنہا رہ گیا۔ شاید وہ تنہائی پسند انسان تھا، زیادہ دوست بھی نہیں بناتا تھا۔''

''میرا خیال ہے، ہمیں اس کے کیفے میں جا کر بات چیت کرنی چاہیے۔'' ولیم بولا۔

''کیا فائدہ؟ ہم یہ مان کر چل رہے ہیں کہ مارش کو کسی ڈکیت نے قتل کیا نہ کہ کسی دشمنی یا جائیداد کے لالچ میں مارا گیا۔'' میری بات سن کر ولیم سوچ میں ڈوب گیا اور کچھ دیر بعد مسکراتے ہوئے بولا:

''ہاں! تمہاری بات درست ہے لیکن مسئلہ یہ ہے کہ مجھے یہ قتل ڈکیتی لگتا ہی نہیں۔''

''کک... کیا مطلب؟'' میں ہکلایا۔

''کچھ نہیں، چلو آؤ! مارک مکینزی سے ملنے چلتے ہیں۔'' ولیم اٹھا اور مجھے اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا۔ میں کل کی طرح مشینی انداز میں اس کے پیچھے پیچھے چلنے لگا۔

جب ہم چیٹس وڈ پہنچے دس بج رہے تھے۔ اسٹیو برگ بھی پہنچ گیا۔ اس کے ساتھ ایک کانسٹیبل بھی تھا۔ ولیم نے دروازے کی گھنٹی بجائی تو ایک سیاہ فام باہر آیا۔

''ہمیں مسٹر مارک مکینزی سے ملنا ہے۔''

''میں ہی مارک مکینزی ہوں۔ آپ یقیناً ڈیٹیکٹو ٹوبی ولیم ہیں!'' اس نے مسکراتے

ہوئے کہا۔

''یقیناً!''

''کل کے لیے معذرت خواہ ہوں۔ مجھے اچانک نیو کاسل جانا پڑ گیا۔ آئیں اندر آ جائیں! بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔'' اس نے ہاتھ کے اشارے سے اندر آنے کی دعوت دی۔

''مسٹر مکینزی! پولیس والے بیٹھا نہیں کرتے، ہم یہیں ٹھیک ہیں۔'' برگ بولا۔

''اب بتائیں! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟''

''ہفتے اور اتوار کی درمیانی شب آپ نے جو کچھ دیکھا، ہمیں بتا دیں۔''

''ویسے تو میں اسی رات پولیس کو سب بتا چکا ہوں لیکن اب دوبارہ تفصیل سے بتا دیتا ہوں۔ رات تقریباً ساڑھے بارہ بجے کے قریب میں اپنے کمرے کی کھڑکی میں بیٹھا ریڈیو سن رہا تھا۔ میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو گھر کے آس پاس اس انداز میں ٹہل رہا تھا جیسے وہ کسی کا انتظار کر رہا ہو۔ وہ بار بار گھڑی پر وقت دیکھتا اور سڑک کے بائیں جانب دیکھتا جہاں سے مارش کی کار آئی تھی۔''

''تو آپ کو شک نہیں ہوا کہ یہ کون آدمی ہے؟''

''نہیں، مجھے لگا شاید کسی دوست یا ٹیکسی کا انتظار کر رہا ہوگا۔ میرا کیا لینا دینا!'' اس نے کندھے اچکا کر کہا۔

''کیا تم اسے پہچان سکتے ہو؟'' میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''نہیں، میں نے چہرہ نہیں دیکھا۔ بس وہ لمبا چوڑا آدمی تھا۔''

''اچھا پھر کیا ہوا؟''

''اس کے پاس ایک سفید رنگ کی کار آ کر رکی، کار والے نے سگریٹ مانگا، قاتل

نے دے دیا، سفید کار والا چلا گیا۔ دو منٹ بعد مارش کی کار آئی، دونوں میں کچھ گفتگو ہوئی، پھر مارش باہر نکلا، قاتل نے مارش کو گولی مار کر دھکا دیا اور کار لے کر فرار ہو گیا۔ میں گھبرا گیا اور فوراً پولیس کو فون کر کے بھاگا بھاگا باہر گیا۔ اس کے بعد جو کچھ ہوا، آپ سب مجھ سے بہتر جانتے ہیں۔''

''اس کا مطلب ہے کہ سفید کار والے نے قاتل کا چہرہ دیکھا تھا۔'' ولیم بولا اور میرے دل کی دھڑکن رکنے لگی۔

''ہاں یقیناً!'' مارک بولا۔

''اگر ہم کسی طرح اس سفید کار والے تک پہنچ جائیں تو... مجرم تک بھی پہنچ سکتے ہیں۔'' ولیم بولا۔

''سفید کار کا برانڈ یاد ہے؟'' برگ نے پوچھا۔

''اندھیرے میں تو ٹھیک سے دیکھ نہیں سکا لیکن بڑی کار تھی، شاید فورچیونر تھی۔ ہاں سفید ٹیوٹا فورچیونر۔''

''شہر میں ہزاروں فورچیونر ہوں گی، اب اسے کہاں تلاش کریں گے؟'' میں بولا۔

''مکینزی! کار کی کوئی خاص نشانی نظر آئی تھی کیا؟'' ولیم نے پوچھا تو وہ سوچ میں ڈوب گیا اور پھر پرجوش انداز میں بولا:

''ہاں! یاد آیا، اس کی گاڑی کی دائیں طرف والی بیک لائٹ ٹوٹی ہوئی تھی۔ گاڑی کی صرف ایک ہی لائٹ روشن تھی۔''

''زبردست! یہ سراغ ہماری مدد کر سکتا ہے۔'' ولیم چہک اٹھا اور پھر برگ کی طرف دیکھ کر بولا:

''اگر ہفتے کی رات کار کی بیک لائٹ ٹوٹی ہوئی تھی تو یقیناً وہ اتوار یا پیر کو کسی گیراج میں مرمت کے لیے دے گا، ہمیں یہاں آس پاس کے تمام گیراج چھاننے ہوں گے۔''

''لیکن ولیم! کیا پتا وہ کس گیراج سے مرمت کروائے، ہوسکتا ہے وہ اس علاقے کا رہائشی ہی نہ ہو۔'' میرا دل بیٹھنے لگا تھا۔

''ہیرس! اب ہمیں کچھ نہ کچھ تو کرنا ہے نا!''

''ٹوبی کی بات درست ہے، میں ابھی اپنی ٹیم کو حرکت میں لاتا ہوں اور آس پاس کے سبھی گیراجوں میں پتا کرواتا ہوں۔'' برگ نے بھی ولیم کی تائید کی۔

''اف! اب یہ ایک نئی مصیبت سامنے آگئی تھی، اگر اس چینی نے مجھے پہچان لیا یا میرا حلیہ پولیس کو بتا دیا تو... تو پھر میرا کیا ہوگا؟'' میں دل میں سوچنے لگا۔ اسی وقت گھر کا اندرونی دروازہ کھلا اور ایک سیاہ فام باہر آیا۔ اسے جیسے ہی میں نے دیکھا، مجھے لگا موت کا فرشتہ میرے سامنے ہو۔

یہ وہی سیاہ فام تھا جس نے کل رات میری مدد کے لیے گیراج سے مکینک بھیجا تھا۔

تھار کی ایک اور ضرب... میرے سر پر۔

☆.....☆.....☆

باب نمبر: 5

''یہ میرا بڑا بھائی ایلن مکینزی ہے۔'' مارک نے سیاہ فام کا تعارف کروایا۔

''مسٹر ایلن! میں سینٹرل انشورنس سے ڈیٹیکٹو ٹوبی ولیم ہوں۔ کیا آپ نے ہفتے کی رات کچھ دیکھا تھا؟'' ولیم نے اس سے پوچھا۔

''نہیں، میں یہاں نہیں رہتا۔ میرا گھر کچھ فاصلے پر لون پائن ایونیو میں ہے۔ اس رات میں اپنے گھر میں تھا۔''

''پھر تو آپ ہماری کوئی مدد نہیں کر سکتے۔''

''میں قاتل کے بارے میں تو کچھ نہیں جانتا لیکن اس رات میں نے کچھ عجیب سا دیکھا تھا۔'' ایلن نے بتایا اور میرا دل زور زور سے دھڑکنے لگا۔

''اب اس نے کیا دیکھ لیا تھا؟'' میں نے دل میں سوچا۔

''ویک اینڈ نائٹ تھی، اس لیے میں اپنی فیملی کے ساتھ ٹیرس پر باربی کیو کر رہا تھا۔ تب میں نے مارش کی میرون بیوک گزرتے ہوئے دیکھی لیکن اسے کوئی اور چلا رہا تھا۔''

''تمہیں کیسے پتا چلا کہ وہ مارش کی بیوک ہی ہے؟'' میں نے حیرت کا اظہار کیا۔

''دو سال پہلے میں نے ہی تو وہ کار مارش کو فروخت کی تھی۔ اپنی سواری کو اچھی طرح پہچانتا ہوں۔ وہ مارش کی بیوک ہی تھی۔ نمبر پلیٹ بھی وہی تھی۔''

''یقیناً وہ قاتل ہی تھا۔'' برگ بولا۔

''پتا نہیں، میں چہرہ نہیں دیکھ سکا تھا۔ بس لمحہ بھر کے لیے میں نے کار دیکھی اور پھر میرے بیٹے نے مجھے اپنی طرف متوجہ کر لیا۔ چند سیکنڈ بعد میں نے دوبارہ سڑک پر نظر ڈالی تو بیوک غائب تھی۔'' ایلن نے بتایا۔

''کار کیسے غائب ہو سکتی ہے؟''

''میرا خیال ہے کہ وہ ایڈی روڈ کی طرف مڑ گئی تھی کیونکہ میرے گھر کے بعد پہلا چوراہا ایڈی روڈ کا ہی ہے۔'' ایڈی روڈ کا نام سن کر میرا دل تھم سا گیا۔ رابرٹ کا گیراج ایڈی روڈ پر ہی تھا۔ اگر اس سڑک کا نام سامنے آ گیا تھا تو گیراج کا سراغ بھی مل سکتا تھا۔ میں تھوڑا سنبھلا اور اس سے پہلے کہ ولیم یا برگ کچھ بولتے، میں بولا:

''ایڈی روڈ تو آگے جا کر پیسیفیک ہائی وے سے مل جاتی ہے، شاید قاتل ہائی وے پر چڑھ گیا ہو۔''

''ہاں! اسے جلد از جلد فرار ہونا تھا، اسی لیے اس نے پیسیفیک ہائی وے پکڑی ہو گی اور کہیں دور نکل گیا ہو گا۔'' برگ نے اندازہ لگایا۔

''نہیں اسٹیو! قتل کرنے کے بعد قاتل چھپنا پسند کرتا ہے نہ کہ سفر کرنا۔ اس نے کار کہیں آس پاس ہی چھپائی ہو گی۔ وہ جانتا ہو گا کہ جلد ہی پولیس مارش کی بیوک کی تلاش میں نکل کھڑی ہو گی، ایسی صورت میں ہائی وے تک جانا... خودکشی کے مترادف ہے۔'' ولیم نے برگ کو ٹوکا اور میں سوچنے لگا:

''اس کم بخت ولیم کا ہر اندازہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔ اب مجھے ہی اسے بھٹکانا ہو گا۔''

''ولیم! میں یہ سوچ رہا ہوں کہ ایڈی روڈ تو کافی بڑی سڑک ہے، اب وہ وہاں سے کہاں گیا، ہمیں کیا پتا۔ جب تک ہمارے پاس پختہ ثبوت نہ ہو، ہم ایک ایک گھر کی تلاشی تو نہیں

لے سکتے نا!'' میں نے کہا تو برگ نے میری تائید کی۔

''ہیرس کی بات درست ہے۔ ہمیں صرف اتنا پتا ہے کہ کار ایڈی روڈ کی طرف مڑ گئی، اب وہاں سے کہاں گئی، یہ کوئی نہیں جانتا۔''

''تم دونوں کی بات درست ہے۔ اگر ہمیں کوئی اور گواہ مل جائے تو شاید کار تلاش کرنے میں آسانی ہو۔'' ولیم نے ہار مانتے ہوئے کہا۔ اسی وقت ایلن مکینزی میری طرف اشارہ کرتے ہوئے بولا:

''میرا خیال ہے، میں نے آپ کو کہیں دیکھا ہے۔'' میرا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔

''دیکھا ہوگا، اس میں ایسی کیا خاص بات ہے۔ میں اکثر اس علاقے میں آتا ہوں۔ مارش کی انشورنس پالیسی کرتے وقت دو دفعہ آیا، اس کے بعد بھی چکر لگا تھا۔''

''نہیں، یہاں نہیں کہیں اور...''

''مسٹر ایلن! ہم ایک ہی شہر میں رہتے ہیں۔ کبھی نہ کبھی کہیں نہ کہیں ملاقات ہوگئی ہوگی۔ اس میں سوچنے کی کیا ضرورت ہے۔ ہوسکتا ہے سال دو سال پہلے میں نے آپ سے انشورنس کے حوالے سے ملاقات کی ہو۔'' میں نے بات ٹال دی۔

''مجھے ایسا نہیں لگتا، خیر جانے دیں۔''

وہ تو خاموش ہوگیا لیکن مجھے ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی زبان تو خاموش ہوگئی ہے لیکن دماغ اسی تجسس کا شکار ہے کہ پہلے مجھے کہاں دیکھ چکا ہے۔

اس کے بعد مارک اور ایلن ہمیں کچھ نہ بتا سکے اور ولیم نے ان سے رخصت لی۔

ہم سڑک پر اپنی اپنی کار کے قریب آ کر کھڑے ہوگئے۔

''میرا خیال ہے ہاسٹل والی آنٹی ٹریسا سے بھی بات کر لی جائے!'' ولیم بولا اور ہاتھ کا

اشارہ ہاسٹل کی طرف کیا۔

''ٹوبی! ہم ہر ایک سے بات کر چکے ہیں۔ اب کیا فائدہ؟ جس جس نے جو دیکھا، بتا دیا''

''برگ کی بات درست ہے، ہمیں قاتل کو تلاش کرنا چاہیے۔ عینی شاہدین جتنا بتا سکتے تھے بتا چکے۔'' میں نے برگ کی تائید کی۔ درحقیقت میں اپنے آپ کو بچانا چاہ رہا تھا۔

''چلو ٹھیک ہے، پھر ہم اردگرد کا جائزہ لیتے ہیں اور اس گیراج کو تلاش کرتے ہیں جہاں چینی نے ہیڈ لائٹ ٹھیک کروائی ہوگی۔''

''ہاں! یہ بات درست ہے، میں اپنی ٹیم کو گیراج کی تلاش میں لگاتا ہوں۔ شہر بھر میں جتنے بھی رجسٹرڈ گیراج ہیں، ان کی تفصیل نکلوا کر سفید فور چیونز کا سراغ لگانے کی کوشش کرتے ہیں۔'' برگ نے ولیم کی تائید میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

''میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔'' ولیم کھوئے کھوئے لہجے میں بولا۔

''کیا؟'' برگ نے پوچھا۔

''ہمارے پاس قاتل کا حلیہ موجود ہے۔ اس رات وہ سیاہ ٹراؤزر، گہرے میرون رنگ کی شرٹ اور سیاہ ٹوپی میں تھا۔ اس کا قد تقریباً چھ فٹ تھا اور جسم پتلا۔'' ولیم اتنا بتا کر خاموش ہو گیا۔

''ہاں تو؟'' میں نے پوچھا۔

''قاتل رات بارہ بجے سے ساڑھے بارہ، پونے ایک بجے تک اسی علاقے میں تھا۔ قتل سے پہلے وہ پیدل ہوگا اور قتل کے بعد مارش کی بیوک میں۔ اگر ہم ٹی وی، ریڈیو اور لوکل اخبار میں اشتہار دیں تو ہو سکتا ہے کوئی ہماری مدد کر سکے، کسی نہ کسی نے تو قاتل کو فرار ہوتے ہوئے، کار چھپاتے ہوئے دیکھا ہوگا۔ ہو سکتا ہے اس کا کوئی ساتھی ہو جس نے اسے فرار ہونے میں مدد کی ہو۔'' ولیم نے رائے کا اظہار کیا اور برگ کی طرف دیکھنے لگا۔

''ہاں! بات تو ٹھیک ہے، قاتل انسان ہی تھا، کوئی بھوت نہیں جو ہوا میں غائب ہو جائے۔ کسی نہ کسی نے اسے ضرور دیکھا ہوگا۔'' برگ بولا۔

''ہیرس! تم کیا کہتے ہو؟'' ولیم نے میری طرف دیکھ کر پوچھا اور میں اس کی شکل دیکھنے لگا۔ یہ تو وہی بات تھی کہ قصائی بکرے سے پوچھے، بتاؤ تمہیں کس چھری سے حلال کروں؟

''تم دونوں اچھے سراغ رساں ہو، میں کیا کہہ سکتا ہوں؟'' میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''ایسا نہیں ہے، تم بھی ذہین انسان ہو، معاملات سمجھ سکتے ہو۔'' ولیم نے میرے کندھے پر ہاتھ رکھ کر کہا۔

''میرا خیال ہے، ہمیں سروس گیراج دیکھنے چاہئیں کیونکہ قاتل نے چاہے اس رات بیوک چھپا دی ہو لیکن کتنے دن چھپائے رکھے گا؟ ایک نہ ایک دن اسے کار باہر نکالنی ہوگی اور جیسے ہی کار باہر نکلی، وہ پکڑا گیا۔ اب اس کے پاس ایک ہی راستہ ہے اور وہ ہے کار کا رنگ تبدیل کرے اور جعلی نمبر پلیٹ لگا کر کہیں دور چلا جائے اور یہ کام کسی سروس گیراج میں ہی ہو سکتا ہے۔''

''ارے واہ ہیرس! تم نے تو کمال کی بات کی ہے، اسی لیے مسٹر ہارڈی نے تمہیں یہ پوزیشن پیش کی، تم واقعی ایک اچھے سراغ رساں بن سکتے ہو۔'' ولیم نے میرا کندھا تھپتھپاتے ہوئے شاباش دی۔ میں دل ہی دل میں خوش ہو رہا تھا کہ ان کو بھٹکا رہا ہوں، کیونکہ بیوک تو رابرٹ کے اسٹوریج گیراج میں ہے۔ مجھے سڈنی کے کسی بھی سروس گیراج سے کوئی پریشانی نہیں تھی۔

''شکریہ!'' میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''اسٹیو! گیراج سرچ آپریشن شروع کرنا چاہیے، ایک تو ہمیں سفید فور چیونر کی تلاش ہے جس کی پچھلی لائٹ ٹھیک کروائی گئی ہو اور ایک ایسی بیوک کی تلاش ہے جس کا رنگ تبدیل کیا گیا ہو۔''

''فورچیونر تلاش کرنا زیادہ مشکل نہیں ہوگا، لیکن بیوک... رنگ تبدیل... کوشش کی جاسکتی ہے کیونکہ یہ صرف ہماری تھیوری ہے، اب واقعی قاتل نے ایسا کیا تھا یا نہیں، ہم نہیں جانتے۔''
برگ نے آخری جملہ ادا کرتے ہوئے نفی میں سر ہلایا۔
''اسٹیو! تم گیراج والا کام سنبھالو! ہم کلارا واٹسن سے مل کر آتے ہیں۔'' ولیم بولا۔
''کلارا سے کیوں ملنا ہے؟'' میں نے حیرت کا اظہار کیا۔
''مارش کی میت اس کے حوالے کرنی ہے، آج تدفین ہو جانی چاہیے۔ اسے کب تک سرد خانے میں رکھیں گے؟''
''تو کلارا کو فون کر کے مردہ خانے بلا لیتے ہیں۔ مجھے تم سے بہت سی باتیں سیکھنی ہیں، وہ سب دفتر میں بیٹھ کر ہی ہوں گی، سڑکوں پر گھوم کر نہیں۔''
میری بات سن کر ولیم نے قہقہہ لگایا اور بولا: ''مکھن لگا رہے ہو؟''
''ارے نہیں۔''
''چلو! پھر دفتر چلتے ہیں، وہیں سے کلارا کو فون کرتے ہیں۔'' ولیم بولا۔
اسٹیو اور اس کی ٹیم اپنی جیپ میں بیٹھ گئے اور ہم ولیم کی کار میں۔
آدھے گھنٹے بعد میں دوبارہ دفتر میں موجود تھا۔ ولیم نے کلارا کو فون کیا۔
''مس کلارا واٹسن! میں سینٹرل انشورنس سے ڈیٹیکٹو ٹوبی ولیم بات کر رہا ہوں۔ کیا آپ ہمارے دفتر آسکتی ہیں؟''
''کیوں؟ ابھی تو ممکن نہیں، میں ڈیوٹی پر ہوں۔'' کلارا نے جواب دیا۔
''تو کب تک آسکتی ہیں؟''
''دو بجے کے بعد، اڑھائی بجے تک۔''

''ٹھیک ہے، آپ پتہ نوٹ کرلیں، ہم آپ کا انتظار کررہے ہیں۔''

''معاملہ کیا ہے؟''

''مسٹر کین مارش کی آٹوپسی ہوچکی ہے، ہم میت کی تدفین کروانا چاہ رہے ہیں۔ آپ کی موجودگی ضروری ہے کیونکہ اس وقت آپ ہی کین مارش کی وارث ہیں۔''

''ٹھیک ہے، میں اڑھائی بجے تک پہنچ جاتی ہوں۔ مجھے آپ کے تعاون کی ضرورت ہوگی۔''

''کیسا تعاون؟''

''دیکھیں میں اکیلی لڑکی ہوں، میت کی تدفین وغیرہ کے انتظامات نہیں دیکھ سکتی۔ اگر آپ قبرستان، چرچ اور دوسرے انتظامات دیکھ لیں تو میں بہت شکرگزار ہوں گی بلکہ ایسا کریں کہ مارش کے کیفے میں کارلوس نامی لڑکا کام کرتا ہے۔ براہ کرم آپ اسے کہہ دیں، وہ تدفین کے انتظامات دیکھ لے گا۔''

''ٹھیک ہے، میں کارلوس سے رابطہ کرلیتا ہوں۔ کیا وہ اس وقت کیفے میں ہوگا؟'' ولیم نے گھڑی میں وقت دیکھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں! کیفے کے اندر ہی ایک کمرہ ہے، وہ مستقل طور پر وہیں رہتا ہے۔''

''پھر تو ٹھیک ہے، میں رابطہ کرلیتا ہوں۔ آپ اڑھائی بجے تک ضرور آجائیں۔''

''جی ضرور!'' کلارا نے فون رکھ دیا۔

''وہ اڑھائی بجے آرہی ہے۔ تب تک میں کچھ دوسرے معاملات دیکھ لوں، تم کچھ پرانی فائلیں پڑھو، اگر کچھ پوچھنا چاہو تو پوچھ سکتے ہو۔'' ولیم نے الماری سے چند فائلیں نکال کر میرے ڈیسک پر رکھ دیں۔

وہ کچھ پرانے کلیم کی فائلیں تھیں۔ میں بلاوجہ ورق گردانی کرتا رہا۔ ولیم نے کارلوس کو فون

کر کے اسے قبرستان اور چرچ کے انتظامات کرنے کی ہدایت دے دی۔ وہ مان گیا اور بولا:

''سر! مجھے کیفے کے حوالے سے بھی بات کرنی ہے۔ میں یہ کیفے خریدنا چاہتا ہوں۔''

''یہ باتیں آپ کلارا واٹسن سے کیجیے گا، اب وہی کین مارش کی جائیداد کی وارث ہیں۔'' ولیم نے جواب دیا۔ یہ بات سن کر میرا دل مچل اٹھا۔ یعنی انشورنس کمپنی اور پولیس نے یہ بات تسلیم کر لی تھی کہ کین مارش کی وارث کلارا ہی ہے۔ اب جو بھی ملے گا، ہم دونوں کو ہی ملے گا لیکن دل میں ایک ڈر تھا کہ اگر کلارا بروک کی لاش مل گئی اور نیو کاسل کی پولیس تفتیش کرتے کرتے یہاں پہنچ گئی تو مجھے کوئی نہیں بچا پائے گا۔

''جی ٹھیک ہے، میں اڑھائی بجے پہنچ جاتا ہوں۔'' کارلوس نے کہا۔ میں کارلوس سے ایک بار کیفے میں ہی مل چکا تھا۔ وہ پینتیس چھتیس سالہ مضبوط جوان آدمی تھا۔ اس کے بارے میں سوچتے ہوئے اچانک مجھے ایک خیال آیا اور میں دل ہی دل میں مسکرا دیا۔

مارش کے بعد وہی کیفے دیکھ رہا تھا۔ اگر میں ولیم اور برگ کو یہ یقین دلا دوں کہ مارش کے قتل میں کارلوس کا ہاتھ ہو سکتا ہے تو وہ بھٹک جائیں گے۔ مجھے کارلوس سے کوئی خطرہ نہیں تھا۔ جس دن میں پہلی بار کلارا کے ساتھ مارش کے کیفے گیا تھا اس دن کارلوس چھٹی پر تھا۔ اس نے مجھے کلارا کے ساتھ کبھی نہیں دیکھا۔ یہ بھی میرے لیے بہتر تھا۔ وہ میرے بارے میں صرف اتنا جانتا تھا کہ میں نے مارش کی انشورنس پالیسی کی ہے۔ اس سے بڑھ کر وہ کچھ نہیں جانتا تھا۔ کلارا کے بارے میں اسے پتا تھا کہ وہ مارش کی محبوبہ ہے کیونکہ کلارا پچھلے دو ماہ میں کئی بار کیفے جا چکی تھی۔ وہ یہ بات بھی نہیں جانتا تھا کہ مارش اور کلارا کب سے ایک ساتھ ہیں۔ وہ بہت ہی سنجیدہ مزاج اور اپنے کام سے کام رکھنے والا انسان تھا۔ اپنے آپ کو بچانے کے لیے اب مجھے اسے ہی قربانی کا بکرا بنانا تھا۔

میں یہی سب سوچتا رہا کہ کس بنیاد پر کارلوس کا نام لیا جائے اور ولیم دوسرے کام کرتا رہا۔ ایک بجے ہم دونوں لنچ کرنے چلے گئے۔ ولیم سے کئی باتیں ہوئیں لیکن اس نے دوبارہ مارش کا ذکر نہیں کیا۔

''تم سوچ رہے ہو گے کہ ہم تو مارش کی کیس کی تفتیش کر رہے ہیں لیکن پچھلے دو گھنٹوں سے میں نے اس کا نام بھی نہیں لیا۔'' ولیم نے کہا۔ ہم دونوں اسٹاف کینٹین میں کھانا کھا رہے تھے۔

''ہاں! سوچ تو رہا تھا۔''

''دیکھو ہیرس! فلموں یا ناولوں میں ہیرو ایک وقت میں صرف ایک ہی کیس دیکھ رہا ہوتا ہے کیونکہ فلم اسی ایک کیس پر بنائی گئی ہوتی ہے لیکن حقیقت میں ہمیں ایک ہی وقت میں بہت سے کام کرنے ہوتے ہیں۔ ہمیں ہونے والی پالیسیوں کی انسپکشن بھی کرنی ہوتی ہے اور کلیم فراڈ کی تحقیقات بھی۔ اس لیے ہمارے پاس اس وقت تین اور بھی کیس ہیں۔ چاہے ان کی کلیم رقم دو لاکھ ڈالر سے کم ہے لیکن مجھے ان کی صحت پر شک ہے۔ اس لیے انہیں بھی ساتھ ساتھ دیکھنا ہے۔'' میں نے صرف سر ہلانے پر اکتفا کیا اور کھانا کھانے لگا۔

''ولیم! کبھی ایسا ہوا کہ تم اپنی تحقیقات میں ناکام ہو گئے اور مجرم سامنے ہوتے ہوئے بھی اسے پکڑ نہ سکے؟'' میں نے ولیم سے پوچھا۔

''ہاں! اکثر مجرم ہم سے بھی زیادہ چالاک ہوتا ہے، وہ جرم اتنی صفائی سے کرتا ہے کہ ہم بال برابر بھی گند نظر نہیں آتا۔ ہم جانتے ہیں کہ دال میں کچھ کالا ہے، حقیقت وہ نہیں جو دکھائی دے رہی ہے لیکن عدم ثبوت کی بنا پر ہم کچھ نہیں کر پاتے۔''

''اگر میرا واسطہ کسی ایسے مجرم سے پڑ گیا تو مجھے کیا کرنا چاہیے؟''

''پھر تم کیا کر سکتے ہو، تم بس اپنے آپ پر غصہ ہو گے اور مجرم عیاشی کرے گا۔'' ولیم نے

جواب دیا اور قہقہہ لگا کر پانی پینے لگا۔ اس کے بعد وہ کچھ پرانے قصے سناتا رہا جنہیں میں غور سے سنتا رہا۔ میں جاننا چاہ رہا تھا کہ مجرم کیسے اپنا دفاع کرتے ہیں، کیسے پولیس کی آنکھ میں دھول جھونکتے ہیں۔

میں نے ایک نئی بازی کی ابتدا تو کر دی تھی اب دیکھنا تھا اس بازی کی انتہا کیا ہوتی ہے۔ میں نے سوچ لیا تھا کہ ٹوبی ولیم اور سارجنٹ اسٹیو برگ کو کبھی بھی درست سمت میں تفتیش کرنے نہیں دوں گا، میں انہیں ایسا بھٹکاؤں گا کہ وہ بھول بھلیوں میں پھنس کر رہ جائیں گے۔

سوا دو بجے اسٹیو برگ آ گیا۔ اسے دیکھتے ہی ولیم نے پوچھا:

''کیا رپورٹ ہے؟''

''ابھی تو کچھ خاص نہیں، میں نے اخبار، لوکل ٹی وی چینل اور ریڈیو میں اشتہار دے دیا ہے، دیکھتے ہیں کوئی عینی شاہد ملتا ہے یا نہیں۔'' برگ نے بتایا۔

''اور سفید فارچیونر؟''

''گیراج کی تلاش جاری ہے۔ ابھی کچھ سامنے نہیں آیا۔'' برگ نے کندھے اچکا کر کہا۔

اسی وقت دروازہ کھلا اور کلارا دفتر آ گئی۔ مجھے دیکھ کر وہ ایسے انجان بن گئی جیسے کبھی ملی ہی نہ ہو۔ میں اس کی اداکاری پر مسکرا دیا۔

پانچ منٹ بعد کارلوس بھی پہنچ گیا۔ اسے دیکھ کر مجھے تسلی ہوئی، اس کا قد مجھ سے شاید ایک انچ چھوٹا تھا، جسم میرے جیسا ہی تھا۔ وہ میرا متبادل ہو سکتا تھا اور اس پر شک بھی کیا جا سکتا تھا۔ اب میرا کام صرف اتنا تھا کہ ولیم کے دماغ میں کارلوس کے خلاف شک کا بیج بو دوں۔ کارلوس کے ساتھ ان کے کیفے میں کام کرنے والا کورین ویٹر سونگ یان بھی تھا۔

ولیم ہمیں مردہ خانے لے گیا اور چند کاغذات پر کلارا کے دستخط لینے کے بعد بولا:

''کارلوس! آخری رسومات کا انتظام ہو گیا کیا؟''

''ہاں! ہم میت کو چیٹس وڈ کے قبرستان میں ہی دفن کریں گے۔ تمام انتظامات ہو چکے ہیں، میں نے چند احباب کو پتہ بتا دیا ہے، وہ وہاں پہنچ جائیں گے۔'' کارلوس نے بتایا۔

''ٹھیک ہے، ہم بھی ساتھ چلیں گے۔'' ولیم نے میری اور برگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

''ضرور کیوں نہیں۔'' میں بولا۔

شام چھ بجے تک مارش کی تدفین کر دی گئی۔ جب اس کا تابوت قبر میں اتارا گیا تو میری آنکھوں میں بے اختیار آنسو آ گئے۔ میں اس کا قاتل تھا۔ آج میری وجہ سے وہ موت کی ابدی نیند سو رہا تھا۔

''کیا میرا انجام بھی ایسا ہی ہو گا؟'' مجھے یہ سوچتے ہوئے خوف آنے لگا۔ میں نے کلارا کی طرف دیکھا، اس کا چہرہ بھی غم زدہ تھا۔ اب پتا نہیں اسے واقعی مارش کے مرنے کا افسوس ہو رہا تھا یا باقی سب کو دکھانے کے لیے اداکاری کر رہی تھی۔ لمحہ بھر کے لیے مجھے کلارا سے نفرت محسوس ہوئی۔ یہ سب اسی کی خاطر ہوا تھا لیکن میں اس سے بہت محبت کرتا تھا، دو قتل تو کیا شاید اس کی خوشی کی خاطر میں دس قتل بھی کر سکتا تھا۔

''یار حارث! یہ محبت بھی کیا کیا کروا دیتی ہے نا!'' میں دل میں سوچ کر مسکرا دیا۔

☆.....☆.....☆

اگلا دن بدھ کا تھا اور تاریخ تیئس دسمبر تھی۔ میں صبح نو بجے دفتر پہنچ گیا۔ کل شام مارش کی تدفین کے بعد میں اپنے گھر چلا گیا اور ایڈی کو فون کر کے حالات سے باخبر کیا۔

''ہیری! تو تم نے کیا سوچا ہے؟''

''یہی کہ مارش کا قتل کارلوس کے سر تھوپا جا سکتا ہے۔''

''کتنی غلط بات ہے نا! ایک شریف آدمی کو قتل کر دیا اور دوسرے شریف آدمی پر الزام لگوانے کی سوچ رہے ہو۔'' ایڈی نے نفرت بھرے لہجے میں کہا۔

''تو ٹھیک ہے، کل صبح ولیم اور برگ کو میں سب سچ سچ بتا دیتا ہوں اور پھر کل کا لنچ ہم دونوں ایک ساتھ کریں گے، کسی پاکستانی ریسٹورنٹ میں نہیں، حوالات میں۔''

''ٹھیک ہے، جو مرضی کرو، اب میں بھی تمہارے ساتھ شامل ہو چکا ہوں تو کیا کر سکتا ہوں!'' ایڈی نے غصے میں آ کر ریسیور رکھ دیا۔

میں دفتر میں بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ درحقیقت مجھے کلارا بروک کی خبر کا انتظار تھا کیونکہ میں جانتا تھا چاہے قتل نہ سہی، گم شدگی کی رپورٹ تو درج ہوئی ہوگی۔

ولیم آ گیا تو میں نے اسے کہا:

''ولیم! میں ایک بات سوچ رہا ہوں۔''

''کیا؟''

''مارش کے مرنے کے بعد اب کیفے کے معاملات کارلوس دیکھ رہا ہے۔ کل اس نے کیفے خریدنے کی خواہش بھی ظاہر کی تھی۔ کہیں مارش کے قتل کے پیچھے اس کا ہاتھ تو نہیں؟''

میری بات سن کر ولیم سوچ میں ڈوب گیا۔ میں نے اپنی نئی بازی کا پہلا پتا پھینک دیا تھا۔

''بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن ہم جانتے ہیں کہ کیفے کی جگہ کرائے پر ہے۔''

''لیکن کیفے کا اچھا نام ہے۔ لوگ دور دور سے وہاں جاتے ہیں۔ اب مارش نہیں ہے تو سارے معاملات کارلوس ہی دیکھ رہا ہے، ہو سکتا ہے وہ کلارا کو کچھ رقم ادا کرے اور خود مالک بن بیٹھے۔ اسے تو چلا چلایا کاروبار مل گیا نا!'' میں نے ولیم کی آنکھوں میں جھانکتے ہوئے کہا۔

''تو کیا صرف اسی بنیاد پر وہ مارش کو مار ڈالے گا؟''

''لوگ تو آج کل صرف سوڈالر پر دوسروں کو مار ڈالتے ہیں، یہ تو پھر مشہور کیفے ہے۔''

''تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن یہ تھیوری ہضم نہیں ہو رہی۔''

''کارلوس کی نگرانی وغیرہ کروا کر دیکھتے ہیں۔ شاید کچھ سامنے آجائے۔'' میں نے کہا۔

''ہاں! نگرانی تو میں کروا سکتا ہوں۔'' ولیم بولا اور اسی وقت سارجنٹ اسٹیو برگ دفتر میں داخل ہوا۔

''اسٹیو! ہیرس نے ایک رائے دی ہے۔'' ولیم نے میری تمام گفتگو دوہرا دی۔

''ہیرس کی رائے اچھی ہے، میں کارلوس کا پتا لگواتا ہوں۔'' برگ نے میری تائید کی اور فون پر کسی کو ہدایات دینے لگا۔ پھر اس نے ایک کاغذ پکڑا اور کچھ لکھنے لگا۔

''ایک اچھی خبر ملی ہے، سفید فور چیونز کا پتا چل گیا ہے۔'' برگ فون رکھ کر بولا۔

''زبردست! خوب کام کیا ہے تمہاری ٹیم نے۔'' ولیم چہک اٹھا اور میرا دل ڈوبنے لگا۔

''کل شام ایسٹ وڈ کے ایک گیراج میں سفید فور چیونز کی بیک لائٹ تبدیل کی گئی ہے۔ کار کا مالک ایک چینی ہے۔ اس کا نام شونگ زی ہے۔ اس کے دفتر کا فون نمبر مل گیا ہے۔'' برگ نے کاغذ لہراتے ہوئے کہا۔

''اسے فون کرو!'' ولیم بولا تو برگ نمبر ملانے لگا۔ سلسلہ ملتے ہی وہ بولا:

''ہیلو! کیا میں مسٹر شونگ زی سے بات کر رہا ہوں؟''

''میں سارجنٹ اسٹیو برگ بات کر رہا ہوں۔ ہمیں ایک سلسلے میں آپ کی مدد درکار ہے۔ کیا آپ ہمارے پاس آسکتے ہیں یا ہمیں اپنا پتہ دے دیں، ہم آجاتے ہیں۔''

''جی ٹھیک ہے، آپ سینٹرل انشورنس کے ہیڈ آفس آجائیں۔''

برگ نے فون بند کر دیا اور بولا: ''ارے یہ چینی تو ساتھ والی بلڈنگ میں ہی نوکری کرتا

ہے، پانچ منٹ میں یہیں آ رہا ہے۔"

میرے جسم میں ایک سرد لہر دوڑ گئی۔ اگر اس چینی نے مجھے پہچان لیا تو؟ میرا کھیل ختم۔ مجھے کسی صورت یہاں سے باہر نکلنا ہوگا۔

"ولیم! اگر تم اجازت دو تو میں اپنے پرانے دفتر ایک چکر لگا لوں؟ مجھے کچھ ضروری کام ہے۔"

"شونگ زی سے ملنے کے بعد چلے جانا۔"

"اس سے تم دونوں مل لو، مجھے دس بجے سے پہلے دفتر پہنچنا ہے۔ میرا کولیگ جوزف میرا انتظار کر رہا ہے، ایک پالیسی کی قسط نہیں آئی اور اس نے میرا سر کھایا ہوا ہے۔"

"ٹھیک ہے، تم ضروری کام نمٹا آؤ!" ولیم بولا اور میں نے سکھ کا سانس لیا۔

"شکریہ! میں جلدی واپس آ جاؤں گا۔"

میں دفتر سے نکل گیا۔ جیسے ہی میں عمارت سے باہر نکلا، میں نے ایک چینی کو لابی میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا۔ خوش قسمتی سے اس کا دھیان کہیں اور تھا اور مجھے نہ دیکھ سکا۔

میں پرانے دفتر چلا گیا، شیلا مجھے دیکھ کر مسکرا دی بولی:

"تمہارا ہمارے بغیر دل نہیں لگتا نا!"

"کیا کروں، تمہاری یاد ستاتی ہے۔" میں نے شوخ لہجے میں کہا۔

"فلرٹ کر رہے ہو؟"

"ہاں بالکل!"

"جاؤ! اپنی محبوبہ کے پاس جاؤ!" شیلا نے مسکراتے ہوئے کہا اور میں جوزف کے پاس چلا گیا اور کچھ دیر اس سے گپ شپ لگائی۔ پھر میں اپنے چند دوسرے ساتھیوں کے پاس جا کر گپیں لگاتا رہا۔ میرا یہاں کوئی کام نہیں تھا، مجھے بس صرف شونگ زی سے بچنا تھا۔ تقریباً

آدھا گھنٹہ میں نے وہاں گزارا، پھر میں واپس ہیڈ آفس چلا گیا۔ شونگ زی جا چکا تھا اور اسٹیو برگ بھی موجود نہیں تھا۔

''چینی نے کچھ بتایا؟'' میں نے پوچھا۔

''ایسا تو کچھ خاص نہیں بتایا، بس ایک کام کی بات پتا چلی ہے۔''

''وہ کیا؟'' میں نے متجسس ہو کر پوچھا۔

''قاتل لانگ بیچ سگریٹ پیتا ہے۔'' میرا دل تیز تیز دھڑکنے لگا۔ وہ کم بخت چینی اتنا تیز تھا کہ اسے مانگے ہوئے سگریٹ کا برانڈ بھی یاد تھا۔

''یہ تو کوئی خاص بات نہیں ہے، لانگ بیچ تو بہت لوگ پیتے ہیں۔ خاص کر ہمارے جیسے مڈل کلاس نوجوان۔ میں خود یہی سگریٹ پیتا ہوں۔''

''ہاں یہ بات تو ہے۔ میرا چھوٹا بھائی بھی لانگ بیچ ہی پیتا ہے۔ اب اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ جو بھی لانگ بیچ پیتا ہے، ہم اسے دھر لیں۔'' ولیم بولا۔

''ایک اور بات، یہ بات بھی ضروری نہیں کہ قاتل مستقل طور پر یہی سگریٹ پیتا ہو، اکثر ہم ذائقہ تبدیل کرنے کے لیے برانڈ تبدیل کر لیتے ہیں اور اکثر ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمیں اپنا مطلوبہ سگریٹ نہیں ملتا لیکن طلب اتنی شدید ہوتی ہے کہ دوسرا برانڈ بھی خرید لیا جاتا ہے۔'' میری کوشش تھی کہ ولیم سگریٹ برانڈ کی بات اپنے دل سے نکال دے۔

''ہاں! چھوڑو اسے۔''

''کیا چینی قاتل کو پہچان سکتا ہے؟'' میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''وہ کہہ رہا تھا کہ رات تھی، آدمی کا چہرہ ٹھیک سے نظر نہیں آیا۔ مشکل ہے...'' ولیم نے مایوسی ظاہر کی۔ اس کی مایوسی ہی میری امید کی کرن تھی۔

''اسی وقت فون کی گھنٹی بجی، ولیم نے ریسیور اٹھا لیا۔ دوسری طرف اسٹیو برگ تھا۔ ولیم نے لاؤڈ اسپیکر آن کر دیا۔ برگ کی آواز گونجنے لگی:

''کارلوس کے بارے میں ایک خبر ملی ہے۔ آٹھ سال پہلے ایک فراڈ کے کیس میں اسے تین سال کی سزا ہوئی تھی۔ پانچ سال پہلے وہ جیل سے رہا ہوا۔ ایک سال چھوٹی موٹی نوکریاں کیں اور پچھلے چار سال سے مارش کے کیفے میں نوکری کر رہا ہے۔''

''زبردست! اس کا مطلب ہے کہ کارلوس سابقہ زندگی میں سزا کاٹ چکا ہے۔'' ولیم چہکا لیکن اس سے زیادہ خوشی میں محسوس کر رہا تھا۔ قدرت تو میرا کام آسان کر رہی تھی۔

''لیکن ٹوبی! جیل سے رہا ہونے کے بعد اس نے کوئی غیر قانونی کام نہیں کیا۔'' برگ بولا۔

''یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ پکڑا نہ گیا ہو۔ ایک بار جیل کی ہوا کھالی تو پھر انسان کچھ بھی کر سکتا ہے۔''

''کیا تم یہ سمجھ رہے ہو کہ کارلوس نے مارش کو قتل کیا تا کہ کیفے ڈیلائٹ پر قبضہ کر سکے؟''

''یہ ممکن ہے۔ ہو سکتا ہے ایسا ہی ہوا ہو۔ کارلوس کی ایلی بائی چیک کرنی پڑے گی۔''

''اس نے بیان دیا تھا کہ ہفتے کی شب رات بارہ بجے ہم نے حسبِ معمول کیفے بند کیا، مارش اپنی بیوک میں بیٹھ کر گھر چلا گیا اور میں اپنے کمرے میں۔'' برگ نے کارلوس کے الفاظ دوہرائے۔

''کمرے میں وہ اکیلا تھا یا کوئی اس کے ساتھ تھا؟''

''وہ اکیلا رہتا ہے۔''

''یعنی اس کے پاس اپنی ایلی بائی کا کوئی ثبوت موجود نہیں۔'' میں نے لقمہ دیا۔

''ہیرس! اس کے پاس کار بھی نہیں ہے، مارش سے پہلے جائے واردات تک پہنچنا اس کے لیے ناممکن ہے۔''

''ہوسکتا ہے، اس نے ٹیکسی لی ہو۔''

''لیکن ٹیکسی بھی مارش سے پہلے نہیں پہنچ سکتی۔''

''اسٹیو! یہ بھی تو ہوسکتا ہے نا، کہ وہ کیفے بند ہونے سے پہلے ہی نکل گیا ہو۔ ساڑھے گیارہ بجے کے آس پاس۔'' میں نے انہیں بھٹکانے کے لیے کہا۔

''ہاں! یہ ممکن ہے لیکن ہمارے پاس کوئی ثبوت نہیں ہے۔''

''اسٹیو! ثبوت تلاش کرنے پر ملتے ہیں۔ اب کارلوس ریڈ زون میں آ گیا ہے تو اس کے بارے میں مزید چھان بین کی جائے گی۔'' ولیم بولا۔

''ٹھیک ہے، میں مزید پتا کرواتا ہوں۔'' برگ نے فون رکھ دیا۔

''ولیم! یہ ہمارے لیے اچھی خبر ہے۔ مجھے بھی کارلوس پر شک ہو رہا تھا۔'' میں نے برگ کے فون رکھتے ہی ولیم سے کہا۔

''ہاں! لیکن ابھی حتمی رائے نہیں دی جاسکتی۔ میرا خیال ہے شونگ زی کو کارلوس سے ملوانا چاہیے، شاید وہ اسے پہچان لے۔''

''ہاں! یہ ممکن ہے۔ ہم ایسا کر سکتے ہیں کہ شونگ زی کو کارلوس کے پاس لے چلتے ہیں۔''

''ہاں شاید یہی کرنا پڑے۔''

''ولیم! ہم تو انشورنس کلیم فراڈ کی تفتیش کرتے ہیں، تو پھر یہ قتل کی تفتیش کیوں کر رہے ہیں۔ میرا مطلب ہے، ہمیں صرف یہ جاننا ہے کہ انشورنس پالیسی اور کلیم درست ہے، فراڈ تو نہیں۔''

''کیا کہنا چاہتے ہو؟'' ولیم نے پوچھا۔

''میرا مطلب ہے کہ اب تو ہمیں اندازہ ہو گیا ہے کہ مارش کی پالیسی اور موت کسی فراڈ کا حصہ نہیں تھی، تو ہم کلیم کی رقم کب ادا کریں گے؟''

''اتنی جلدی بھی کیا ہے، ابھی تفتیش مکمل نہیں ہوئی کیا پتا یہ کلارا واٹسن کا چکر ہو۔ اسی نے کارلوس کے ساتھ مل کر مارش کو قتل کروایا ہو تا کہ دولا کھ ڈالر کما سکے۔''

''کلارا... اس کا ان سب سے کیا تعلق؟'' میرا دل حلق تک آ گیا۔ ابھی تک ولیم نے کلارا کو نظر انداز کیا ہوا تھا، نہ جانے اچانک اسے کلارا کا خیال کیوں آ گیا۔

''میرے دوست! پیسہ بھی تو اسے ہی ملنا ہے نا!''

''ہاں تو؟''

''تو وہ اتنی بڑی رقم کمانے کے لیے مارش کو قتل نہیں کر سکتی کیا؟'' اب اس سوال پر میں ولیم کو کیا جواب دیتا۔ مجھے تو ایسا لگ رہا تھا کہ میری زبان پر فالج ہو گیا ہو۔

''کیا وہ ایسا کر سکتی ہے؟'' میں نے ہمت بڑھاتے ہوئے ولیم کی آنکھوں میں دیکھا۔

''دنیا کا ہر شخص ہر کام کر سکتا ہے۔ اب وہ کیا کرتا ہے اور کیا نہیں، اس بارے میں اندازے نہیں لگائے جا سکتے۔'' ولیم کی بات میں دم تھا۔ میں اسے بھٹکانے کی کوشش کر رہا تھا لیکن وہ گھوم پھر کر دوبارہ درست راستے پر آ جاتا تھا۔

''تو کیا اب کلارا سے تفتیش کرنی ہو گی؟''

''وہ تو کرنی ہی ہو گی۔ اس میں پوچھنے والی کیا بات ہے۔'' ولیم نے کندھے اچکائے اور دوبارہ بولا:

''میں مارش کی تدفین کے انتظار میں تھا۔ اب میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا، اس کیس کے جڑے ایک ایک بندے سے بات چیت ہو گی۔''

اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔ اب کس منحوس کا فون آ گیا! میں دل ہی دل میں سوچنے لگا۔

ولیم نے فون اٹھایا اور بات کرنے لگا۔ پھر ریسیور رکھ کر بولا:

''مجھے مسٹر کیمرون بلا رہے ہیں، میں کچھ دیر تک آتا ہوں۔'' جیسے ہی ولیم دفتر سے باہر نکلا، مجھے ایک خیال آیا۔ میں نے کلارا کی فلاورشاپ کا نمبر ملایا۔

''ہیلو! میں بول رہا ہوں۔ سنو! ولیم کو تم پر شک ہو گیا ہے۔''

''اوہ! پھر اب کیا ہوگا؟ کلیم کی رقم کب ملے گی؟''

''اتنی آسانی سے رقم نہیں ملے گی، ولیم اور برگ اپنا کام کر رہے ہیں اور ہمیں اپنا کام کرنا ہوگا۔''

''اب کیا کرنا ہے؟''

''تم ایک کام کرو! کچھ دیر بعد ولیم کو فون کرو اور اسے کہو کہ مارش، کارلوس کو پسند نہیں کرتا تھا۔ ان کے درمیان دو تین بار جھگڑا بھی ہو چکا ہے۔ مارش سمجھتا تھا کہ کارلوس اس کا کیفے ہتھیانا چاہتا ہے۔''

''لیکن ایسا تو کچھ بھی نہیں ہوا۔ مارش تو کارلوس کو پسند کرتا تھا۔''

''اف کلارا! ساری زندگی جیل میں سڑنا ہے کیا؟ میں نے ولیم کے دل میں کارلوس کے لیے شک کا بیج بو دیا ہے۔ اب تمہیں اس بیج کو پانی دینے کی ضرورت ہے۔''

''اب میں یہ سب کیسے کروں گی؟''

''تم کارلوس کے خلاف کوئی ثبوت تلاش کر سکتی ہو؟ کوئی ایسا واقعہ جب مارش اور کارلوس کی لڑائی ہوئی ہو۔''

''کچھ ایسا واقعہ...'' کلارا سوچ میں ڈوب گئی۔

''ہاں یاد آیا، کچھ دن پہلے میں کیفے گئی تھی۔ اس دن کارلوس چھٹی پر تھا۔ وہاں مارش اور ایڈم باتیں کر رہے تھے۔ مارش نے ایڈم سے میرا تعارف کروایا تھا۔ کیفے کے ساتھ ہی اس کی

گروسری کی دکان ہے۔ وہ دونوں کارلوس کے بارے میں ہی بات کر رہے تھے۔ مارش کہہ رہا تھا کہ کارلوس کئی بار کیفے خریدنے کے بارے میں بات کر چکا ہے لیکن وہ سیٹ اپ فروخت نہیں کرنا چاہتا۔ کارلوس کہتا تھا کہ میں دن رات کیفے میں ہوتا ہوں۔ مارش تو صرف شام کو چند گھنٹوں کے لیے آتا ہے۔"

"اس کے علاوہ کچھ اور..."

"نہیں، میرے سامنے بس یہی بات ہوئی تھی۔"

"ایڈم پولیس کو بیان دے گا؟"

"پتا نہیں، یہ کوئی اتنی بڑی بات تو نہیں ہے کہ کارلوس پر شک جا سکے۔"

"چھوٹی بات کو بڑا بنانے کا کام تم مجھ پر چھوڑ دو۔"

"سب کچھ تم پر ہی تو چھوڑا ہوا ہے۔" کلارا بولی۔

"تم کچھ دیر بعد ولیم کو فون کرنا اور یہی باتیں مرچ مصالحہ لگا کر بیان کرنا۔"

"تم پاکستانی، انڈین بھی نا! مرچ مصالحے کے بغیر نہیں رہ سکتے۔" کلارا نے مسکرا کر کہا اور فون رکھ دیا۔ جیسے ہی میں نے ریسیور رکھا، ولیم آ گیا۔

"کیمرون کیا کہہ رہا تھا؟" میں نے پوچھا۔

"خاص نہیں، بس مارش کے کلیم کے بارے میں ہی پوچھ رہا تھا۔ میں نے بتا دیا کہ ابھی تفتیش جاری ہے، کچھ دن انتظار کریں۔"

کچھ دیر بعد کلارا کا فون آ گیا اور ولیم اس سے بات کرنے لگا۔ فون رکھ کر وہ میرے طرف متوجہ ہوا اور بولا:

"ہیرس! تم واقعی ذہین انسان ہو۔ کلارا نے تمہارے اندازے کی تصدیق کی ہے۔"

''کون سا اندازہ؟'' میں نے انجان بنتے ہوئے کہا۔

''اس نے بتایا کہ مارش، کارلوس سے خوش نہیں تھا۔'' اس کے بعد اس نے وہی باتیں بتا دیں جو کلارا مجھے بتا چکی تھی۔

''ہمیں ایڈم سے ملنا چاہیے، اس کی گواہی ہی کلارا کے بیان کی تصدیق کرے گی۔''

''ہاں! ضرور ملنا چاہیے۔''

''تو پھر چلیں؟'' میں نے بھنویں اچکا کر پوچھا تو ولیم نے سر ہلاتے ہوئے کہا:

''چلو!''

بیس منٹ بعد کیفے ڈیلائٹ پہنچ گئے۔ اس وقت دن کے ساڑھے گیارہ بج رہے تھے۔ کیفے کھلا ہوا تھا، کارلوس کے ساتھ وہی کورین لڑکا کام کر رہا تھا جو مارش کی تدفین کے وقت بھی موجود تھا۔ ہم کیفے جانے کی بجائے ایڈم کی گروسری شاپ کی طرف بڑھے۔ کاؤنٹر پر ایک پچاس پچپن سالہ شخص کھڑا ہوا تھا۔

''ہیلو! میں سینٹرل انشورنس سے ڈیٹیکٹو ٹوبی ولیم ہوں اور یہ میرے ساتھی ڈیٹیکٹو ہیرس جیکوبی ہیں۔ کیا آپ مسٹر ایڈم ہیں؟''

''جی ہاں! میں ہی ایڈم ہوں۔ میں آپ دونوں کو کین کی آخری رسومات میں دیکھ چکا ہوں۔''

''ارے ہاں! آپ تو وہاں موجود تھے۔'' ولیم کو یاد آ گیا۔

''جی کہیے! میں آپ کی کیا خدمت کر سکتا ہوں؟'' ایڈم نے پوچھا۔ اس وقت دکان پر کوئی گاہک نہیں تھا، اسی لیے ایڈم ہم سے بات کرنے لگا۔

''کین مارش کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟''

''وہ تو بہت شریف آدمی تھا۔ تنہائی پسند، کسی سے زیادہ بات نہیں کرتا تھا۔''

''اور کارلوس کیسا آدمی ہے؟'' ولیم نے پوچھا۔

''نہایت محنتی اور اپنے کام سے کام رکھنے والا۔ یہ کیفے اسی کی وجہ سے تو چل رہا ہے ورنہ کین اکیلا کہاں سنبھال سکتا تھا۔''

''ان دونوں کا آپس کا تعلق کیسا تھا؟'' ولیم نے اگلا سوال پوچھا۔

''جیسا ہونا چاہیے، کین کیفے کا مالک تھا اور کارلوس ملازم۔''

''میں نے سنا ہے کہ کارلوس، کیفے خریدنا چاہتا تھا۔'' میں نے پوچھا تو وہ میری طرف دیکھ کر بولا:

''ہاں! پچھلے ایک سال سے کارلوس، کین سے درخواست کر رہا تھا کہ وہ سارا سیٹ اپ بیچ دے۔''

''تو کین مارش کا کیا فیصلہ تھا؟''

''وہ بولتا تھا کہ کیفے اچھا چل رہا ہے تو وہ کیوں فروخت کرے۔ کبھی نفع بخش کاروبار بھی فروخت کیا جاتا ہے؟'' ایڈم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''بات تو آپ کی درست ہے۔ اس پورے سیٹ اپ کی کیا قیمت ہوگی؟'' ولیم نے پوچھا۔

''کین کہتا تھا کہ کیفے کا فرنیچر، مشینیں اور سجاوٹ کی قیمت تقریباً بیس ہزار ڈالر ہے۔ اس کے علاوہ کم از کم تیس ہزار ڈالر کیفے کی گڈ وِل یعنی اچھا نام، شہرت کے لیے ہونے چاہئیں۔ مارش نے پچاس ہزار ڈالر کا مطالبہ کیا تھا۔''

''تو کارلوس نے کیا کہا؟''

''وہ کہتا تھا ساری گڈ وِل میرے کام کی وجہ سے ہے، اس لیے وہ صرف دس ہزار ڈالر زائد

دے گا لیکن کین نہیں مانا۔"

"کیا اسی بنیاد پر کارلوس، مارش کو قتل کر سکتا ہے؟" جیسے ہی میں نے یہ سوال پوچھا، ایڈم میری طرف اس انداز میں دیکھنے لگا جیسے میں نے اس کی بیٹی کا رشتہ مانگ لیا ہو۔

"کیا مطلب ہے آپ کا؟" اس نے حیرت زدہ انداز میں پوچھا۔

"مطلب تو صاف ہے، کیفے کی کمائی کافی اچھی تھی۔ مارش کیفے کو وقت نہیں دیتا تھا اور کارلوس نے دن رات ایک کر دیا تھا۔ اب اگر کین مارش کیفے فروخت نہ کرے تو اسے راستے سے ہٹا کر پورے کیفے اور کاروبار پر قبضہ کیا جا سکتا ہے۔" ولیم نے کہا۔

"مجھے نہیں لگتا کہ وہ ایسا کر سکتا ہے۔" ایڈم نے نفی میں سر ہلایا۔

"کیا آپ جانتے ہیں کہ کارلوس تین سال جیل کاٹ چکا ہے؟"

"کیا واقعی! نہیں، یہ بات تو نہیں پتا۔ کس جرم میں؟"

"آٹھ سال پہلے اس نے کسی کے ساتھ شراکت میں کاروبار شروع کیا لیکن اپنے ہی پارٹنر کو دھوکا دینے کے جرم میں جیل چلا گیا۔"

"لیکن اب تو وہ کافی محنت سے کام کر رہا ہے۔ آپ کیلی سے بھی پوچھ سکتے ہیں۔" ایڈم کو جیل کی بات سن کر حیرت ہوئی تھی۔

"کون کیلی؟" ولیم نے یہ نام پہلی بار سنا تھا۔

"کیلی... وہ بلونڈی، کین کی دوست، وہ اکثر یہاں آتی تھی۔"

"کین کی محبوبہ کا نام تو کلارا ہے، کلارا واٹسن۔"

"نہیں اس کا نام تو کیلی ہے۔ کین نے ہمیشہ اسے کیلی کے نام سے پکارا۔ وہ اپنا تعارف بھی اسی نام سے کرواتی تھی۔"

''یہ بتائیں، کیلی کیا کام کرتی ہے اور کہاں رہتی ہے؟''

''ایش فیلڈ میں کسی فلاور شاپ میں کام کرتی ہے اور چیٹس وڈ میں ہی کین کے گھر کے قریب کسی لیڈیز ہاسٹل میں رہتی ہے۔'' ایڈم نے بتایا۔

''وہی تو کلارا ہے، کلارا واٹسن۔'' ولیم بولا۔

''ولیم! لگتا ہے کلارا کا نک نیم کیلی ہے۔ جیسے میرا نک نیم ہیرس سے ہیری۔'' میں نے ولیم کو ٹوکا۔

''ہاں! میرا بھی اصل نام ٹوبی نہیں ہے۔ میرا اصل نام ٹھیوبارٹ ہے جو چھوٹا ہو کر ٹوبی رہ گیا۔ اب سب اسی نام سے جانتے ہیں۔'' ولیم مسکرا دیا۔

''ہاں! پھر کلارا ہی کیلی ہوگی۔ میں دو تین بار ملا ہوں۔ وہ کین کا کافی خیال رکھتی تھی۔ اچھی لڑکی ہے۔''

''آپ کے خیال میں کیا وہ کین کے قتل میں شریک ہو سکتی ہے؟''

''مسٹر ولیم! آپ کیسی عجیب عجیب باتیں کر رہے ہیں۔ میں چور اچکوں سے کوئی تعلق نہیں رکھتا۔ کین، کارلوس اور کیلی یہ سب بہت اچھے اور شریف لوگ ہیں۔ ہاں! کارلوس کیا چاہتا تھا، میں نے بتا دیا۔ اب اس بنیاد پر کوئی کسی کو قتل کرتا ہے کیا؟'' ایڈم کے سوال کا ہمارے پاس جواب نہیں تھا۔ اسی وقت دکان میں دو گاہک آ گئے اور ایڈم ان کے ساتھ مصروف ہو گیا۔ ہم دکان سے باہر نکل آئے۔

''ہیرس! کیا خیال ہے؟''

''اس کی بات ٹھیک ہی لگ رہی ہے لیکن میرا خیال ہے ہمیں کارلوس کے کمرے کی تلاشی لینی چاہیے۔'' میری بات پر ولیم نے سر ہلایا اور ہم کیفے کی طرف بڑھے۔

''مسٹر کارلوس! ہمیں آپ کے کمرے اور کیفے کی تلاشی لینی ہے۔''

''کیا آپ کو پاس سرچ وارنٹ ہے؟''

''نہیں!''

''کیا آپ کا تعلق سٹی پولیس سے ہے؟''

''نہیں!''

''تو پھر کس حیثیت سے میرے کیفے اور گھر کی تلاشی لیں گے؟''

ولیم میری شکل دیکھنے لگا اور سرگوشی کرتے ہوئے بولا:

''کم بخت بات تو ٹھیک کر رہا ہے۔'' اچانک میری نظر کاؤنٹر پر پڑی اور میری آنکھیں چمک اٹھیں۔ واقعی! قدرت مجھ پر مہربان تھی۔

''کارلوس! یہ لانگ بیچ سگریٹ تم پیتے ہو؟'' میں نے کاؤنٹر شیلف کی طرف اشارہ کرتے ہوئے پوچھا۔ اس نے پہلے میری طرف دیکھا اور پھر سگریٹ کی طرف۔

''ہاں تو؟ اس میں کیا خاص بات ہے؟''

''نہیں کچھ نہیں، بس سوچا کہ کیفے میں کام کرتے ہوئے سگریٹ پینا عجیب سا لگتا ہے۔''

''یہ بات میں آپ سے بہتر سمجھتا ہوں۔ سگریٹ پینے کے بعد میں دانت بھی برش کرتا ہوں اور ہاتھ بھی اچھی طرح دھوتا ہوں۔ چار سال سے یہ کیفے چلا رہا ہوں۔ ایسی چیزوں کا خاص خیال رکھتا ہوں۔''

''یہ تو اچھی بات ہے۔ مجھے ایک بات بتاؤ! یہ کلارا واٹسن کے بارے میں کیا جانتے ہو؟'' ولیم نے پوچھا۔

''کون وہ بلونڈی؟ مجھے تو مسٹر مارش کی وفات کے بعد ہی معلوم ہوا کہ اس کا نام کلارا

واٹسن ہے۔ہم سب تو اسے کیلی ہی پکارتے تھے۔"

"ہاں! کیلی اس کا نک نیم ہے۔اصل نام کلارا جیکی واٹسن ہے۔" میں نے بتایا۔

"نام جو بھی ہو، وہ لڑکی کیسی ہے؟" ولیم نے پوچھا۔

"میں کئی بار ملا ہوں۔ وہ اکثر یہاں آیا کرتی تھی۔ مسٹر مارش اسے پسند کرتے تھے۔ وہ بھی ان کا خیال رکھتی تھی۔"

"کیا وہ انشورنس کی رقم کی خاطر مارش کو قتل کر سکتی ہے؟" ولیم نے سوال پوچھا تو کارلوس اس کی طرف دیکھنے لگا۔

"تم نے بتایا نہیں۔"

"وہ...وہ ایسا کیوں کرے گی؟"

"دو لاکھ ڈالر حاصل کرنے کے لیے۔"

"اتنی رقم حاصل کرنے کے لیے تو لوگ سگے بھائی کو بھی مار ڈالیں گے۔" کارلوس مسکرا دیا۔

"اور ملازم اپنے مالک کو بھی۔" میں فوراً بولا تو کارلوس چونک اٹھا۔

"کیا آپ میرے بارے میں سوچ رہے ہیں؟"

"ہم تو ہر ایک کے بارے میں سوچتے ہیں۔ہم تو اپنے ساتھیوں کو بھی شک کے دائرے میں لا کھڑا کرتے ہیں دوست!" ولیم عجیب سے انداز میں مسکرایا تو مجھے گھبراہٹ ہونے لگی۔

"مجھے یہ سب نہیں پتا۔ میں صرف اتنا بتا سکتا ہوں کہ ہفتے کی رات مسٹر مارش رات بارہ بجے اپنے گھر چلے گئے اور میں اپنے کمرے میں جا کر سو گیا۔" کارلوس نے ہمارے دائیں جانب ایک دروازے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ہم سمجھ گئے کہ یہی اس کا کمرہ ہے۔

"کوئی اس بات کی گواہی دے سکتا ہے؟" ولیم نے پوچھا۔

''کیا کوئی اس بات کی گواہی دے سکتا ہے کہ مسٹر مارش کو گولی مارنے والا میں ہی تھا؟ ہے آپ کے پاس کوئی چشم دید گواہ؟'' کارلوس نے باری باری ہم دونوں کی طرف دیکھا۔

''فی الحال تو نہیں لیکن کیا پتا کوئی مل ہی جائے۔''

''جب مل جائے تب بات کیجیے گا! ویسے بھی اس رات سوا بارہ بجے کے قریب ایک فون آیا تھا۔ میں نے اٹھایا تو اس نے مسٹر مارش کا پوچھا۔ میں نے بتایا کہ وہ جا چکے ہیں تو دوسرے آدمی نے کال کاٹ دی۔''

''وہ کون تھا؟''

''پتا نہیں، نہ میں نے نام پوچھا اور نہ ہی اس نے بتایا۔''

''ہو سکتا ہے وہ قاتل ہو اور صرف یہ تصدیق کرنا چاہ رہا ہو کہ مارش کیفے سے نکل چکا ہے یا نہیں۔'' ولیم نے اندازہ لگایا۔ ولیم کے نزدیک یہ صرف ایک اندازہ تھا لیکن میں جانتا تھا کہ یہ حقیقت تھی۔ وہ فون میں نے ہی تو کیا تھا۔ کیا کہیں اس فون کی وجہ سے کچھ بڑ ہو سکتی تھی! میں پریشان ہونے لگا۔

''اب مجھے کام کرنا ہے، کسٹمر آ رہے ہیں۔'' کارلوس بولا۔

''ٹھیک ہے، ہم چلتے ہیں۔''

''ولیم! تم نے کہا تھا کہ مسٹر مارش کی وارث اب کلارا واٹسن ہے۔ مجھے یہ کیفے خریدنا ہے، اسے بنا مالک کے نہیں رکھ سکتے۔''

''تمہاری بات ٹھیک ہے لیکن جب تک مارش کا قاتل گرفتار نہیں ہو جاتا یا یہ کیس ختم نہیں ہو جاتا، اس کی جائیداد، گھر، کیفے وغیرہ کی خرید و فروخت ممکن نہیں۔''

''ٹھیک ہے، میں کچھ دن انتظار کر لوں گا۔'' کارلوس بولا اور ہم وہاں سے چل دیے۔

جب ہم دفتر پہنچے، ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔ ولیم مجھے کینٹین لے گیا۔ ہم نے چکن سینڈوچ، فرائز اور کولڈ ڈرنک کا آرڈر دے دیا۔

''ولیم! تمہیں کیا لگتا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''کارلوس اور کلارا دونوں کے پاس مارش کو قتل کرنے کی معقول وجہ ہے۔''

''کارلوس بھی لانگ بیچ سگریٹ پیتا ہے۔''

''وہ تو تم بھی پیتے ہے، تو کیا قاتل تم ہو؟'' ولیم مسکرا دیا لیکن میرا دل دہل گیا۔

''میرا ان سب سے کیا تعلق؟ مجھے مارش کو قتل کرنے کا کیا فائدہ؟''

''ارے مذاق کر رہا تھا۔''

کھانے کے بعد ہم دوبارہ اپنے دفتر چلے گئے، اسی وقت اسٹیو برگ بھی آ گیا۔

''ٹوبی! ایک خوش خبری ہے۔'' برگ نے چہکتے ہوئے کہا۔

''کیا؟''

''ایک پاکستانی ٹیکسی ڈرائیور ملا ہے، اس نے بتایا ہے کہ ہفتے کی رات ایک بجے کے قریب اس نے ایک چیٹس ورڈ بس اسٹاپ سے ایک سواری بٹھائی اور ایش فیلڈ ریلوے اسٹیشن پر اتاری۔''

مجھے ایسے لگا جیسے کسی نے میرے جسم سے میری کھال اتار دی ہو۔ اس ٹیکسی والے کو تو میں بھول ہی گیا۔ اس نے تقریباً آدھا گھنٹہ میرے ساتھ سفر کیا تھا، مجھے ایک لمحے میں پہچان سکتا تھا۔ اس وقت میرے دل کی دھڑکن اتنی تیز ہو گئی تھی جیسے وہ اولمپک مقابلوں میں سو میٹر ریس میں دوڑ رہی ہو۔

''تو اس میں کیا خاص بات ہے؟''

''ڈرائیور کا نام عدنان رشید ہے۔اس کے مطابق، مسافر ایک تیس بتیس سالہ نوجوان تھا اور کافی گھبرایا ہوا تھا۔عدنان کو شک تھا کہ وہ پہلے بھی اسے کہیں دیکھ چکا ہے۔جب اس نے سواری سے اس بات کا ذکر کیا تو سواری نے کہا کہ میں اٹلی سے آیا ہوں اور میرا نام یانک جیوانی ہے۔''

''تو کیا وہ اطالوی نہیں تھا؟'' ولیم نے پوچھا۔

''پتا نہیں، شکل صورت اور لہجہ تو اطالوی ہی تھا۔اس نے اپنا وزٹنگ کارڈ بھی دکھایا تھا۔''

''تو کیا وہ مارش کا قاتل ہوسکتا ہے؟'' میں نے پوچھا۔

''پتا نہیں، عدنان کو شک ہے کہ وہ شخص جھوٹ بول رہا تھا اور کوئی جرم کر کے فرار ہوا تھا۔''

''وہ یہ بات کس بنیاد پر کہہ سکتا ہے؟''

''اپنی چھٹی حس کی بنیاد پر۔'' برگ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''تفتیش چھٹی حس کی بنیاد پر نہیں ہوتی۔'' ولیم بولا تو اچانک مجھے ایک خیال آیا۔

''مارش نے کہا تھا کہ کچھ عرصہ پہلے وہ اٹلی گیا تھا۔وہاں وہ ایک ماہ رہا تھا۔میں نے پوچھا کہ گھومنے پھرنے یا کسی اور مقصد کے لیے۔'' میں نے بتایا۔

''تو اس نے کیا کہا؟'' برگ نے پوچھا۔

''اس نے کہا کہ کچھ کاروباری معاملات دیکھنے تھے۔پھر میں نے پوچھا تھا کہ کون سا کاروبار لیکن اس نے بات گھما دی اور مجھے جواب نہیں دیا۔کہیں ایسا تو نہیں اٹلی میں وہ کسی غیر قانونی سرگرمی میں شامل ہوگیا ہو۔'' میں نے ایک نئی چھوڑی۔

''کیا وہ ایسا کام کرسکتا تھا؟'' ولیم نے پوچھا۔

''ہم اپنے علاوہ کسی کے بارے میں بھی کوئی رائے قائم نہیں کرسکتے۔مارش نے بتایا تھا

کہ ایک دفعہ میلان میں مافیا کے کچھ لوگوں سے اس کی مڈبھیڑ ہوگئی تھی اور اسے اچانک واپس سڈنی آنا پڑا۔ ہوسکتا ہے یہ یانک جیوانی اطالوی مافیا کا کارکن ہو اور وہی مارش کا قاتل بھی ہو۔'' میں اک نئی کہانی کے مسودے کا آغاز کر چکا تھا۔

''ہاں! ہم اس پہلو کو نظر انداز نہیں کر سکتے۔ ہم نے مارش کا ٹریول ریکارڈ چیک کیا تھا۔ وہ مئی میں اٹلی گیا تھا اور ایک ماہ بعد واپس آیا تھا۔'' برگ نے بتایا۔

''میں جھوٹ تھوڑی نہ بولوں گا۔ مجھے بھی اس نے یہی بتایا تھا۔''

''ہمیں یانک جیوانی کو تلاش کرنا ہوگا۔'' ولیم بولا۔ میں نے ایک بار پھر اپنی عقل کا استعمال کیا تھا اور ان دونوں کو بھٹکا دیا۔ اب وہ کارلوس پر شک کرتے رہیں گے اور یانک جیوانی کو تلاش کرتے رہیں گے۔

''اسٹیو! تم اطالوی ایمبیسی سے یانک جیوانی کا پتا لگواؤ، وہ یہاں کب آیا، کیوں آیا اور ابھی کہاں ہے۔'' ولیم نے برگ سے کہا۔

''ہاں! میں ابھی یہ کام کرواتا ہوں۔ ٹیکسی ڈرائیور نے تو کمال کر دیا۔''

''یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ یانک جیوانی کا مارش سے کوئی تعلق نہ ہو۔'' ولیم بولا۔

''ایک آدمی مئی اور جون کا مہینہ اٹلی میں گزارتا ہے۔ وہاں وہ مافیا کے غنڈوں سے جھگڑتا ہے، اس کے بعد دسمبر کی ایک رات اسے قتل کر دیا جاتا ہے اور اسی علاقے میں اسی وقت ایک مشکوک اطالوی شخص دیکھا جاتا ہے۔ یہ سب باتیں اس طرف اشارہ کر رہی ہیں کہ مارش کے قتل کا تعلق کہیں نہ کہیں مافیا والوں سے ہوسکتا ہے۔'' میری بات سن کر ولیم اور برگ ایک دوسرے کی شکل دیکھنے لگے۔

''ہیرس! تمہاری بات درست معلوم ہوتی ہے۔ ہمیں اس پر غور کرنا ہوگا۔ میرا خیال ہے

کارلوس والے پہلو کی بجائے اس پہلو پر زیادہ کام کرنے کی ضرورت ہے۔'' ولیم بولا اور مجھے ایسا محسوس ہوا کہ کارلوس اور یانک جیوانی کی وجہ سے میرے دونوں بازو دلدل سے باہر نکل آئے ہوں۔ اب بس مجھے مزید ہمت کرنی تھی، پھر میرا دھڑ دلدل سے باہر نکل سکتا تھا۔ یانک جیوانی کا وزننگ کارڈ اٹھاتے وقت اور ڈرائیور کو وہ کارڈ دکھاتے وقت میں نے یہ بالکل نہیں سوچا تھا کہ یہ نام دوبارہ سامنے آئے گا۔ اب اگر آ ہی گیا تھا تو میرا فائدہ تھا۔ اس لیے اب مجھے اس نام سے جتنا ممکن ہوسکتا تھا فائدہ اٹھانا تھا۔

''یار ٹوبی! سمجھ نہیں آ رہا کہ اس کیس سے جڑے افراد کا تعلق ایش فیلڈ سے کیوں نکل رہا ہے۔ کلارا ایش فیلڈ میں نوکری کرتی ہے، یانک جیوانی قتل کی رات ایک بجے ایش فیلڈ گیا اور تو اور ہمارا ساتھی ہیرس جیکوبی بھی تو ایش فیلڈ میں ہی رہتا ہے۔'' اسٹیو برگ نے میری طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''بھئی! میں تو ایش فیلڈ میں چار سال سے رہ رہا ہوں اور شاید وہ کلارا بھی سال دو سال سے وہاں نوکری کر رہی ہے۔ اب یانک جیوانی کو وہاں جانے کی کیا ضرورت تھی، یہ بات تو وہ خود ہی بتا سکے گا۔'' میں نے مسکراتے ہوئے کہا۔ دونوں گھما پھرا کر ایسی بات کر ڈالتے تھے کہ میرا دل کانپ جاتا تھا۔

''ٹوبی! میں چلتا ہوں اور اس یانک جیوانی کا پتا لگواتا ہوں۔''

''اسٹیو! تم اس پاکستانی ڈرائیور سے ملو اور اس سواری کا اسکیچ بنوالو، شاید یانک جیوانی کو تلاش کرنے میں آسانی ہو۔'' ولیم بولا اور مجھے ایسا لگا کہ کچھ دیر پہلے جو میرے دونوں بازو دلدل سے باہر نکلے تھے، اب دوبارہ دلدل میں دھنس چکے ہیں۔ اگر عدنان نے میرا صحیح اسکیچ بنوا دیا تو... تو پھر میرا کھیل ختم۔ میرے پاس اپنی صفائی میں پیش کرنے کے لیے کچھ بھی نہیں

بچے گا۔اب مجھے کسی طرح اس ڈرائیور کو روکنا تھا۔کس طرح؟ میں یہ نہیں جانتا تھا۔

''میں اسکیچ کی بات کر چکا ہوں۔عدنان نے بتایا ہے کہ وہ ایک سواری کے ساتھ کینبرا گیا ہوا ہے۔اس نے فون وہیں سے کیا تھا۔وہ آج رات کو واپس آئے گا۔کل صبح نو بجے وہ پولیس اسٹیشن آئے گا اور اسکیچ بنوا دے گا۔''

''چلو! کل تک انتظار کر لیتے ہیں۔'' ولیم نے ایک سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

اسٹیو چلا گیا اور ولیم کے گھر سے فون آیا کہ اس کا بیٹا سخت بیمار ہے۔وہ اپنے گھر چلا گیا۔ اس وقت دوپہر کے دو بج رہے تھے۔مجھے اپنے بچاؤ کے لیے کچھ نہ کچھ کرنا تھا۔میں بھی گھر چلا گیا۔راستے بھر میں اپنا اگلا لائحہ عمل سوچتا رہا اور آخر کار ایک ترکیب میرے دماغ میں آ ہی گئی۔میں ایک بار پھر مطمئن ہو گیا تھا۔

گھر پہنچے ہی میں نے گینڈل کو فون کیا۔

''پیسے مل گئے کیا؟'' گینڈل نے میری آواز سنتے ہی پوچھا۔

''اگر تم مدد کرو گے تو جلد مل جائیں گے۔''

''اب کیا چاہیے؟''

''مجھے ڈرگز چاہیے۔''

''ارے بھائی! اب کیا پاؤڈر فروخت کرے گا؟''

''نہیں، کسی اور کام کے لیے۔کم از کم دو سو پچاس گرام کا پیکٹ۔''

''تین ہزار ڈالر۔''

''مل جائیں گے۔میں جانتا تھا کہ اب مزید اتنی ہی رقم خرچ کرنا ہو گی۔میرے اکاؤنٹ میں اس وقت آٹھ ہزار ڈالر موجود تھے۔

''کہاں لے کر آؤں؟''

''میرے گھر پر۔'' میں نے فون رکھ دیا اور اپنے بینک میں گیا۔ میرا اکاؤنٹ کامن ویلتھ بینک، ایش فیلڈ برانچ میں تھا۔ وہاں جا کر میں نے تین ہزار ڈالر نکلوائے اور گھر آ کر کلارا کو فون کیا۔

''چھٹی کے بعد مجھے گھر پر ملو، خاص بات کرنی ہے۔'' میں نے کلارا سے کہا تو اس نے اوکے کہہ کر فون بند کر دیا۔

تھوڑی دیر بعد گینڈل آ گیا اور تین ہزار ڈالر لے کر پیکٹ دے گیا۔ میں غسل کرنے باتھ روم میں چلا گیا۔ جب واپس باہر آیا تو کلارا لاؤنج میں بیٹھی کوئی کتاب پڑھ رہی تھی۔

''کیا ہوا؟'' میں نے اسے کارلوس اور یانک جیوانی کے بارے میں سب بتا دیا۔

''تو یہ کوکین کس لیے؟''

''میں آج رات ایک بجے کے قریب مارش کے گھر میں داخل ہوں گا اور اس کے بیڈ روم میں کہیں یہ پیکٹ چھپا دوں گا۔ پھر کل میں ولیم اور برگ سے کہوں گا کہ مارش کے گھر کی تلاشی لینی چاہیے۔ ہم تلاشی لینے جائیں گے تو پیکٹ مل جائے گا۔ وہ سمجھ جائیں گے کہ مارش کا تعلق ڈرگ مافیا سے تھا اور انہی میں سے کسی نے اسے قتل کر دیا۔ اب وہ مافیا کو تلاش کرتے رہیں گے اور ہم پر شک نہیں آئے گا۔''

''زبردست ہیری! تمہیں تو جاسوسی ناول لکھنے چاہئیں، کیا کمال کی سوچ ہے۔''

''لیکن ایک مسئلہ ہے۔ مجھے اس عدنان کا ڈر ہے، کہیں وہ میرا اسکیچ نہ بنوا دے۔''

''رات کا وقت تھا۔ اس نے تمہیں اتنا غور سے نہیں دیکھا ہوگا۔''

''وہ مجھے پہلے بھی مل چکا ہے، یعنی اسے میرا چہرہ اچھی طرح یاد ہے۔'' میں نے پریشانی

کے عالم میں کہا۔

''تو پہلے تمہیں اس کا کوئی حل سوچنا چاہیے تھا، یہ ڈرگز والا کام تو بعد میں بھی ہوسکتا تھا۔''

''اب میں اسے کہاں تلاش کرتا پھروں؟ وہ تو ابھی کینبرا میں ہوگا۔''

''ٹیکسی یونین ایسوسی ایشن میں تمہارا کوئی جاننے والا ہوگا، اس سے بات کرو تو شاید عدنان کا پتہ یا نمبر مل جائے۔''

''اگر وہ مل بھی گیا تو کیا کہوں گا؟''

''تمہارے پاس کتنی رقم ہے؟'' کلارا نے پوچھا۔

''شاید پانچ ہزار تک۔''

''اگر اسے تین چار ہزار ڈالر رشوت دینا پڑے تو؟'' کلارا نے میرا ہاتھ پکڑ کر پوچھا۔

''اگر اسے پتا چل گیا کہ میں قتل کر کے بھاگا ہوں تو وہ مجھے بلیک میل کرے گا اور پھر تین چار ہزار ڈالر نہیں، تیس چالیس ہزار ڈالر مانگے گا۔'' میں نے لاچارگی ظاہر کی۔

''ہیری! کیا وہ ایک پاکستانی کی مدد نہیں کرے گا؟''

''آج کل پیسہ ہی سب کچھ ہوتا ہے۔ اس کے آگے نہ تو کوئی رشتہ ٹکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوست، میں تو پھر انجان ہوں۔''

''اف! پھر اب ہم کیا کریں، ایک مصیبت سے نکلتے ہیں تو دوسری میں پھنس جاتے ہیں۔ اوپر سے یہ ولیم مجھ پر بھی شک کرنے لگا ہے۔ اب میں کیا کروں!'' کلارا نے اپنا سر پکڑ لیا تو میں نے اسے اپنے قریب کیا اور بولا:

''تم چائے بنا کر لاؤ، تب تک میں کچھ سوچتا ہوں۔'' اس نے سر ہلایا اور چلی گئی۔ دو ماہ پہلے میں نے ٹیکسی یونین کے ایک کلرک کی انشورنس کی تھی۔ مجھے اچانک اس کا خیال آیا، شاید

وہ میری مدد کر سکتا تھا۔ میں نے اپنی ڈائری نکالی اور اس کا نمبر تلاش کرنے لگا۔ میں اپنے ہر کلائنٹ کا مکمل ریکارڈ محفوظ رکھتا تھا تاکہ ضرورت پڑنے پر ان سے رابطہ کیا جا سکے۔ اس کا نام گورڈن آرچر تھا۔

مجھے نمبر مل گیا اور میں نے ریسیور اٹھا کر کال ملائی۔

''ہیلو مسٹر آرچر! میں سینٹرل انشورنس سے ہیرس جیکوبی بات کر رہا ہوں۔''

''مجھے آپ کی مدد چاہیے، مجھے ایک پاکستانی ڈرائیور کا فون نمبر اور پتہ چاہیے۔ اس کا نام عدنان رشید ہے۔''

''شکریہ! میں کچھ دیر بعد فون کرتا ہوں۔'' میں نے فون رکھ دیا اور ایک سگریٹ سلگا لیا۔ کلارا کچن میں تھی۔ وہ چائے کے ساتھ ساتھ کھانا بھی بنانے لگی۔ پانچ منٹ بعد میں نے دوبارہ فون کیا تو آرچر نے مجھے عدنان کی تفصیلات دے دیں۔ وہ اوبرن میں رہتا تھا۔ اوبرن ایسا علاقہ ہے جہاں زیادہ تر ساؤتھ ایشین افراد رہتے ہیں۔

میں نے اس نمبر پر کال کی تو اس کی بیوی نے فون اٹھایا اور بتایا کہ عدنان سات بجے تک گھر آئے گا۔ اب مجھے دو گھنٹے مزید انتظار کرنا تھا۔ جیسے تیسے کر کے دو گھنٹے گزر گئے اور میں نے عدنان کو فون ملایا۔

''ہیلو عدنان! مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔'' میں نے اردو میں بات کی۔

''آپ کون؟''

''میرا نام چھوڑو اور اتنا بتاؤ کہ کسی مجرم کو بچانے کی کیا قیمت ہو سکتی ہے؟''

''یہ تو جرم کی نوعیت جاننے کے بعد ہی بتایا جا سکتا ہے۔'' اس نے چہک کر کہا۔

''جرم کی نوعیت تو سنگین ہے لیکن مجرم مظلوم ہے۔''

''ہاہاہا! مجرم بھی کبھی مظلوم ہوتا ہے کیا؟''

''میرے کیس میں تو مظلوم ہی ہے۔''

''مجھے کیا کرنا ہوگا؟''

''گمراہ۔'' میں نے فوراً جواب دیا۔

''کسے؟''

''اسکیچ آرٹسٹ کو۔'' میں نے ہمت جتاتے ہوئے بتادیا۔ عدنان سے بات کرتا تو شاید بچ جاتا، اگر بات نہ کرتا تو کل صبح دس بجے تک اسکیچ بن چکا ہوتا اور میرا لنچ حوالات میں ہوتا۔

''اوہ! تو تم یانک جیوانی ہو۔ کمال ہے، اطالوی ہو کر سرائیکی لہجے میں اردو بول رہے ہو۔ لگتا ہے، جنوبی پنجاب سے ہو۔'' اف! وہ میری سوچ سے بھی بڑھ کر تیز نکلا۔

''کل نو بجے تم اسکیچ بنوانے جا رہے ہو۔ تم آرٹسٹ کو گمراہ کر دینا، میں پانچ ہزار ڈالر دینے کو تیار ہوں۔''

''صرف پانچ ہزار؟''

''یقین کرو، میرے پاس اس وقت اس سے زیادہ نہیں ہے۔''

''چلو! کر لیا یقین۔ تم بھی کیا یاد کرو گے۔ بے فکر رہو اور یہ بتاؤ کہ پانچ ہزار ڈالر کب اور کہاں پہنچاؤ گے؟''

''کل شام سات بجے جارج بارایش فیلڈ آجانا، پیسہ مل جائے گا۔'' میں نے فون رکھ دیا اور کلارا کو بتادیا۔

''کیا اس پر یقین کیا جا سکتا ہے؟''

''ہاں! شاید۔'' میں نے کندھے اچکائے۔

''مارش کے گھر کب جانا ہے؟''

''رات ایک بجے تک، اس سے پہلے وہاں جانا مناسب نہیں ہے۔ تمہارے پاس اس کے گھر کی ڈپلیکیٹ چابی ہے نا؟'' میں نے کلارا سے پوچھا۔

''ہاں! تم ہی نے تو بنوا کر دی تھی۔ اچھا ہے نا! اب استعمال ہو سکتی ہے۔''

''میں رات ایک بجے کے قریب وہاں جاؤں گا اور اس کے بیڈ روم میں کوکین کا پیکٹ چھپا دوں گا۔''

''احتیاط سے جانا، اس بار کسی نے دیکھ لیا تو بچنا مشکل ہو جائے گا۔''

''جانتا ہوں۔''

''ہیری! ہم آخر کب اس دلدل سے باہر نکلیں گے؟''

''ابھی وقت لگے گا۔ دو لاکھ ڈالر کمانا اور دو انسانوں کو قتل کرنا، آسان کام نہیں ہے۔''

میں اب بری طرح تھک چکا تھا، بس اب یہی خواہش تھی کہ کسی طرح اس دلدل سے باہر نکلوں اور کسی دوسرے شہر میں پرسکون زندگی گزاروں لیکن اس وقت میں یہ نہیں جانتا تھا کہ پریشانیاں ابھی ختم نہیں ہوئی تھیں۔ ابھی نئے محاذ کا سامنا کرنا باقی تھا جو عنقریب کھلنے والا تھا۔

اچانک مجھے ایک نیا خیال آیا اور میں مسکرا دیا۔

''کلارا! مجھے کچھ ٹائپ کرنا ہے، ٹائپ رائٹر نکال دو!''

☆.....☆.....☆

باب نمبر: 6

رات ایک بجے میں چیٹس وڈ پہنچ گیا۔ ہر طرف سناٹا تھا۔ میں نے اپنی کیڈلک مارش کے گھر سے کچھ فاصلے پر کھڑی کی اور پیدل چلنے لگا۔

اس کے گھر پہنچ کر میں نے دستانے پہنے اور اپنے بیگ سے ٹارچ نکال لی۔ صدر دروازہ کھول کر میں ٹی وی لاؤنج میں داخل ہوا اور ٹارچ جلائی۔ مارش کے بیڈروم میں داخل ہو کر میں نے الماری کھولی۔ الماری میں ایک دراز تھا جس میں مارش تمام کاغذات رکھتا تھا۔ میں نے کاغذات نکال لیے اور انہیں میز پر رکھ کر دیکھنے لگا۔ مجھے کلارا جیک واٹسن کے لائسنس کی تلاش تھی۔ مارش نے کہا تھا کہ اس کے پاس کلارا کے لائسنس کی کئی کاپیاں موجود ہیں۔ جلد ہی مجھے لائسنس کی تین کاپیاں مل گئیں جو میں نے اپنی پینٹ کی جیب میں رکھ لیں۔ پھر میں ٹارچ کی روشنی میں دوسرے کاغذات دیکھنے لگا اور مجھے میرے مطلوبہ کاغذات بھی مل گئے۔ وہ مارش کی میڈیکل رپورٹ تھی۔ میں نے وہ بھی اپنے بیگ میں رکھ لی۔ اس کے علاوہ الماری میں ایسا کچھ نہیں تھا جس کی وجہ سے مجھے کوئی نقصان پہنچتا۔

میں نے بیگ سے کوکین کا پیکٹ نکالا اور دراز میں کاغذوں کے نیچے رکھ دیا۔ اس کے بعد میں نے جیب سے یانک جیوانی کا وہی وزٹنگ کارڈ نکالا جو میں نے عدنان کو دکھایا تھا۔ میں نے کارڈ پیکٹ کے ساتھ ہی رکھ دیا۔ میرا خیال تھا جب ولیم اور برگ کو یہ کارڈ ملے گا تو انہیں یقین ہو جائے گا کہ کین مارش اور یانک جیوانی میں کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔

اب یہاں ایک اور مسئلہ درپیش تھا۔ پیکٹ اور کارڈ پر میرے فنگر پرنٹس تھے۔ ویسے تو میں انہیں مٹا بھی سکتا تھا لیکن اس طرح تمام فنگر پرنٹس مٹ جاتے۔ اگر پیکٹ یا کارڈ سے کسی کی بھی انگلیوں کے نشان نہ ملیں تو یہ عجیب بات ہوگی۔ اس لیے میں نے سوچا کہ فنگر پرنٹس مٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ کل جب وہ تلاشی لینے آئیں گے تو میں ہی یہ چیزیں ولیم کے سامنے رکھوں گا تاکہ بعد میں اگر فنگر پرنٹس اٹھائے بھی گئے تو مجھے کوئی مسئلہ نہیں ہوگا۔

اس کے بعد میں نے اپنی جیب سے ایک لفافہ نکالا اور ان کاغذات کے اوپر رکھ دیا۔ میں نے یہ خط کل رات ٹائپ کیا تھا۔ میرا خیال تھا کہ اس خط کو پڑھنے کے بعد ولیم اور برگ کو یقین ہو جائے گا کہ مارش کو قتل کرنے والا یانک جیوانی ہے اور اس کا تعلق اطالوی مافیا سے ہے۔ بظاہر وہ کیفے چلا رہا تھا لیکن ان کے ساتھ منشیات کی ترسیل کا کام بھی کر رہا تھا۔

اب مجھے جلد از جلد وہاں سے نکلنا تھا۔ میں تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا گھر سے باہر نکل گیا اور اپنی کیڈلک کی طرف بڑھا۔ دس منٹ بعد میری کار ہوا سے باتیں کر رہی تھی۔

جب میں گھر پہنچا دو بجنے والے تھے۔ اس بار میں کامیاب رہا تھا۔ نہ تو کسی نے مجھے دیکھا اور نہ ہی کوئی ناخوشگوار واقعہ پیش آیا۔ اس رات میں کافی پراعتماد ہو کر سویا تھا۔

☆.....☆.....☆

اگلا دن جمعرات تھا اور دسمبر کی چوبیس تاریخ تھی۔ اس کے بعد کرسمس کی تین چھٹیاں تھیں۔

''ہیرس! کوشش کرتے ہیں کہ آج زیادہ سے زیادہ کام کیا جائے۔ پھر تین چھٹیاں ہیں اور ویسے بھی کرسمس سے نیو ائیر تک خاص کام نہیں ہوتا۔'' ولیم نے کہا۔

''میرا خیال ہے، ہم ابھی تک مارش کے گھر کی اچھی طرح تلاشی نہیں لے سکے۔ ہمیں آج

یہ کام کرنا چاہیے، ضرور کچھ ایسا سراغ ملے گا جو اس کیس کی گتھی سلجھانے میں کام آئے۔'' میں نے ولیم سے کہا۔

''ہاں! میں تو پہلے بھی مارش کے گھر کی تلاشی لینا چاہتا تھا لیکن ہماری توجہ بھٹک گئی۔'' ولیم نے مسکراتے ہوئے کہا تو میں نے دل میں سوچا کہ ابھی تو میں تمہیں اور بھٹکاؤں گا اور مارش کے گھر جا کر گتھی سلجھے گی نہیں بلکہ اور الجھ جائے گی۔

''میں اسٹیو سے بات کرتا ہوں، پولیس کی موجودگی کے بغیر ہم تلاشی نہیں لے سکتے۔ وارنٹ تو اسٹیو ہی لے کر آئے گا نا!'' ولیم نے مسکراتے ہوئے کہا اور اسٹیو برگ کا نمبر ملانے لگا۔ اس سے بات کرنے کے بعد ولیم بولا:

''ایک گھنٹے تک اسٹیو آ رہا ہے۔ پھر ایک ساتھ ہی چیٹس وڈ چلتے ہیں۔''

''ولیم! وہ ٹیکسی ڈرائیور نے اسکیچ بنوانا تھا، اس کی کیا خبر ہے؟'' میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''اسٹیو ابھی ڈرائیور کے ساتھ ہی آرٹسٹ کے پاس موجود ہے۔ وہ اسکیچ لے کر ہی آئے گا۔''

یعنی اگلے ایک گھنٹے تک میری جان سولی پر لٹکی رہے گی، اگر ڈرائیور عدنان نے میرا اسکیچ بنوا دیا تو شاید اسٹیو برگ آتے ہوئے اپنے ساتھ میرے لیے ہتھ کڑی کا تحفہ بھی ساتھ لائے۔

جیسے تیسے کر کے ایک گھنٹہ گزر گیا۔ سوا گھنٹے بعد اسٹیو ہمارے دفتر میں داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک سفید کاغذ تھا۔

''ٹوبی! یہ لو تمہارا یانک جیوانی یا پھر مارش کا قاتل یا پھر... یا پھر ایک عام آدمی اور ہماری گمراہی۔''

برگ نے اسکیچ میز پر ولیم کے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔ ولیم اسکیچ کو غور سے دیکھنے لگا، پھر اس نے میری طرف دیکھا۔ میں دل ہی دل میں خوف محسوس کر رہا تھا۔

''ہیرس! یہ لو تم بھی دیکھ لو!''

میں اپنی کرسی سے اٹھا اور چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا ولیم کے پاس گیا اور کاغذ اٹھا لیا۔ اس وقت میری حالت ایسی تھی جیسے اس کاغذ پر شیطان کا اسکیچ ہو۔

یہ دیکھ کر میری جان میں جان آئی کہ وہ اسکیچ مجھ سے بہت مختلف تھا۔

''ٹوبی! ہم نے اس اسکیچ کی کاپیاں شہر بھر کے تمام تھانوں میں بھجوادی ہیں لیکن ایک گڑبڑ ہے۔'' برگ نے ولیم سے کہا۔

''کیسی گڑبڑ؟''

''اطالوی ایمبیسی سے یانک جیوانی کے بارے میں معلومات لی گئی ہیں۔ ان کے مطابق اس نام کے کسی اطالوی نے پچھلے ایک سال میں سفر نہیں کیا۔''

''یہ بھی تو ہوسکتا ہے نا کہ یانک جیوانی کے پاس کسی دوسرے ملک کا پاسپورٹ ہو۔ سب جانتے ہیں کہ میں پاکستانی ہوں لیکن میرے پاس آسٹریلین پاسپورٹ ہے۔ اب اگر میں کسی دوسرے ملک جاؤں اور کسی کو میرے بارے میں معلومات درکار ہوں تو یقیناً وہ مجھے پاکستانی سمجھ کر پاکستانی ایمبیسی چلا جائے گا۔'' میں نے برگ کی طرف دیکھ کر کہا۔

''ہیرس کی بات درست ہے۔ فی الحال ہمیں مارش کے گھر چلنا چاہیے۔'' ولیم کھڑا ہو گیا تو برگ بھی سر ہلاتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔

ہم چیٹس وڈ کے لیے روانہ ہوئے۔ ہمیشہ کی طرح میں، ولیم کی ٹیوٹا کیمری میں اور اسٹیو اپنی پولیس کی کار میں سوار تھا۔ اس کے ساتھ دو کانسٹیبل بھی تھے۔

اسٹیو نے تالہ کھولا۔ مارش کے گھر کی چابی اس کی پینٹ کی جیب سے مل گئی تھی۔ اسٹیو چابی اپنے ساتھ لایا تھا۔

گھر میں داخل ہو کر سب اِدھر اُدھر دیکھنے لگے۔ میں سیدھا بیڈ روم میں گیا۔ پہلے میں دراز اور دوسری چیزیں دیکھتا رہا۔ ولیم بھی میرے ساتھ ہی تھا۔ پھر میں نے الماری کھولی اور سرسری نگاہ ڈالنے کے بعد وہی دراز کھولا جس میں کل رات میں نے سامان رکھا تھا۔

''ولیم! یہ... یہ دیکھو!'' میں نے کوکین کا پیکٹ اسے دکھایا۔

''اوہ خدایا! یہ کہاں سے ملا؟''

''اس دراز میں تھا۔'' میں نے پیکٹ ولیم کی طرف بڑھایا تو اس نے جیب سے رومال نکال کر پیکٹ پکڑ لیا اور بولا:

''اوہ ہیرس! تم نے بغیر رومال کے پیکٹ پکڑ لیا۔ مجھے تمہیں بتانا یاد نہیں رہا کہ کسی بھی مشکوک اور اتنی اہم چیز کو ہاتھ نہیں لگاتے۔''

''اوہ سوری! مجھے خیال نہیں رہا۔'' پھر میں اسے دراز میں رکھے ہوئے کاغذات الٹ پلٹ کرنے لگا اور خط نکال لیا۔ میں نے خط لفافے سے بھی نکال لیا اور دوبارہ ولیم کو آواز دی۔

''ولیم! یہ خط پڑھو!''

ولیم نے خط لیا اور پڑھنے لگا۔ اس دوران برگ بھی وہاں آ چکا تھا۔ ولیم اونچی آواز میں پڑھنے لگا۔ خط کے الفاظ کچھ یوں تھے:

''پیارے دوست!

آج صبح مجھے یانک جیوانی ملا۔ میں یہ سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ میرے پیچھے اٹلی سے یہاں تک آ جائے گا۔ نہ جانے انہیں کیسے پتا چل گیا کہ میں پولیس کو سب سچ بتانے والا ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر میں پولیس کے پاس گیا تو وہ میری زندگی کا آخری دن ہوگا۔ اب کچھ سمجھ نہیں آ رہا کہ کیا کروں۔ وہ مجھے دو سو پچاس گرام کوکین کا پیکٹ بھی دے گیا ہے، کہتا

ہے کہ وقت پر ڈیلیوری ہونی چاہیے۔ میں اب پچاس سال کا ہو چکا ہوں۔ میں ان غیر قانونی کاموں سے چھٹکارا چاہتا ہوں۔ تم ہی بتاؤ کیا کیا جائے؟ تمہاری رائے کا منتظر ہوں۔ آج ہفتہ ہے، پوسٹ آفس بند ہوگا، میں پیر کی صبح تمہیں یہ خط پوسٹ کر دوں گا اور تمہاری رائے کا انتظار کروں گا۔ کاش! تمہارے علاقے میں فون ہوتا تو مجھے ایسے خط نہ لکھنا پڑتا۔

تمہارا دوست، کین مارش

19 دسمبر 1987"

"یعنی! ہماری تفتیش درست سمت میں ہے، مارش اور یانک جیوانی ایک ساتھ ڈرگز کا کام کر رہے تھے۔"

"ہاں! بظاہر تو ایسا ہی لگتا ہے۔" برگ بولا۔

"ہیرس! اس دراز کے تمام کاغذات بیڈ پر رکھ دو! شاید کچھ اور مل جائے۔" ولیم نے کہا تو میں نے دراز میں رکھے کاغذات بیڈ پر پھیلا دیے۔

"ارے یہ کیا! یہ تو یانک جیوانی کا وزٹنگ کارڈ ہے۔ شاید اسی کارڈ کے بارے میں ٹیکسی ڈرائیور بات کر رہا تھا۔" ولیم نے رومال کی مدد سے کاغذ اٹھا لیا اور برگ کی طرف دیکھتے ہوئے بولا:

"اس پر یانک جیوانی کے فنگر پرنٹس بھی ہوں گے۔ ہو سکتا ہے انہی کی مدد سے پتا چل جائے کہ یہ کون ہے۔"

اس کے بعد ہمیں کچھ ایسا نہیں ملا جو مشتبہ ہوتا۔

ہم تینوں دفتر واپس آ گئے اور کیس پر غور کرنے لگے۔ درحقیقت غور تو ولیم اور برگ ہی کر رہے تھے میں تو صرف یہ سوچ رہا تھا کہ انہیں مزید گمراہ کرنے کے لیے کیا حربہ آزمایا جا سکتا ہے۔

''اسٹیو! کارلوس نے کہا تھا کہ اسے رات سوا بارہ بجے کے قریب فون آیا تھا۔ کیا تم یہ پتا لگوا سکتے ہو کہ فون کہاں سے کیا گیا؟'' ولیم نے برگ کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''ہاں! کوشش تو کی جا سکتی ہے۔ میں ٹیلی فون ایکس چینج فون کرتا ہوں۔''

اس نے ریسیور اٹھا کر ایک نمبر ملایا اور سلسلہ ملتے ہی بات کرنے لگا۔ دو منٹ بعد اس نے فون رکھ دیا اور بولا:

''کچھ دیر انتظار کرو، پتا چل جائے گا۔''

''اسٹیو! میں سوچ رہا ہوں کہ سارے کیس کا خلاصہ بیان کرتے ہیں۔ شاید کوئی پوشیدہ بات سامنے آ جائے۔ ہیرس! کیا تم خلاصہ بیان کرو گے؟'' ولیم نے میری طرف دیکھ کر پوچھا۔

میں نے دل میں سوچا کہ اس کیس کو مجھ سے بہتر اور کوئی بیان کرنے پر قادر ہی نہیں ہے۔ اس کہانی کا مصنف میں ہی تو ہوں بلکہ مرکزی کردار بھی میں ہی اور ہدایت کار بھی میں ہی۔

''ہاں ضرور! تو کہانی شروع ہوتی ہے تقریباً اڑھائی ماہ پہلے سے۔'' میں نے ان دونوں کی طرف دیکھا اور پھر دوبارہ بولنے لگا:

''میں کین مارش کی دو لاکھ ڈالر کی پالیسی کرتا ہوں اور دو ماہ بعد کین مارش قتل ہو جاتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اسے کس نے اور کیوں قتل کیا۔ ہمارا شک تین افراد پر ہے۔ ایک مارش کا ملازم کارلوس جو اس کا کیفے خریدنا چاہتا ہے، دوسری کلارا واٹسن جو مارش کی محبوبہ ہے اور انشورنس پالیسی کی وارث بھی۔ قتل کی رات کارلوس کیفے میں تھا اور کلارا اپنی سہیلیوں کے ساتھ ہاسٹل کے ٹیرس پر۔ قتل کرنے والا کوئی چھ فٹ کا آدمی ہے جس کی شکل کسی نے بھی نہیں دیکھی۔ اسی رات ایک ٹیکسی ڈرائیور عدنان رشید نے جیٹس وڈ سے ایک سواری بٹھائی جس نے اپنا تعارف یانک جیوانی کے نام سے کروایا۔ اب یانک جیوانی ہی مارش کو قتل کر کے فرار ہوا

تھا یا وہ کوئی اور شخص تھا، ہم نہیں جانتے۔ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ مارش کی کار قاتل نے کہاں چھپائی ہے۔ آج مارش کے گھر کی تلاشی لی گئی تو ہمیں کوکین کا پیکٹ ملا، یانک جیوانی کا وزٹنگ کارڈ اور ایک خط جس میں مارش اقرار کر رہا ہے کہ وہ یانک جیوانی اور اطالوی مافیا کے ساتھ کام کر رہا ہے۔ مارش نے وہ خط کسے لکھا تھا، ہمیں پتا نہیں چل سکا کیونکہ اس پر کسی کا نام نہیں تھا۔

ایک اور بات، ہم یہ مان کر چل رہے ہیں کہ مارش کا قاتل یانک جیوانی ہے، جس کا تعلق اٹلی سے ہے لیکن اطالوی ایمبیسی کے مطابق وہ اس نام کے کسی مسافر کو نہیں جانتے۔ پچھلے ایک سال میں کوئی اس نام کا شخص آسٹریلیا نہیں آیا۔

ایک دوسری رائے یہ بھی سامنے آئی تھی کہ کلارا واٹسن نے کارلوس کے ساتھ مل کر انشورنس کی رقم پانے کے لیے کین مارش کو قتل کروا دیا ہو لیکن اس کا بھی کوئی ثبوت سامنے نہیں آیا۔ ہمیں ابھی یانک جیوانی کی تلاش ہے اور اس شخص کی بھی جس نے چینی شونگ زی کو سگریٹ دیا تھا۔ یہ ایک ہی شخص ہے یا دو الگ الگ، ہم نہیں جانتے۔ اس کے علاوہ ابھی ہمیں مارش کی بیوک کی بھی تلاش ہے جو پانچ دن گزرنے کے بعد بھی نہیں مل سکی۔''

میں نے سارے کیس کا خلاصہ بیان کر دیا۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی، اسٹیو برگ نے فون اٹھایا۔ کچھ دیر وہ بات کرتا رہا اور پھر ریسیور رکھ کو بولا:

''کارلوس کا بیان سچ ہے۔ رات بارہ بج کر چودہ منٹ پر اسے ایک کال موصول ہوئی تھی جو صرف تیس سیکنڈ جاری رہی۔ کال چیٹس وڈ کے کسی بوتھ سے کی گئی تھی۔''

''یعنی کارلوس اور کلارا... ان دونوں نے قتل نہیں کیا۔ دونوں کے پاس مضبوط ایلی بائی بھی ہے، بلکہ کلارا تو چار پانچ لڑکیوں کے ساتھ ہی تھی۔'' ولیم نے منہ بنا کر کہا۔

''ولیم! ہمیں مافیا والے زاویے پر توجہ دینے کی ضرورت ہے۔ اس یانک جیوانی کو تلاش

کرنا ہی ہوگا۔'' میں نے کہا۔

''ہیرس! مجھے نہیں لگتا کہ یانک جیوانی اتنا بیوقوف ہوگا کہ قتل کرنے کے بعد ٹیکسی والے کو اپنا تعارف کرواتا پھرے گا اور وزٹنگ کارڈ بھی دے گا۔'' ولیم کھوئے کھوئے انداز میں بولا۔

''ہاں! یہ بات درست ہے، مجھے بھی ہضم نہیں ہو رہی۔'' برگ نے ولیم کی تائید میں سر ہلایا۔

''یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ قاتل نے اس کا نام استعمال کیا ہو۔'' ولیم کی بات سن کر میرا دل کانپ اٹھا۔

''کیا کہنا چاہتے ہو؟'' برگ نے پوچھا۔

''ہوسکتا ہے قاتل جانتا ہو کہ کین مارش اور یانک جیوانی کے درمیان معاملات ٹھیک نہیں ہیں۔ اس نے کسی طرح یانک جیوانی کا وزٹنگ کارڈ حاصل کیا اور اسے پھنسا دیا تاکہ ہم گمراہ ہو جائیں۔'' اس کمبخت ٹوبی ولیم کو گمراہ کرنا مشکل ہی نہیں ناممکن لگ رہا تھا۔ میں جتنا بھی کیس کو گھما دیتا، وہ درست سرا پکڑ ہی لیتا۔ اب مجھے کچھ اور سوچنا تھا۔ میں سوچ میں ڈوب گیا۔

''تو تم یہ کہنا چاہتے ہو، اب تک ہمیں جو ملا وہ سب گمراہ کرنے کے لیے تھا اور حقیقت کچھ اور ہے؟'' برگ نے ولیم کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''مجھے تو ایسا ہی لگتا ہے۔'' ولیم نے کندھے اچکا کر کہا۔

''تو پھر وہ کون ہے جو سات پردوں کے پیچھے چھپا بیٹھا ہمیں اپنے اشاروں پر نچا رہا ہے؟''

''اسے ہی تو تلاش کرنا ہے میرے دوست! اکثر آدمی ہماری نظر کے سامنے ہوتا ہے لیکن ہماری کمزور نگاہیں اسے پہچان ہی نہیں پاتیں۔''

''یہ بھی تو ہوسکتا ہے کہ وہ ہم سے دور ہو اور کہیں دور بیٹھا ہم پر ہنس رہا ہو۔''

''قاتل جو بھی ہے اور جہاں بھی ہے، ایک نہ ایک دن پکڑا تو جائے گا۔ ہیرس! تم کیا

کہتے ہو؟'' ولیم اچانک میری طرف متوجہ ہوا۔

''میں کیا کہہ سکتا ہوں؟ میں بھی ان باتوں پر غور ہی کر رہا ہوں۔ اگر کچھ سمجھ میں آیا تو تمہیں بتادوں گا۔''

اچھا میں اب چلتا ہوں، کیپٹن فرینک نے ایک عجیب سا کیس دیا ہوا ہے۔''

''کیوں ایسا کیا عجیب ہے؟''

''کسی نیو کاسل کی عورت کو نیو کاسل میں ہی قتل کیا گیا لیکن اس کی تفتیش سنڈنی میں ہو رہی ہے۔'' برگ نے بتایا تو میرے کان کھڑے ہو گئے۔

''میں سمجھا نہیں۔'' ولیم نے حیرت کا اظہار کیا۔

''کلارا بروک نامی ایک پینتالیس سالہ عورت پیر کی شام گھر سے کہیں چلی گئی اور اگلے دن نہر سے اس کی لاش ملی۔ اسے اعشاریہ بائیس کے پستول سے گولی مار کر قتل کیا گیا تھا۔ نیو کاسل پولیس کیس کی تفتیش کرتے ہوئے اس نتیجے پر پہنچی ہے کہ پیر کی صبح وہ سنڈنی آئی اور کچھ وقت گزارنے کے بعد واپس نیو کاسل چلی گئی۔ اسی شام وہ قتل بھی ہو گئی لیکن اس کی لاش اگلے دن ملی۔''

اسٹیو برگ بولتا جا رہا تھا اور میں مزید دلدل میں دھنستا جا رہا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ میں جو بھی قدم اٹھاتا ہوں، پکڑا کیوں جاتا ہے۔ شاید میں کوئی عادی مجرم نہیں تھا۔ مجھے اچھی منصوبہ سازی کرنی ہی نہیں آتی تھی۔ یہ سچ ہی ہے کہ ایک جرم کو چھپانے کے لیے مزید سینکڑوں جرم کرنے پڑتے ہیں اور یہ سلسلہ یا تو جیل کی قید میں جا کر ختم ہوتا ہے یا پھر موت کی آخری ہچکی لینے پر۔ اب میرے مقدر میں جیل کی سلاخیں تھیں یا موت کی ہچکی... میں نہیں جانتا تھا لیکن میں اتنا جانتا تھا کہ میرے ساتھ اچھا نہیں ہوگا۔ کبھی دو بے گناہوں کو قتل کرنے والا

بھی خوش رہ سکتا ہے کیا؟ میں نے ہمت باندھی اور برگ سے پوچھا۔

''نیو کاسل پولیس کو کیسے پتا چلا کہ کلارا بروک یہاں آئی تھی؟''

''اس نے گیس اسٹیشن سے پیٹرول ڈلوایا تھا اور ادائیگی کریڈٹ کارڈ سے کی گئی تھی۔ اسی کو ٹریس کرنے کے بعد پولیس اس نتیجے پر پہنچی کہ وہ سڈنی گئی تھی لیکن اس کا شوہر یہ بات نہیں جانتا۔''

''ہوسکتا ہے وہ کسی ضروری کام سے آئی ہو یا کسی دوست کو ملنے۔''

''یہی تو ہمیں دیکھنا ہے کہ وہ یہاں کیوں آئی اور کس سے ملی۔'' برگ بولا۔

''یہ کیسے پتا چلے گا؟''

''اس کے پاس سیاہ رنگ کی اوڈی کار تھی اور ہم جانتے ہیں سڈنی میں بہت کم اوڈی ہوں گی اور وہ بھی سیاہ رنگ کی۔''

''یہاں ہمیں چار دن سے مارش کی میرون بیوک مل نہیں رہی اور اب تمہیں سیاہ اوڈی کی تلاش ہے۔'' ولیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''مجھے لگتا ہے اب جو بھی ہوگا، چھٹیوں کے بعد ہی ہوگا۔ تین دن مکمل آرام۔'' برگ نے ایک لمبا سانس لے کر کہا۔

''ہاں! مجھے بھی آج بریسبین کے لیے نکلنا ہے۔ شام سات بجے فلائٹ ہے۔ بچے اپنی نانی کے گھر جانے کے لیے بے تاب ہیں۔'' ولیم نے بتایا۔ مجھے کچھ اطمینان ہوا۔ اب میری پاس تین دن تھے، شاید ان تین دنوں میں، میں کچھ بہتر سوچ لیتا اور اس جھنجھٹ سے بچ نکلتا۔

''ہیرس! تم کرسمس پر کیا کرتے ہو؟''

''میں تو مسلمان ہوں، اس لیے چرچ وغیرہ نہیں جاتا، بس اپنے گھر پر آرام کروں گا اور فلمیں یا میچ دیکھوں گا۔'' میں نے خود کو پرسکون رکھتے ہوئے جواب دیا اور لفظ ''مسلمان'' پر

غور کرنے لگا۔ کیا میں واقعی مسلمان ہوں؟ فراڈ اور قتل جیسے جرم کا ارتکاب کرنے کے بعد کیا میں مسلمان کہلانے کا حق دار ہوں؟

میں یہی سوچ رہا تھا کہ ولیم نے اگلا سوال پوچھا: ''بیوی، گرل فرینڈ، فیملی وغیرہ...؟''

''نہیں، کوئی نہیں ہے۔'' میں نے اداس لہجے میں کہا اور اپنی سوچ کے دائرے سے باہر نکل آیا۔

''تو پھر ہماری تفتیش کہاں تک پہنچی؟'' ولیم نے سوال پوچھا۔

''اب تک یہی سمجھ آیا ہے کہ یانک جیوانی کو تلاش کیے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے۔'' میں نے فوراً جواب دیا۔

''ابھی اٹلی میں رات ہوگی ورنہ وزٹنگ کارڈ پر دیے گئے فون نمبر پر کال کی جا سکتی تھی۔'' برگ نے گھڑی دیکھتے ہوئے کہا۔

''اسٹیو! تم شام سات بجے کے بعد اس نمبر پر فون کرنا، تب تک اٹلی میں دفاتر کھل چکے ہوں گے۔'' ولیم نے کارڈ کی ایک کاپی برگ کو پکڑاتے ہوئے کہا تو اس نے سر ہلا کر کاغذ جیب میں رکھ لیا۔ میں سوچنے لگا کہ کیا پتا یانک جیوانی اس وقت اٹلی میں ہی ہو بلکہ کافی عرصے سے ہو۔

اس وقت دوپہر کے دو بج رہے تھے۔ اسٹیو چلا گیا اور ولیم بھی مجھے گڈ بائے اور میری کرسمس بول کر چلا گیا۔ اب میں دفتر میں اکیلا تھا۔ کئی عیسائی افراد لنچ کے بعد ہی گھر چلے گئے تھے اور اب ان سب نے تین دن بعد ڈیوٹی پر واپس آنا تھا۔

میں نے ایڈی کو فون ملایا۔

''تمہاری طرف کیا خبر ہے؟''

''ڈاکٹر رچرڈ اور جین دونوں جا چکے ہیں، میں بھی بس ایک گھنٹے تک نکل رہا ہوں۔''

''چار بجے میرے گھر آ جاؤ! ضروری بات کرنی ہے۔''

''خیریت ہے نا؟''

''میرا اور خیریت کا دور دور تک کوئی واسطہ نہیں۔ ہم مزید پھنس گئے ہیں۔ تفصیل گھر آ کر بتاؤں گا۔''

اس سے پہلے کہ ایڈی کوئی بات کرتا، میں نے فون رکھ دیا۔ پھر میں نے کلارا کا نمبر ملایا۔

''چھٹی کب تک ہو گی؟''

''ہمیشہ کی طرح چار بجے۔''

''گھر آ جاؤ، ایڈی بھی آ رہا ہے۔''

''کوئی بری خبر؟'' کلارا کے دل کی دھڑکن تیز ہونے لگی۔

''ان حالات میں اچھی خبر کی توقع رکھی بھی نہیں جا سکتی۔'' میں نے فون رکھ دیا اور لانگ بیچ کا پیکٹ نکال کر سگریٹ سلگا لیا۔ لمبے لمبے کش لیتے ہوئے میں سوچ میں ڈوب گیا کہ اب کیا کیا جائے۔ اسی وقت فون کی گھنٹی بجی۔

''ہیلو ہیرس جیکوبی اسپیکنگ!'' میں نے تعارف کروایا۔

''ہیلو ہیرس! کیسے ہو؟'' دوسری طرف شیلا تھی۔

''اوہ شیلا! میری کرسمس!''

''شکریہ! مجھے کرسمس گفٹ نہیں دو گے؟''

''گفٹ...'' میں بڑبڑایا۔

''ہاں گفٹ، کیش بھی چلے گا۔'' وہ مسکرائی۔

''کتنا کیش؟'' میں جانتا تھا کہ وہ مذاق کر رہی ہے۔

''زیادہ نہیں، صرف دس ہزار ڈالر کافی ہوں گے۔'' شیلا نے عجیب سے لہجے میں کہا۔

''میں سمجھا نہیں۔''

''پتا نہیں فون پر سمجھو گے یا روبرو۔''

''تم صاف صاف بتاؤ کیا کہنا چاہتی ہو؟'' میں ڈرنے لگا تھا۔

''بیس منٹ بعد ہائیڈ پارک کے گیٹ پر ملو، سب سمجھاتی ہوں۔'' شیلا نے کہا اور فون رکھ دیا۔ اب یہ کیا نیا شروع ہونے والا تھا؟ میں نے سر پکڑ لیا۔ کیا شیلا کو پتا تو نہیں چل گیا کہ کین مارش کو میں نے قتل کیا ہے؟ میں چھوٹے چھوٹے قدم اٹھاتا ہوا دفتر سے باہر نکلا۔

بیس منٹ بعد میں ہائیڈ پارک پہنچ چکا تھا۔ وہاں کافی رش تھا۔ کرسمس کی وجہ سے پورا پارک سجا ہوا تھا۔ بچے رنگ برنگے کپڑے پہنے کھیل رہے تھے۔ ایک جگہ کوئی اسٹیج شو ہو رہا تھا۔ دو منٹ بعد شیلا میرے سامنے آ گئی اور بولی:

''ہیرو! کیسی چل رہی ہے تمہاری تفتیش؟''

''بورنگ، تم سناؤ!''

''میری تو وہی زندگی۔ تم ہی آج کل رنگین زندگی گزار رہے ہو۔''

''کیا کہنا چاہتی ہو؟'' مجھے شیلا کا انداز مشکوک لگ رہا تھا۔

''تمہاری کار میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں۔'' وہ میری کیڈلک کی طرف بڑھی۔

ہم کار میں بیٹھ گئے۔ اب میں انتظار کر رہا تھا کہ جو بم وہ پھوڑنا چاہتی تھی، پھوڑ ڈالے تاکہ میں اس جہنم سے آزاد ہو جاؤں۔

''ہیرس! پیر کے دن دفتر میں ایک خاتون تم سے ملنے آئی تھی، اسی رات اسے قتل کر دیا

گیا۔اب میں سوچ رہی ہوں کہ کلارا بروک کا تم سے کیا تعلق ہے۔"

میرا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا اور میرا دل کسی راکٹ کی رفتار سے دھڑکنے لگا۔

"کک...کیا کہنا چاہتی ہو؟"

"ہیرس! صاف صاف بات ہے۔پیر کو جو عورت تم سے ملنے آئی تھی، اس نے اپنا نام کلارا بروک بتایا تھا۔ میں نے ملاقاتی رجسٹرڈ پر یہی نام لکھا ہوا ہے۔ پھر وہ واپس چلی گئی اور اسی رات قتل ہوگئی۔ نیو کاسل پولیس کو شک ہے کہ اس کا قاتل سڈنی میں ہے۔اب سوچ رہی ہوں کہ میں نیو کاسل پولیس کو یہ بات بتاؤں یا اسٹیو برگ کو۔"

"شیلا! مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہا کہ تم کیا کہہ رہی ہو۔کلارا بروک اگر مجھ سے ملنے آئے تو میں اس کا قاتل کیسے ہوسکتا ہوں؟"

"ہیرس! تم مجھے اتنا بیوقوف کیوں سمجھتے ہو؟ کیا تم یہ نہیں جانتے کہ جب بھی کوئی پالیسی منظور ہوتی ہے تو پالیسی ہولڈر، اس کے وارث کا نام، پالیسی کی رقم اور پریمیم وغیرہ رجسٹرڈ میں، میں ہی اندراج کرتی ہوں۔انسپکشن ٹیم فائل میرے حوالے کردیتی ہے۔میرے ریکارڈ کے مطابق کین مارش کی وارث کی عمر اس وقت پینتالیس سال ہونی چاہیے لیکن کلارا واٹسن تو صرف انتیس سال کی ہے۔اب اگر وارث کا نام تبدیل کیا گیا ہے تو مجھے اطلاع کیوں نہیں دی گئی؟"

شیلا اپنی دھن میں بولتی چلی جارہی تھی اور میں گردن تک دلدل میں دھنس چکا تھا۔تھار کے ہتھوڑے کا شاید یہ آخری وار تھا۔اب میں اس دلدل سے باہر نہیں نکل سکتا تھا۔میں سمجھ گیا کہ میں جو خود کو ذہین اور ہوشیار سمجھتا رہا تھا، ایسا نہیں ہے۔یہ دنیا مجھ سے زیادہ چالاک ہے۔

"کیا چاہتی ہو؟" میں نے ہمت جتاتے ہوئے پوچھا۔

"کرسمس گفٹ۔بتایا تو ہے۔"

''لیکن میرے پاس اتنا پیسہ نہیں ہے۔ کلیم مل گیا تو دس ہزار ڈالر دے دوں گا۔''

''اور اگر نہ ملا تو؟''

''تو... پتا نہیں۔'' میں نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے گالوں پر رکھ دیے۔

''کلارا بروک کو تم نے قتل کیا ہے؟'' شیلا نے پوچھا۔

''تمہیں اس سے مطلب؟''

''دیکھو! اگر پولیس کو یہ خبر مل جائے کہ مرنے سے پہلے وہ تم سے ملنے ہی سڈنی آئی تھی تو پولیس خود ہی اقبالِ جرم کروالے گی۔''

میرے پاس شیلا کے سوالوں کا کوئی جواب نہیں تھا۔

''لیکن تمہیں کلارا بروک کے بارے میں کیسے پتا چلا؟''

''حسنِ اتفاق سمجھ لو! میں آج صبح اپنی کار میں پیٹرول ڈلوانے گئی تو دو پولیس والے گیس اسٹیشن کے مالک سے بات کر رہے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ کلارا بروک نامی عورت نے پیر کے دن پیٹرول ڈلوایا اور رات کو وہ قتل ہوگئی۔ بس وہ یہی پوچھ رہے تھے کہ کسی نے کوئی مشتبہ چیز دیکھی۔''

''اوہ! تو تم نے دو جمع دو چار بنائے اور مجھے فون کر دیا۔''

''ہاں! وہ صرف تم سے ملنے ہی تو آئی تھی۔ مجھے اس کا نام سن کر کچھ شک ہوا تھا۔ پھر میں نے اپنا ریکارڈ دیکھا تو پتا چل گیا کہ کین مارش کی پالیسی کی وارث کا نام کلارا جیک واٹسن تھا۔ پھر میں سمجھ گئی کہ تم نے ہی ہیر پھیر کیا ہے۔ یقیناً کلارا جیکی واٹسن تمہاری محبوبہ ہوگی۔ تم نے بہت صفائی سے کلارا جیک واٹسن کو کلارا جیکی واٹسن بنا دیا۔ اگر مجھے اعتماد میں لیا ہوتا تو شاید میں تمہاری مدد کر سکتی۔''

''اب کر سکتی ہو؟'' میں نے اس کی طرف دوستانہ نظر سے دیکھ کر پوچھا۔
''اب کیا ہو سکتا ہے، اب تو چڑیاں جگ گئیں کھیت...''
''پھر بھی... کچھ تو۔''
''میں اپنے ریکارڈ میں جیک کو جیکی کر دیتی ہوں۔ تاریخ پیدائش بھی تبدیل کر دیتی ہوں۔ خوش!'' اس نے مسکرا کر میری طرف دیکھ کر پوچھا۔
''ہاں! اور بدلے میں دس ہزار ڈالر؟'' میں نے پوچھا۔
''بالکل نہیں، وہ دس ہزار ڈالر تو خاموش رہنے کی قیمت ہے۔ اس کام کے دس ہزار ڈالر مزید۔''
''اگر کلیم مل گیا تو بیس ہزار ڈالر تمہارے، ڈیل۔''
''اور اگر نہ ملا تو؟''
''پھر مجھے اپنا ہوش نہیں رہے گا، تمہیں کیا دے سکوں گا۔ شیلا میں بری طرح پھنس چکا ہوں۔ ہم چار سال سے دوست ہیں۔ تم میرا ساتھ دو گی نا؟'' میں نے اس کے دونوں ہاتھ پکڑ لیے۔
''ٹھیک ہے بے فکر رہو، لیکن مجھے پانچ ہزار ڈالر آج ہی چاہئیں، میں اس کرسمس پر خوب مزہ کرنا چاہتی ہوں۔''
''ابھی اتنا میرے لیے ممکن نہیں ہے لیکن میں کوشش کرتا ہوں۔''
''ٹھیک ہے، میں تمہارا ساتھ دوں گی لیکن ایک بات سن لو! اگر تم نے مجھے دھوکا دینا چاہا یا مجھے جان سے مارنا چاہا تو یاد رکھنا، تم بھی نہیں بچ سکو گے۔''
''میں پہلے ہی دو قتل کر چکا ہوں۔ اب اور کتنوں کو ماروں گا۔'' میں نے چلا کر کہا اور پھر خود پر افسوس ہونے لگا، میں نے شیلا کے سامنے اقبال جرم کر لیا تھا۔

''امید ہے یہ گنتی اب ختم ہو جائے گی۔'' شیلا نے کار کا دروازہ کھولا اور چلی گئی۔ میں کچھ دیر اسے پیدل چلتا دیکھتا رہا۔ وہ ہمارے دفتر کی بلڈنگ میں داخل ہو گئی۔ مجھے امید تھی کہ وہ اپنے ریکارڈ میں بھی وارث کا نام تبدیل کر دے گی۔

''پتا نہیں میں کیسے بھول گیا کہ ہمارے دفتر سے کی گئی ہر پالیسی کا ایک ریکارڈ شیلا کے پاس بھی ہوتا ہے۔'' میں خود کو کوسنے لگا۔

اچانک مجھے یاد آیا کہ میں نے ابھی تک عدنان کے لیے بینک سے پیسے نہیں نکلوائے تھے۔ میں نے انجن اسٹارٹ کیا اور اپنے بینک چلا گیا۔ پتا چلا کہ سیلری اکاؤنٹ میں منتقل ہو چکی ہے۔ اس وقت میرے اکاؤنٹ میں آٹھ ہزار آٹھ سو ڈالر موجود تھے۔ میں نے سات ہزار ڈالر کیش نکلوایا۔ اب میرے اکاؤنٹ میں صرف ایک ہزار آٹھ سو ڈالر موجود تھے اور میری جیب میں دو ہزار دو سو ڈالر تھے۔ یعنی عدنان کو پیسے دینے کے بعد میرے پاس صرف چار ہزار ڈالر بچنے تھے۔ ابھی مجھے گھر کا کرایہ بھی دینا تھا اور گروسری کا سامان بھی لانا تھا۔ بجلی کا بل بھی آ چکا تھا۔ ان سب پر کم از کم دو ہزار ڈالر خرچہ آنا تھا۔

میں جارج بار پہنچا۔ مجھے دیکھتے ہی جارج چہکا:

''ہیرس! بہت دنوں بعد چکر لگایا۔''

''ہاں کچھ کام تھا۔ یہ پانچ ہزار ڈالر ہیں۔'' میں نے اس کے ہاتھ میں رقم رکھتے ہوئے کہا۔

''درست وقت پر آئے ہو، پیسہ لگاؤ گے؟''

''نہیں یہ سٹہ کھیلنے کے لیے نہیں ہے۔ آج رات عدنان رشید نامی ایک آدمی آئے گا، اسے یہ لفافہ دے دینا۔''

''کیوں؟''

''بس ہے کوئی وجہ۔ اگر وہ میرے بارے میں پوچھے تو تم نے کچھ بھی نہیں بتانا۔''

''ڈرگز وغیرہ کا کام شروع کر دیا ہے کیا؟'' جارج نے میرے کان میں سرگوشی کی۔

اب اسے میں کیا بتاتا! میں تو اس سے بھی بڑھ کر کام کرنے لگا تھا۔ میں نے اس کی طرف دیکھا اور مسکراتے ہوئے کہا:

''ارے نہیں، ایسا کچھ نہیں ہے۔''

''سٹہ لگاؤ گے؟ سری لنکا اور انڈیا کا ون ڈے ہو رہا ہے۔''

''یہ بھی کوئی میچ ہے، یقیناً انڈیا جیت جائے گا۔''

''ہر کوئی یہی سوچتا ہے۔ اسی لیے سری لنکا کی جیت پر چار گنا ملے گا۔''

''سری لنکا جیتے گا تو ملے گا نا!'' میں نے مسکرا کر کہا۔

''کیا پتا جیت ہی جائے۔ ویسے سری لنکا صرف 195 رنز ہی بنا پائی ہے۔''

''بھارتی بلے بازوں کے سامنے اتنا کم اسکور، پھر تو کبھی نہیں جیت پائے گا۔''

''اسی لیے تو سری لنکا کی جیت پر چار گنا کا ریٹ ہے۔ قسمت آزمانا چاہو تو آزما لو!'' جارج نے کندھے اچکائے اور میں سوچ میں ڈوب گیا۔ شیلا بھی پانچ ہزار ڈالر مانگ رہی تھی۔ اسے کہاں سے لا کر دوں۔ پھر میں نے سوچا کہ چار گنا منافع مل رہا ہے۔ اگر واقعی سری لنکا جیت گیا تو ایک ہزار ڈالر کا چار ہزار منافع ملے گا۔ میں نے سوچا کہ رسک لینا چاہیے اور دو ہزار ڈالر جارج کے ہاتھ میں پکڑا دیے۔

''انڈیا کی جیت پر؟'' اس نے بھنویں اچکاتے ہوئے پوچھا۔

''نہیں! سری لنکا کی جیت پر۔'' میں نے پر اعتماد انداز میں جواب دیا۔

''سوچ لو!''

''سوچ لیا، جو حالات چل رہے ہیں اس میں اور برا کیا ہوگا۔'' میں نے جواب دیا اور بار سے باہر نکل آیا۔

☆.....☆.....☆

سوا چار بجے میں، کلارا اور ایڈی میرے گھر میں موجود تھے۔ میں نے انہیں کلارا بروک اور شیلا والی سب باتیں بتا دیں۔ کچھ دیر تک تو وہ دونوں خاموش رہے، پھر ایڈی نے سر اٹھایا اور بولا: ''میرے پاس ایک بہتر تجویز ہے پہلے کچھ تکلیف ہوگی پھر سکون ہی سکون۔''

''کیا واقعی!'' میں حیران ہوا۔

''کیا کرنا ہوگا؟'' کلارا نے بے چین ہو کر پوچھا۔

''خودکشی... اس کھڑکی سے چھلانگ لگا دیتے ہیں۔ یقیناً مر جائیں گے۔'' ایڈی چبا چبا کر بولا۔

''کیا فضول بول رہے ہو!'' میں نے اسے ٹوکا۔

''جو حالات چل رہے ہیں، اس سے بہتر آپشن نہیں ہے۔''

''مایوسی چھوڑو اور یہ بتاؤ کہ اس جھمیلے سے کیسے نکلیں؟'' میں نے ایڈی کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''میں تو اگلے ہفتے فیملی کو لے کر پاکستان جا رہا ہوں۔ مجھے نہیں پتا کہ اب کیا کرنا ہے۔'' ایڈی نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔

''اور اگر اس سے پہلے ہی پولیس نے پکڑ لیا تو؟''

''تو کیا آج ہی بھاگ جاؤں؟''

''یہ باتیں چھوڑو اور بتاؤ کیا کرنا ہے؟''

''سرنڈر! اب مزید کتنے قتل کریں گے؟ کیا شیلا کو بھی مار دو گے؟''

''نہیں، وہ ہمارا ساتھ دے گی۔'' میں نے انہیں بتا دیا کہ شیلا کیسے ہماری مدد کرے گی۔

''ہیری! یہ کھیل اب ختم ہونا چاہیے۔ اب تم اپنے ساتھ شیلا کو بھی ملا رہے ہو۔ اب وہ بھی شریکِ جرم بن گئی۔'' ایڈی بولا۔

''شریکِ جرم تو نہیں، بس وہ خاموش رہے گی۔''

''جرم چھپانا بھی ایک جرم ہی ہے۔''

''ایڈی! چھوڑو یہ باتیں۔ ہمارے پاس تین دن ہیں۔ کوئی نہ کوئی راستہ نظر آ ہی جائے گا۔ میں چائے بنا کر لاتی ہوں۔'' کلارا چائے بنانے چلی گئی اور میں کرکٹ میچ دیکھنے لگا۔

ایڈی چائے پی کر چلا گیا۔ میں نے عدنان کے گھر فون کیا۔

''ہیلو عدنان! تمہارے پانچ ہزار ڈالر جارج کو دے دیے ہیں۔ وہ بار کا مالک ہے۔ تم اس سے اپنی رقم لے لینا۔'' اس سے پہلے وہ کوئی اور بات کہتا، میں نے فون بند کر دیا۔ کلارا میرے پاس آ کر بیٹھ گئی اور میرے سینے پر اپنا سر رکھ لیا۔

''ہیری! اب کیا ہوگا؟''

''تین چار دن میں سب سمجھ آ جائے گا۔''

''اگر ہم پکڑے گئے تو؟''

''تو کچھ نہیں، تم زنانہ جیل میں سزا کاٹنا، میں اور ایڈی مردانہ جیل میں۔''

''ہم کوئی بیک اپ پلان نہیں بنا سکتے کیا؟''

''پتا نہیں۔'' میں نے نفی میں سر ہلایا اور میچ دیکھنے لگا۔ سری لنکا بہتر پوزیشن میں تھا۔

''ہمارے پاس تین دن ہیں۔ کچھ نہ کچھ سوچنا ہوگا۔ ٹی وی بند کرو اور آؤ مل کر کچھ سوچیں۔'' کلارا نے ریموٹ پکڑا اور ٹی وی بند کر دیا۔ میں اس کی طرف دیکھنے لگا اور بولا:

''ولیم اور برگ ہار ماننے والوں میں سے نہیں ہیں۔ایک نہ ایک دن انہیں پتا چل ہی جائے گا کہ یانک جیوانی کا مارش سے کوئی تعلق نہیں ہے۔پھر وہ سمجھ جائیں گے کہ انہیں گمراہ کیا جا رہا تھا۔دوسری طرف اگر انہیں ذرا بھی شک ہو گیا کہ کلارا بروک اور کین مارش میں کوئی تعلق رہ چکا ہے تو پھر... سمجھو کہ ہم گئے۔''

''ہیری! ان کے پاس تمہارے خلاف کوئی ثبوت نہیں ہے۔''

''فی الحال نہیں ہے لیکن ثبوت تلاش کرنے پہ مل سکتے ہیں۔کیا پتا وہ مارش کی بیوک تلاش کرتے کرتے رابرٹ کے گیراج تک چلے جائیں اور وہ ان کو میرا حلیہ بتا دے۔نیو کاسل کے گیراج والا بھی میرا حلیہ بتا سکتا ہے۔رینٹ اے کار والے بھی مجھے جانتے ہیں۔ان کے پاس میرا اصل نام ہی درج ہے۔''

''پولیس رینٹ اے کار والوں تک بھی پہنچ سکتی ہے کیا؟'' کلارا کے ہاتھ پاؤں پھولنے لگے اور اسی وقت مجھے ایک خوفناک خیال آیا۔

''اف کلارا! یہ کیا ہو گیا؟''

''اب کیا ہوا؟'' وہ مزید پریشان ہو گئی۔

''عموماً جب بھی گیراج والے کار مرمت کرتے ہیں تو انجن میں اپنے گیراج کا ایک اسٹیکر لگا دیتے ہیں تاکہ اگر دوبارہ کوئی خرابی ہو تو کار کا مالک انہیں فون کر سکے۔''

''تو کیا اس نے بھی اسٹیکر لگایا تھا؟''

''پتا نہیں، میں نے دھیان نہیں دیا۔''

''کیوں ہیری کیوں؟ جب تم یہ بات جانتے ہو تو اس وقت دھیان کیوں نہیں دیا؟'' کلارا چلائی۔

''جب کوئی شریف انسان کسی بے گناہ عورت کو قتل کر کے فرار ہو رہا ہو تو اسے اپنا ہوش نہیں ہوتا، تم ایک اسٹیکر کی بات کر رہی ہو۔ یہاں بیٹھ کر ہدایات دینا اور اعتراض کرنا بہت آسان ہے، میدانِ عمل میں کود کر کسی کی جان لینا بہت مشکل۔'' میں بلند آواز میں بولا تو کلارا پرسکون ہو گئی۔

''کیا ایسا ممکن ہے کہ تم دوبارہ وہی کار رینٹ پر لے لو اور اگر اسٹیکر لگا ہو تو نکال دو؟''

''کوشش کی جا سکتی ہے۔''

''تو پھر آج اور ابھی یہ کوشش کر لو!''

''اگر کار کے مالک کو شک ہو گیا تو؟'' میں نے خدشہ ظاہر کیا۔

''کس بات کا شک؟ تم کہنا کہ تمہیں اس دن وہ کار بہت پسند آئی، تم دوبارہ اسی کار پر سفر کرنا چاہتے ہو۔ پانچ دس ڈالرز زیادہ دے دینا، کسی کو کیا اعتراض ہو سکتا ہے؟'' کلارا نے مشورہ دیا۔

''اور اگر کار دستیاب ہی نہ ہوئی تو؟'' میں نے بھنویں اچکا کر پوچھا۔

''پھر انتظار کر لیں گے۔ اس کے علاوہ اور کیا کر سکتے ہیں؟'' کلارا نے سرد آہ بھرتے ہوئے کہا۔

''میں ابھی پتا کرتا ہوں۔''

میں گھر سے نکل کر رینٹ اے کار کمپنی کے دفتر کی طرف بڑھا اور یہ دیکھ کر نہایت مایوسی ہوئی کہ ان کا دفتر بند تھا اور ایک نوٹس لگا ہوا تھا:

''دفتر اٹھائیس دسمبر بروز پیر کھلے گا۔''

''اب کیا ہوگا؟'' میں بڑبڑایا اور گھر واپس چلا گیا۔

''دفتر تو بند ہے۔''

''پھر پیر تک انتظار کرو!''

''اور کیا ہوسکتا ہے؟'' میں نے کندھے اچکا کر کہا اور ٹی وی لگا کر میچ دیکھنے لگا۔ یہ دیکھ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ سری لنکا جیسی کمزور ٹیم نے انڈیا جیسی مظبوط ٹیم کو صرف 78 رنز پر آؤٹ کر کے میچ جیت لیا تھا۔

''کلارا! میں نے اس میچ پر پیسہ لگایا تھا۔ دو ہزار کے بدلے آٹھ ہزار ملیں گے۔ یا ہو!'' میں نے خوشی کا ایک نعرہ لگایا۔ پہلے تو کلارا بھی مسکرادی پھر بولی:

''ہیری! تم سٹہ کھیلنے سے کب باز آؤ گے؟''

''شاید کبھی نہیں۔'' میں نے اسے بانہوں میں لیتے ہوئے کہا۔

پھر میں جارج بار چلا گیا اور اس سے اپنی رقم لی۔ اس نے بتایا کہ عدنان نامی آدمی اپنا پیکٹ لے جا چکا ہے۔ پھر میں نے وہیں سے شیلا کو فون کیا۔

''میں تمہیں پانچ ہزار ڈالر دینے کے لیے تیار ہوں، تم ابھی کہاں ہو؟''

''آدھے گھنٹے میں پیرامٹار یور کے پاس ملو۔'' شیلا نے بتایا۔ وہ پیرامٹا میں رہتی تھی۔ میں روانہ ہو گیا۔

آدھے گھنٹے کے بعد وہ میرے سامنے بیٹھی تھی۔

''میرا کام ہوا؟'' میں نے پوچھا۔

''ہاں! بے فکر رہو، میں جھوٹا وعدہ کرنے والوں میں سے نہیں ہوں۔'' شیلا نے نوٹ گن کر اپنے ہینڈ بیگ میں رکھے اور مسکراتے ہوئے بولی:

''ہیرس! پریشان نہ ہو، تم نہیں جانتے، میں کیا کیا کر سکتی ہوں۔ بس مجھے دھوکا نہ دینا۔''

''خود کو ہی اتنا دھوکا دے چکا ہوں، اب کسی اور کو کیا دوں گا۔'' میں نے ستاروں بھرے

آسمان کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور وہاں سے چل دیا۔

☆.....☆.....☆

رات کے نو بجے ہم کھانا کھا رہے تھے۔ کلارا نے ایگ فرائیڈ رائس بنائے تھے۔

''سنو کلارا! میرا خیال ہے میں نے اپنے خلاف تمام گواہوں کے منہ بند کر دیے ہیں۔''

''ہاں! عدنان کو بھی پیسہ مل گیا، اس نے اسکیچ غلط بنوا دیا۔ شیلا کو بھی پیسہ مل گیا اور یقیناً اس نے اپنے ریکارڈ میں بھی نام تبدیل کر ہی دیا ہوگا۔'' کلارا کے چہرے پر اطمینان تھا۔

''اب اگلے تین دن تک ہمیں کوئی پریشان نہیں کرے گا۔ پیر کو دیکھتے ہیں کہ ٹوبی ولیم کیا کرتا ہے۔''

''ہاں! پیر تک ہمیں یہ سب بھول کر صرف اپنے بارے میں سوچنا چاہیے۔''

کھانا کھا کر ہم کوئی فلم دیکھنے کے بارے میں سوچ رہے تھے کہ فون کی گھنٹی بجی۔

''اس وقت کون فون کرے گا؟'' میں بڑبڑایا اور فون اٹھایا، دوسری طرف اسٹیو برگ تھا۔

''ہیرس! کیسی گزر رہی ہے کرسمس؟'' وہ چہکا۔

''خاص نہیں، بس کوئی فلم دیکھنے لگا تھا۔''

''اس وقت فون کرنے کے لیے معذرت، میں تو ٹوبی کو فون کرنا چاہتا تھا لیکن وہ تو اس وقت جہاز میں سوار ہوگا۔''

''خیریت؟'' میں نے پوچھا۔

''یانک جیوانی کا پتا چل گیا ہے۔ میں نے اس کے وزٹنگ کارڈ پر دیے ہوئے نمبر پر اٹلی فون کیا تھا۔ جانتے ہو کیا پتا چلا؟''

''کیا معلوم، تم بتاؤ!''

''یار! وہ یانک جیوانی تو چھ ماہ قبل مر چکا ہے۔''

''کیا!'' مجھے حیرت ہوئی۔

''ہاں! ان کی کمپنی والوں نے بتایا کہ سات ماہ پہلے وہ شدید بیمار ہوا اور کچھ دنوں بعد مر گیا۔''

''تو پھر اس رات کون تھا؟''

''ضرور قاتل کو کہیں سے اس کا وزٹنگ کارڈ ملا ہوگا۔ اس نے وہی کارڈ ڈرائیور کو دکھا دیا۔ بس یانک جیوانی کی کہانی اتنی ہی ہے۔''

''ہاں! شاید ایسا ہی ہوا ہو۔''

''انہوں نے بتایا ہے کہ جیوانی تقریباً دو سال پہلے صرف پندرہ دن کے لیے آسٹریلیا آیا تھا۔ ہم غلط سمت میں تفتیش کر رہے تھے۔'' برگ نے بتایا۔

''تو مارش کے گھر سے ملی کوکین اور یانک جیوانی کا وزٹنگ کارڈ؟''

''شاید قاتل نے ہی رکھا ہو۔ ہوسکتا ہے اس نے اپنے جرم کا الزام دوسرے پر لگانے کے لیے یہ حربہ استعمال کیا ہو۔''

''تم کہنا چاہتے ہو کہ قتل کے بعد قاتل کسی وقت مارش کے گھر گیا اور ہمیں گمراہ کرنے کے لیے یہ سب رکھ آیا۔'' میں نے جیسے تصدیق چاہی۔

''ہاں بالکل! ایسا ہی ہے۔''

''پھر اب ہمارا اگلا قدم کیا ہوگا؟ کارلوس کو ہم لوگ کلین چٹ دے چکے ہیں، یانک جیوانی تو خود ہی مر چکا ہے پھر اب... ایسا کون ہے جس پر شک جا سکے؟''

''کلارا واٹسن... ابھی تک اس پر کام شروع نہیں ہوا تھا۔ میں اب اس پر نظر رکھوں گا اور اس کی پچھلی زندگی کھنگالوں گا۔'' اسٹیو برگ جتنے جوش سے یہ بات کہہ رہا تھا میرا دل اتنے ہی

زور سے دھڑکنے لگا تھا۔ اگر کلارا کو شاملِ تفتیش کر لیا جاتا تو میں بھی پھنس جاتا۔ اس وقت مجھ میں بولنے کی ہمت نہیں رہی تھی۔

''ہیلو ہیرس! سن رہے ہو؟''

''ہاں ہاں! سن رہا ہوں۔''

میں نے اتنی دھیمی آواز میں کہا کہ مجھے خود اپنے الفاظ پر شک ہونے لگا۔

''چلو! فی الحال تم چھٹیاں انجوائے کرو، پیر کو ملتے ہیں۔''

''اور اس کلارا بروک کا کیا بنا؟''

''خاص نہیں، ابھی تک پتا نہیں چل سکا کہ وہ کیوں آئی اور کس سے ملاقات کی۔''

''ٹھیک ہے۔'' میں نے فون رکھ دیا اور بے بس نگاہوں سے کلارا کی طرف دیکھنے لگا۔

''کلارا! اب تمہارا نمبر آ گیا۔'' میں بس اتنا ہی کہہ سکا اور اس کا چہرہ زرد پڑ گیا۔

☆.....☆.....☆

باب نمبر: 7

اگلے تین دن میں گھر میں بیٹھا انڈین اور انگلش جاسوسی فلمیں دیکھتا رہا۔ شاید ساری زندگی میں نے اتنی جاسوسی فلمیں نہیں دیکھی تھیں جتنی ان اڑھائی ماہ کے قلیل عرصے میں دیکھ چکا تھا۔ حتیٰ کہ میں نے کورین اور فرینچ فلمیں بھی نہیں چھوڑیں۔ دوسری زبانوں کی فلمیں میں سب ٹائٹل کی مدد سے سمجھتا رہا۔

کلارا ابھی تین دن سے میرے ساتھ ہی تھی۔ اس نے اپنی ہاسٹل کی سہیلیوں کو بتا دیا تھا کہ وہ کرسمس کی چھٹیاں منانے اپنی خالہ کے گھر اسپرنگ وڈ جا رہی ہے۔

وہ اتوار کی رات تھی، ہم ابھی ابھی نصیر الدین شاہ اور پنکج کپور کی ایک مرڈر مسٹری فلم 'خاموش' دیکھ کر فارغ ہوئے تھے۔

''کلارا! کل پیر ہے، ولیم اور برگ دوبارہ تفتیش کا آغاز کریں گے، ہمیں اپنی تیاری کر لینی چاہیے۔'' کلارا نے میری طرف دیکھا اور پوچھا:

''کیسی تیاری؟''

''وہ کل تم سے ملاقات کرنے فلاور شاپ پر آئیں گے۔ میں جانتا ہوں وہ کیا کیا سوال پوچھیں گے، ہمیں پہلے سے جواب تیار رکھنے ہوں گے۔''

اس کے بعد میں کلارا کو بتانے لگا کہ کل ولیم اور برگ اس سے کیا کیا سوال پوچھ سکتے ہیں اور اسے کیا جواب دینا ہے۔ ہم تقریباً ایک گھنٹہ تک تیاری کرتے رہے۔

اب ہمارا اور پولیس کا میچ آخری اوور میں داخل ہو چکا تھا۔ میں اور کلارا کریز پر موجود تھے۔ میں ہاتھ میں بلا تھامے بیٹنگ کر رہا تھا اور ولیم باؤلنگ کروا رہا تھا۔ میری ذرا سی غفلت مجھے کلین بولڈ کر سکتی تھی۔ مجھے نہ صرف اپنی وکٹ بچانی تھی بلکہ کلارا کو بھی بچانا تھا اور اس کے بعد مجھے یہ میچ جیتنا بھی تھا جس کا انعام دو لاکھ ڈالر تھا۔

اگلے دن میں صبح نو بجے دفتر پہنچ گیا۔ ولیم پہلے سے موجود تھا۔ مجھے دیکھتے ہی وہ چہکا اور کرسمس کی مبارک باد دینے لگا۔ دفتر میں زیادہ تر افراد ایک دوسرے کے ساتھ خوش گپیوں میں ہی مصروف تھے۔ سوا نو بجے اسٹیو برگ بھی آ گیا، کچھ دیر دونوں چہکتے رہے پھر برگ بولا:

''چلو بہت ہو گئی موج مستی، اب کام کی بات بھی ہو جائے۔''

''ہاں ہاں ضرور! آج یہ کین مارش والے کیس کو ختم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ایک ہفتہ گزر چکا ہے۔'' ولیم نے مسکراتے ہوئے کہا۔

''میں نے ان چھٹیوں میں کلارا واٹسن کے بارے میں جاننے کی کوشش کی ہے تو کچھ عجیب باتیں سامنے آئی ہیں۔'' برگ بولا تو میں پریشان ہونے لگا۔ اب پتا نہیں کیا عجیب سامنے آیا تھا۔ کہیں اسے میرا اور کلارا کے تعلق کا تو پتا نہیں چل گیا۔

''کلارا واٹسن کا باپ جیکی واٹسن، مافیا ڈیلر کرسٹوفر روسیو کے لیے کام کرتا تھا۔ پھر جیکی نے سب چھوڑ دیا اور دن رات نشے میں دھت رہنے لگا۔ اسی وجہ سے اس کی بیوی اسے چھوڑ گئی اور کلارا ایش فیلڈ میں فلاور شاپ میں کام کرنے لگی۔ جب تک جیکی زندہ رہا، وہ بلیک ٹاؤن میں رہتے تھے۔ ایک سال پہلے جیکی مر گیا۔ اس کے مرنے کے بعد کلارا نے وہ گھر چھوڑ دیا اور کسی دوست کے ساتھ رہنے لگی۔ پچھلے اڑھائی ماہ سے وہ لیڈیز ہاسٹل میں رہ رہی ہے۔'' برگ اتنا بتا کر خاموش ہو گیا۔

''اپنے باپ کا گھر چھوڑنے کے بعد وہ کس دوست کے ساتھ رہی ہے؟'' ولیم نے پوچھا اور مجھے ایسا لگا جیسے کوئی جلاد پوچھ رہا ہو:

''ہاں! اب کس کی باری؟''

''وہ ابھی پتا نہیں چلا۔ کلارا سے مل کر خود ہی پتا کر لیں گے۔''

''ان سب میں عجیب بات کیا ہے؟''

''عجیب بات یہ ہے کہ کلارا پہلے ایش فیلڈ میں ہی رہتی رہی ہے۔''

''ایش فیلڈ میں کہاں؟''

''اپنے بوائے فرینڈ کے ساتھ۔'' برگ نے بتایا اور میرا سانس خشک ہونے لگا۔

''اس کا بوائے فرینڈ کون تھا؟''

''وہ نہیں پتا؟ یہ تمام معلومات مجھے فلاور شاپ کے مالک مارکس ڈیلان نے دی ہیں۔'' برگ نے بتایا اور میری طرف دیکھا۔ میں تو سانس لینا بھول چکا تھا، اس کی نظروں کا سامنا کیسے کرتا۔

''کلارا کے آئی ڈی کارڈ پر کون سا پتہ درج ہے؟'' ولیم نے پوچھا۔

''بلیک ٹاؤن والے گھر کا ہی۔''

''کمال ہے، وہ گھر تو اسے چھوڑے ہوئے ایک سال گزر گیا، تو اب تک سرکاری ریکارڈ میں پتہ تبدیل کیوں نہیں کروایا؟''

''شاید اس کا مستقل کوئی ٹھکانہ نہیں، اسی لیے... اب کوئی لیڈیز ہاسٹل کا پتہ تو آئی ڈی کارڈ پر نہیں لکھواتا نا!'' میں نے لقمہ دیا۔ میرا خیال تھا مجھے ضرور بولنا چاہیے۔

''ہاں! شاید۔'' ولیم نے میری تائید کی۔

''لیکن اسٹیو! مجھے ابھی تک ایسی کوئی غیر معمولی بات نظر نہیں آ رہی جس کی بنا پر کلارا پر شک کیا جا سکے۔'' ولیم نے الجھن ظاہر کی اور سوالیہ انداز میں برگ کی طرف دیکھنے لگا۔

''اب اصل بات سنو! یہ کہانی آج سے شروع نہیں ہوئی ہے، یہ بہت پرانی بات ہے۔ کلارا کا باپ جیکی، مافیا کے سرغنہ روسیو کے ساتھ کام کرتا تھا۔ پھر جیکی مر گیا۔ ہمیں کین مارش کے گھر سے جو کوکین ملی ہے، وہ روسیو کی ہے۔ روسیو یہ کوکین اٹلی سے منگوا کر آسٹریلیا میں فروخت کرتا ہے۔''

''کیا واقعی! اس کا کیا مطلب نکلا؟'' ولیم نے پوچھا۔

''مجھے ایسا لگتا ہے کہ اگر جیکی کا تعلق روسیو سے تھا تو کلارا کا تعلق بھی ہوگا، اس نے پیسے کی خاطر مارش سے دوستی کی اور اپنے بوائے فرینڈ کے ہاتھوں اسے مروا دیا۔ اب پولیس کا شک اس پر نہ جائے، اس نے کوکین والا کھیل کھیلا اور اس کے بوائے فرینڈ نے مارش کے گھر میں کوکین رکھ دی۔''

''اور اس کا یہ بوائے فرینڈ کون ہے؟''

''روسیو کا دایاں ہاتھ فرینک گینڈل۔''

''یہ بات کس بنیاد پر کہہ سکتے ہو؟'' ولیم نے پوچھا۔ گینڈل کا نام سن کر مجھے ایسا لگا جیسے کوئی گینڈا میرے سینے پر آ بیٹھا ہو اور میرا سانس رک جائے۔

''کین مارش کے گھر سے ملی کوکین پر گینڈل کی انگلیوں کے نشان ملے ہیں۔ وہ پہلے ہی چار قتل اور کئی دوسرے جرائم میں پولیس کو مطلوب ہے۔''

میں سوچنے لگا کہ جب گینڈل یہ پیکٹ لے کر آیا تھا تو اس نے کبھی نہیں سوچا ہوگا کہ اس کے فنگر پرنٹس کی وجہ سے پولیس اس تک پہنچ سکتی ہے۔ اب اگر گینڈل پکڑا گیا تو وہ میرا نام

لے دے گا اور کہانی ختم ہو جائے گی۔

''ابھی گینڈل کہاں ملے گا؟''

''وہ کچھ دنوں سے روپوش ہے۔ نہ صرف وہ، بلکہ روسیو کا بھی کچھ پتا نہیں۔ ہم انہیں تلاش کر رہے ہیں۔'' برگ نے بتایا تو ولیم سوچ میں ڈوب گیا۔ کچھ دیر کمرے میں خاموشی رہی۔ میں یہ انتظار کرتا رہا کہ برگ مزید کیا انکشاف کرتا ہے اور وہ یہ سوچتا رہا کہ ولیم کیا کہنے والا ہے۔ آخر کار ولیم نے ہماری طرف دیکھا اور بولا:

''سب سے پہلے کلارا واٹسن کی فلاورشاپ چلیں گے، اب وقت آ گیا ہے کہ اس سے روبرو گفتگو کی جائے۔''

''میرا بھی یہی خیال...'' برگ کی بات مکمل نہیں ہوئی تھی کہ کمرے میں کلارا داخل ہوئی۔ اسے دیکھ کر ولیم اور برگ چونک اٹھے، جبکہ میں تو پہلے ہی جانتا تھا کہ کلارا یہاں آنے والی ہے۔ اگر ہم فلاورشاپ پر چلے جاتے تو شاید وہاں کوئی نہ کوئی مجھے پہچان لیتا۔ ولیم اور برگ کو آج لازمی کلارا سے پوچھ گچھ کرنی تھی، اسی لیے میں نے کل شام ہی اسے کہہ دیا تھا کہ آج وہ خود ہی دفتر آ جائے۔

''مس کلارا واٹسن! آپ یہاں؟''

''ہاں! میں نے سوچا کہ شاید آپ کو میری ضرورت ہو۔'' کلارا نے پراعتماد انداز میں کہا۔

''اچھی بات ہے، تشریف رکھیں۔'' ولیم نے اسے کرسی پر بیٹھنے کا اشارہ کیا اور وہ بیٹھ گئی۔

''مس کلارا! ہم آپ کی طرف ہی آنے والے تھے، ہمیں چند سوالات پوچھنے ہیں۔'' ولیم بولا۔

''میں تیار ہوں، آپ جو کچھ پوچھنا چاہیں، پوچھ سکتے ہیں۔''

''آپ کے والد کے انتقال کے بعد آپ بلیک ٹاؤن سے ایش فیلڈ منتقل ہو گئی تھیں، کیا

میں جان سکتا ہوں آپ کہاں اور کس کے ساتھ رہتی تھیں؟''

''میرا ایک بوائے فرینڈ تھا، میں اس کے ساتھ رہتی تھی۔ پھر ہمارا تعلق ختم ہو گیا اور انہی دنوں مجھے کین ملا۔''

''بوائے فرینڈ کا نام اور پتہ بتا سکتی ہیں؟''

''ہاں کیوں نہیں، اس کا نام جارج برانڈن ہے وہ ایش فیلڈ میں پارک ایونیو میں رہتا ہے۔''

''وہ کیا کام کرتا ہے؟''

''ایش فیلڈ میں جارج بار کے نام سے اس کا اپنا بار ہے۔''

''فون نمبر مل سکتا ہے؟'' برگ نے پوچھا تو کلارا نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے فون نمبر نوٹ کروا دیا۔

''آپ کے خیال میں کین مارش کو کون قتل کر سکتا ہے؟'' میں نے پوچھا تو وہ میری طرف دیکھ کر بولی:

''میں نہیں جانتی، کین کا کوئی دشمن نہیں تھا۔''

''ہمیں کین کے گھر سے کوکین ملی ہے، کیا وہ کسی غیر قانونی سرگرمی میں ملوث تھا؟'' میں نے اگلا سوال پوچھا۔

''میرے علم کے مطابق تو نہیں، لیکن کوئی بھی کسی کی حقیقت نہیں جانتا۔''

''جارج کو کتنے سالوں سے جانتی ہیں اور تعلق کیوں ختم ہوا؟''

''جارج کو میں تین سال سے جانتی ہوں اور تعلق کیوں ختم ہوا، یہ بتانا ضروری نہیں، یہ میرا ذاتی معاملہ ہے۔'' کلارا نے پرسکون انداز میں جواب دیا۔

''کیا آپ روسیو اور گینڈل کو جانتی ہیں؟'' ولیم نے پوچھا۔

''ہاں اچھی طرح، میرے والد انہی لوگوں کے ساتھ کام کرتے تھے۔''

''مارش کے گھر سے ملی کوکین پر گینڈل کے فنگر پرنٹس ہیں۔'' ولیم نے بتایا تو کلارا خاموش ہوگئی۔ یہ بات غیر متوقع تھی۔ اس بات کا کلارا کے پاس کوئی جواب نہیں تھا۔ اب تک وہ تمام سوالوں کے جواب پر اعتماد انداز میں دے رہی تھی کیونکہ ہم یہ سب تیار کر چکے تھے۔ میں جانتا تھا کہ کلارا سے کون کون سے سوال پوچھے جاسکتے ہیں۔

''کیا مارش کی آٹوپسی کرتے ہوئے اس کے جسم میں کوکین یا شراب پائی گئی؟'' کلارا نے الٹا سوال پوچھا تو برگ نے نفی میں سر ہلاتے ہوئے جواب دیا:

''نہیں، ایسا کچھ نہیں ملا۔''

''مارش کسی قسم کا نشہ نہیں کرتا تھا۔'' کلارا نے بتایا اور ان دونوں کی طرف دیکھ کر بولی:

''حتیٰ کہ وہ سگریٹ بھی نہیں پیتا تھا۔''

''تو پھر گھر میں کوکین کی موجودگی کا مقصد کیا ہوسکتا ہے؟'' برگ نے پوچھا۔

''یہ پتا لگوانا آپ کا کام ہے۔'' کلارا نے کندھے اچکا کر کہا۔

''مس کلارا! ایک بات بتاؤ! کین مارش نے انشورنس کیوں کروائی تھی؟'' ولیم نے پوچھا۔

''محفوظ مستقبل کی خاطر، اس کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ وہ جانتا تھا کہ دس سال بعد وہ بوڑھا ہو جائے گا اور کام کرنے کے قابل نہیں رہے گا۔ شاید اپنے بڑھاپے کو محفوظ بنانے کے لیے اس نے دس سال کی پالیسی لی تھی تاکہ رقم بینک میں رکھ کر اپنی ریٹائرڈ زندگی آسانی سے گزار سکے۔''

''ہاں! تمہاری بات درست ہے، کین نے پالیسی لیتے وقت مجھے بھی یہی بتایا تھا۔'' میں نے کلارا کی تائید کی۔

''عموماً لوگ اسی مقصد کے تحت بیمہ کرواتے ہیں۔'' برگ نے بھی تائید کی۔

اس کے بعد ولیم اور برگ نے کلارا سے چند مزید سوالات پوچھے اور وہ ان کا تسلی بخش جواب دیتی رہی۔

''مسٹر ٹوبی ولیم! کلیم کی رقم کب تک مل سکتی ہے؟'' کلارا نے جاتے جاتے پوچھا۔

''شاید ایک ہفتہ مزید لگے گا۔ آپ کو جلدی ہے کیا؟''

''نہیں تو، مجھے تو پتا بھی نہیں تھا کہ کین نے اپنی پالیسی کا وارث مجھے بنایا ہے۔ یہ بات تو اس نے کافی دنوں کے بعد بتائی تھی۔ میں نے کبھی اتنی بڑی دولت کی خواہش نہیں کی۔'' کلارا کمال کی اداکاری کر رہی تھی۔ میں دل ہی دل میں اس کا قائل ہو گیا۔

پھر کلارا چلی گئی۔ ولیم اور برگ پھر سر جوڑ کر بیٹھ گئے۔ برگ نے فون کیا اور اپنے ماتحت کو جارج کی تفصیلات بتا کر پوچھ تاچھ کرنے کی ہدایت دی۔ میں جانتا تھا کہ یہ بات سامنے آجائے گی کہ کین مارش سے پہلے کلارا کا ایک بوائے فرینڈ تھا۔ میں خود سامنے نہیں آسکتا تھا، اس لیے میرے دماغ میں جارج کا خیال آیا۔ وہ پہلے کئی بار کلارا سے مل چکا تھا۔ ہم اکثر اس کے بار میں جاتے تھے۔ بس میں نے جارج کو تین ہزار ڈالر دے کر سب سمجھا دیا اور وہ ہماری مدد کرنے پر راضی ہو گیا تھا۔ جب سے مارش ملا تھا میں دو ہزار ایڈی کو، پانچ ہزار عدنان کو، چار ہزار گینڈل کو اور پانچ ہزار ہی شیلا کو دے چکا تھا۔ اب تک تقریباً انیس ہزار ڈالر خرچ ہو چکا تھا اور ہاتھ کچھ بھی نہیں آیا تھا۔ اس سے بہتر تھا کہ میں اس جھنجھٹ میں پڑنے کی بجائے حق حلال کی کمائی کو ترجیح دیتا۔

اسٹیو جا چکا تھا اور ولیم کسی دوسرے کیس کے بارے میں بات چیت کرنے مسٹر کیمرون کے پاس چلا گیا۔ اب میرے پاس انتظار کرنے کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔ میں ہمیشہ کامیابی سے

اپنی چال چلتا لیکن کسی نہ کسی طرح چال الٹی پڑ جاتی۔

دوپہر ساڑھے تین بجے کے قریب اسٹیو دوبارہ دفتر آ گیا اس وقت میں اور ولیم چائے پی رہے تھے۔

''میں خود جارج بارکیا تھا۔ میری جارج برانڈن سے بات ہوئی ہے۔ اس نے کلارا کے بیان کی تصدیق کی ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ کلارا کو اس کا کاروبار پسند نہیں تھا، اس لیے دونوں میں جھگڑا رہنے لگا۔ اسی دوران پھر جب کین مارش اس کی زندگی میں آیا تو اس نے جارج سے تعلق ختم کر لیا اور لیڈیز ہاسٹل منتقل ہو گئی۔''

''یعنی وہ سچ بول رہی ہے۔'' ولیم بڑبڑایا۔

''ایک اور بڑی خبر ملی ہے۔ کلارا بروک کو قتل کی رات فون کرنے والے کا پتا چل گیا ہے۔ اسے گرین ڈریم ریسٹورنٹ سے فون کیا گیا تھا۔''

''فون کرنے والے کا حلیہ پتا چلا؟'' میں نے ڈرتے ڈرتے پوچھا۔

''ہاں! لیکن یہ کوئی خاص حلیہ نہیں ہے۔ بس تیس بتیس سال کا نوجوان تھا۔ اونچا لمبا اور مناسب جسم۔''

''یہ تو کوئی بات نہ ہوئی۔ آسٹریلیا کے آدھے نوجوان اس حلیے پر پورا اترتے ہیں۔'' میں نے منہ بنا کر کہا تو ولیم مسکرا دیا۔

''ریسٹورنٹ کے مالک نے بتایا کہ اس آدمی نے فون رکھتے ہی بیس ڈالر کا نوٹ دیا اور بقایا لیے بغیر ہی نیلے رنگ کی فورڈ میں بیٹھ کر چلا تھا۔''

''اس میں بھی حیرانی والی کوئی بات نہیں ہے۔ اکثر لوگ بقایا وصول نہیں کرتے، اسے بطور بخشش چھوڑ دیتے ہیں۔'' میں نے کمزور آواز میں کہا کیونکہ میں جانتا تھا اب برگ کا

جواب کیا ہوگا۔

''آٹھ ڈالر کے بل کے لیے بارہ ڈالر کی بخشش؟ ایسا یا تو کوئی بادشاہ کر سکتا ہے یا پھر کوئی بہت بڑا گینگسٹر۔''

''اسٹیو! تمہاری بات درست ہے لیکن ہم تو کین مارش قتل کیس پر کام کر رہے ہیں تم یہ بار بار کلارا بروک کیس کیوں سامنے لے آتے ہو؟'' ولیم کو سمجھ نہیں آ رہی تھی کہ اسٹیو یہ سب کیوں بتا رہا ہے۔

''کیونکہ کین مارش اور کلارا بروک دونوں کو ایک ہی پستول سے گولی مار کر قتل کیا گیا ہے''

''کیا!!!'' کمرا ولیم اور میری آواز سے گونج اٹھا۔

''نہ صرف پستول ایک ہے بلکہ قاتل نے دونوں کو ایک ہی انداز میں ماتھے پر گولی ماری''

یہ وہ لمحہ تھا جب مجھے لگا کہ اب میرا بچ نکلنا بہت مشکل ہو گیا ہے۔ میں دعائیں مانگ رہا تھا کہ کین مارش اور کلارا بروک کا تعلق نہ نکلے لیکن مجھ جیسے گناہ گار کی دعا کیسے قبول ہوتی۔

''اسٹیو! تو کیا ان دونوں کا آپس میں کوئی تعلق ہے؟'' ولیم نے پوچھا۔

''یہ میں پتا لگوانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ کلارا بروک کے شوہر کے مطابق وہ سڈنی میں ہی پیدا ہوئی اور پلی بڑھی۔ پڑھائی کے بعد وہ کسی ریسٹورنٹ میں کیشیئر اور اکاؤنٹنٹ کی نوکری کرتی رہی۔ چھ سال پہلے وہ بروک کو ملی اور ان دونوں نے شادی کر لی۔''

''یہ کین مارش بھی تو ریسٹورنٹ اور کیفے وغیرہ میں ہی نوکری کرتا رہا ہے نا؟'' ولیم نے کھوئے کھوئے لہجے میں کہا۔

''ہاں! وہ بھی اسی شعبے سے وابستہ تھا۔ پہلے نوکریاں کرتا رہا اور پھر اپنا کیفے بنا لیا۔'' برگ نے بتایا۔

''تو کیا دونوں کا آپس میں کوئی تعلق تھا؟ شاید وہ دوست رہے ہوں؟''

''یا شاید دوست سے بڑھ کر۔'' برگ نے کندھے اچکا کر کہا۔

وہ دونوں اندازے پر اندازے لگاتے جا رہے تھے اور میں دلدل میں مزید دھنستا جا رہا تھا۔ اب مجھے اپنے آپ کو باہر نکالنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارنے تھے۔ میں کچھ دیر سوچتا رہا کہ اب ان دونوں کو گمراہ کرنے کے لیے ایسی کیا بات کروں۔ پھر ایک خیال میرے دل میں آیا اور میں بولا:

''کہیں ایسا تو نہیں کہ ماضی میں کلارا بروک اور کین مارش ایک دوسرے کو پسند کرتے ہوں پھر ان کا تعلق ختم ہو گیا ہو۔ پھر جب کین کی ملاقات کلارا واٹسن سے ہوئی تو نام کی مماثلت سے وہ اس کی طرف راغب ہو گیا۔''

''ہاں! یہ ممکن ہے لیکن ان دونوں کو کس نے مارا؟'' اسٹیو نے پوچھا۔

''فی الحال شک تو کلارا واٹسن پر ہی جا رہا ہے۔'' ولیم بولا۔

''وہ کیسے؟''

''شاید اسے پتا چل گیا ہو کہ کین مارش، دوبارہ کلارا بروک سے ملنے لگا ہے۔ اس نے جلن میں پہلے اپنے بوائے فرینڈ کے ہاتھوں مارش کو قتل کروایا اور پھر کلارا بروک کو۔''

''اس کا بوائے فرینڈ؟ پہلے تو جارج تھا تو کیا جارج نے قتل کیا؟'' میں نے ایک نئی چھوڑی۔

''شاید، شاید یہ جارج اور کلارا کی ایک چال ہو۔'' ولیم نے کندھے اچکا کر کہا۔

''ولیم کیا ہو گیا ہے تمہیں، تم کیوں کلارا واٹسن کے پیچھے ہاتھ دھو کر پڑ گئے ہو۔ پہلے کہتے تھے اس نے کارلوس کے ساتھ مل کر مارش کو قتل کروایا، پھر کہنے لگے گینڈل کے ساتھ مل کر اور اب کہہ رہے ہو جارج کے ساتھ مل کر۔ مجھے یقین ہے کل تم کہو گے کہ کلارا نے میرے ساتھ

مل کر مارش کو قتل کروایا۔'' میں چلا اٹھا۔

''ٹوبی! ہیرس کی بات درست ہے۔ تم بلا وجہ کلارا واٹسن پر شک کر رہے ہو۔ ہم جانتے ہیں کہ کلیم کی رقم اسے ملنے والی ہے لیکن اس کا یہ مطلب تو نہیں کہ اس کیس میں جڑے ہر شخص کے ساتھ تم کلارا کا نام لو۔'' اسٹیو برگ نے میری تائید کی۔

''اچھا ٹھیک ہے، اس بارے میں بعد میں سوچیں گے۔ ابھی تک ہمیں یہ پتا چلا ہے کہ کین مارش اور کلارا بروک ماضی میں دوست تھے۔ بیس دسمبر کی رات کسی نے مارش کو اعشاریہ بائیس کے پستول سے ماتھے پر گولی مار کر قتل کر دیا اور اس کی بیوک لے کر فرار ہو گیا۔ پیر کے دن صبح کلارا بروک نیو کاسل سے سڈنی آتی ہے اور دو گھنٹے گزار کر واپس چلی جاتی ہے۔ اسی شام ساڑھے سات بجے ایک آدمی کسی ریسٹورنٹ سے کلارا بروک کے گھر فون کرتا ہے، وہ باہر آتی ہے اور پھر دونوں نیلی فورڈ میں بیٹھ کر کہیں چلے جاتے ہیں۔ اس کے بعد کلارا بروک کو زندہ نہیں دیکھا گیا۔ اگلے دن اس کی لاش ملتی ہے تو آٹوپسی رپورٹ کے مطابق اسے پیر کی رات آٹھ ساڑھے آٹھ بجے اسی پستول سے گولی مار کر قتل کر دیا گیا جس سے کین مارش کو قتل کیا گیا۔ اب یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ ان دونوں کو قتل کرنے والا ایک ہی شخص ہے۔ اب اس شخص کا تعلق کلارا واٹسن سے ہے یا نہیں، ہم نہیں جانتے۔ وہ کون ہے اور کہاں ہے، ہم نہیں جانتے۔ ہم یہ بھی نہیں جانتے کہ مارش کی بیوک کہاں چھپائی گئی ہے۔'' ولیم نے ایک ہی سانس میں ایک لمبی تقریر کر ڈالی۔

''بالکل درست! سو فیصد درست۔'' برگ نے ولیم کا کندھا تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

''ہاں! بظاہر ایسا ہی لگ رہا ہے۔'' میں نے بھی کمزور آواز میں ولیم کی تائید کی۔ اب میں انہیں کیا بتاتا کہ تم دونوں کا اندازہ سو فیصد حقیقت پر مبنی ہے۔

''اسٹیو! ہمیں بیوک تلاش کرنی ہوگی۔ ہوسکتا ہے اس نے چیٹس وڈ یا آس پاس کے علاقوں میں کسی گیراج میں چھپادی ہو۔'' ولیم پھر درست سمت پر چل پڑا تھا اور اب مجھے دوبارہ اسے غلط راستے پر ڈالنا تھا۔

''اف خدایا! آخر کب تک یہ سب چلتا رہے گا؟'' میں نے دل ہی دل میں سوچا اور سر پکڑ لیا۔

''ولیم! کار سے زیادہ ضروری قاتل اور آلہ قتل ہے۔ اگر ہمیں آلہ قتل مل جائے تو ہم یہ جان سکتے ہیں کہ وہ پستول کس نے خریدا۔''

''ہیرس! تمہاری بات درست ہے لیکن سوال یہ ہے کہ آلہ قتل کہاں تلاش کیا جائے؟''

''ہمارے پاس کارتوس ہیں، ان کے خالی خول بھی ہوں گے۔ ان کی مدد سے۔''

''ہم نے کوشش کی تھی لیکن کوئی خاص کامیابی نہیں مل سکی تھی۔ یقیناً پستول اور کارتوس کسی غیر رجسٹرڈ کمپنی سے خریدے گئے ہیں۔'' برگ نے بتایا۔

''ہیرس کی بات درست ہے۔ اسٹیو! تم اپنی ٹیم سے کہو کہ ایسے غیر قانونی اسلحہ فروخت کرنے والوں کی چھان بین کریں، ان سے پوچھیں کہ حال ہی میں کسی نے اعشاریہ بائیس بور کا پستول خریدا ہے کیا۔'' ولیم نے اسٹیو سے کہا اور میں دل ہی دل میں خوش ہونے لگا۔ میں نے ایک بار پھر انہیں بھٹکا دیا تھا۔

''ٹھیک ہے، میں چلتا ہوں اور اس زاویے پر بھی کام کرتا ہوں۔''

''چلو! ہم بھی چلتے ہیں، چار بج گئے ہیں۔ آج کرسمس کے بعد پہلا دن ہے۔ ہم تو برسبین تھے، تو کچھ دوست آج ڈنر پر آرہے ہیں۔''

ہم تینوں ایک ساتھ باہر نکلے۔ ابھی ہم لابی میں تھے کہ کسی نے میرا نام پکارا:

''ارے ہیرس! کیسے ہو؟'' میں نے مڑ کر دیکھا تو وہ رینٹ اے کار والا ورگس تھا۔ اسے

دیکھتے ہی میرے ماتھے پر پسینہ آنے لگا۔ کہیں یہ کچھ بول نہ دے اور میں پھنس نہ جاؤں۔

''میں ٹھیک ہوں۔ تم کیسے ہو؟'' میں نے مصنوعی مسکراہٹ چہرے پر لاتے ہوئے کہا۔

''میں بس یہاں اپنی پالیسی کا پریمیم ادا کرنے آیا تھا۔ اچھا یار! تم نے اس دن بتایا نہیں کہ فورڈ خراب ہوگئی تھی۔ وہ تو میں نے انجن پر لگا اسٹیکر دیکھا تو سمجھ گیا۔''

''ہاں! بس چھوٹا سا مسئلہ تھا، اسی لیے نہیں بتایا۔''

''اگلی بار کبھی ایسا ہو تو کمپنی والوں کو ضرور باخبر کیا کرو، انشورنس کے معاملات تو تم مجھ سے بہتر سمجھتے ہو۔''

''ہاں! ٹھیک ہے، میں دھیان رکھوں گا۔'' میں آگے بڑھا۔ ولیم اور برگ بھی چل دیے۔

''اور اگر شہر سے باہر جانا ہو تو بھی بتا دیا کرو۔''

میرے قدم وہیں جم گئے اب اگر اس نے نیو کاسل کا نام بھی لے دیا تو میں شاید یہاں سے اپنے گھر نہیں سیدھا حوالات میں جاؤں۔

''ہاں ہاں بتا دوں گا، تمہاری پالیسی ایڈم رینک نے کی تھی نا! وہ کینٹین میں ہے۔ جلدی جاؤ!'' میں نے اسے کینٹین کا راستہ دکھاتے ہوئے کہا اور تیز تیز قدم اٹھاتا ہوا عمارت سے باہر نکل گیا۔

''یہ کیا کہہ رہا تھا؟''

''وہ کچھ دن پہلے میری کار خراب تھی تو اس سے کرائے پر کار لی تھی، اسی کی بات کر رہا تھا۔'' میں نے بے فکر ہوتے ہوئے سرسری انداز میں کہا لیکن میں جانتا تھا کہ میرا چہرہ میری چغلی کھا رہا ہے۔

''اس کا دفتر کہاں ہے؟'' ولیم نے اگلا سوال پوچھا۔

''ایش فیلڈ میں ہی۔''

یہ کہتے ہی مجھے احساس ہوا کہ میں کتنی بڑی غلطی کر چکا ہوں۔ مجھے ایسا لگا جیسے تھار کو میں نے خود ایک اور ہتھوڑا مارنے کی دعوت دے ڈالی ہو۔

''ٹھیک ہے تم چلو! میں آتا ہوں۔'' ولیم دوبارہ عمارت میں داخل ہو گیا اور میں اسے اندر جاتا ہوا دیکھنے لگا۔

کیا اسے مجھ پر شک ہو گیا ہے؟ لیکن وہ مجھ پر کیسے شک کر سکتا ہے۔ اس سارے کیس میں اب تک میرا نام ایک بار بھی نہیں آیا تھا۔ ولیم کو شروع سے کلارا کے محبوب کی تلاش تھی لیکن وہ محبوب میں ہو سکتا ہوں، اس بارے میں شاید اب تک اسے گمان نہیں ہوا تھا۔

مجھے لگ رہا تھا کہ اس میچ کی اب چند ہی بالیں بچی ہیں۔ میں میچ نہ بھی جیتتا لیکن مجھے اپنی وکٹ بچا کر رکھنی ہے۔ میں آندھی اور طوفان کی طرح اپنے گھر گیا۔ کلارا، جیمز ہیڈلے چیز کا کوئی جاسوسی ناول پڑھ رہی تھی۔

''کلارا! گڑبڑ ہو گئی ہے۔ مجھے لگتا ہے ولیم کو مجھ پر شک ہو گیا ہے۔''

''کیا! کیسے؟''

میں نے اسے ساری تفصیل بتا دی۔

''ہیری! کیا تمہارا دماغ خراب تھا جو تم نے کلارا بروک کو بھی اسی پستول سے مار ڈالا جس سے مارش کو مارا تھا؟'' کلارا چلائی۔

''میں کوئی سیریل کلر نہیں ہوں جو ان باتوں کا خیال رکھوں۔ میرا خیال تھا کہ دو مختلف شہروں میں دو قتل ہوں گے تو کسی کو ان کے تعلق کا ادراک نہیں ہو سکے گا۔''

''لیکن اب تو ہو گیا نا!''

''کلارا! مجھے آج رات مارش کی بیوک اور وہ پستول دونوں ٹھکانے لگانے ہوں گے ورنہ پکڑے جاسکتے ہیں۔''

''رات بارہ بجے کے بعد تم گیراج سے کار نکال کر بسیز پونڈ میں پھینک آؤ اور پستول بھی تالاب میں ہی پھینک دینا۔''

''بسیز پونڈ بہت دور ہوگا، راستے میں پکڑا جاسکتا ہوں۔''

''تو پھر کہاں؟''

''گیراج سے دس بارہ منٹ کی مسافت پر ڈیوڈسن پارک کے ساتھ ایک نہر بہتی ہے، وہاں۔''

''اگر کسی نے دیکھ لیا تو؟'' کلارا نے خدشہ ظاہر کیا۔

''نہیں، وہاں رات کے وقت کوئی نہیں ہوتا۔''

''پکی بات؟''

''ہاں! میرے پاس ایک آئیڈیا ہے۔ تم میری کیڈلک میں آگے آگے رہو گی۔ اگر کہیں پولیس نظر آئی تو کار کی رفتار آہستہ کردو گی اور پارکنگ لائٹ آن آف کرتی جاؤ گی۔ میں سمجھ جاؤں گا کہ آگے پولیس ہے، میں دائیں یا بائیں کسی گلی میں مڑ جاؤں گا۔''

''زبردست! بہترین آئیڈیا ہے۔ ہمیں یہی کرنا ہوگا۔'' وہ خوش ہوگئی۔

''لیکن اس کے بعد کیا ہوگا، پتا نہیں۔ مجھے نہیں لگتا کہ اب ہمارا بچ نکلنا اتنا آسان ہوگا۔''

''ہیری! فکر نہ کرو، اب تک ہم کامیاب ہوتے آئے ہیں، آگے بھی کوئی پریشانی نہیں ہو گی۔'' کلارا نے ہمیشہ کی طرح میرے سینے پر اپنا سر رکھ دیا اور میں اس کے بال سہلانے لگا۔

☆.....☆.....☆

رات ایک بجے کلارا اور میں میری کیڈلک میں گھر سے نکلے۔ سڑکیں سنسان تھیں، اس لیے ہم بیس منٹ میں ہی چیٹس وڈ پہنچ گئے۔ میں نے کیڈلک رابرٹ کے گیراج سے کچھ فاصلے پر کھڑی کی اور سگریٹ سلگا لیا۔ کلارا میری طرف دیکھنے لگی۔ شاید اسے اس وقت میرا سگریٹ پینا ناگوار گزر رہا تھا لیکن میں نے اس بات کی پروا نہیں کی۔

تین گھنٹے قبل تقریباً رات دس بجے ایڈی کا فون آیا تھا۔ کلارا اس وقت نہا رہی تھی۔

''ہیری! تم جانتے ہو نا! کہ اکثر میری باتیں تمہیں اور تمہاری باتیں مجھے بتائی جاتی ہیں کیونکہ ہم دونوں پاکستانی ہیں۔'' میرے فون اٹھاتے ہی ایڈی بولا۔

''ہاں تو؟''

''میرا ایک جاننے والا سارجنٹ اسٹیو برگ کا ماتحت ہے۔ کچھ دیر پہلے وہ مجھے ایک بار میں ملا۔ وہ نشے میں دھت تھا۔ باتوں باتوں میں اس نے بتایا ہے کہ کین مارش اور کلارا بروک کے قتل میں ایک پاکستانی کا ہاتھ ہو سکتا ہے۔ میں نے پاکستانی کا نام پوچھا تو اس نے نہیں بتایا لیکن میں سمجھ گیا کہ وہ تمہارا ذکر کر رہا ہے۔''

''اف خدایا! اب کیا ہوگا؟''

''تم آج لازمی کین مارش کی بیوک اور پستول ٹھکانے لگا دو! اگر پولیس کو یہ چیزیں مل گئیں، تو ہم سب مارے جائیں گے۔''

''میرا پہلے ہی یہ پلان تھا۔ میں اور کلارا آج رات بیوک ٹھکانے لگانے جا رہے ہیں۔''

''کہاں؟''

''ڈیوڈسن پارک والی نہر میں۔ کیا یہ جگہ مناسب ہے؟'' میں نے ایڈی کی رائے لینا مناسب سمجھا۔

''ہاں بالکل! وہ جگہ چیٹس وڈ سے قریب بھی ہے اور رات کو وہاں کوئی نہیں ہوگا۔''

''اسی لیے میں نے وہ جگہ منتخب کی۔''

''اس کے بعد کیا کرو گے؟''

''ہمیشہ کی طرح ٹوبی ولیم اور اسٹیو برگ کو بھٹکانے کی کوشش۔''

''یعنی تم ہار نہیں مانو گے؟''

''ہارنے کے لیے یہ کھیل نہیں کھیلا تھا۔ میں اس دلدل میں اتنا دھنس چکا ہوں کہ اب شاید کبھی باہر نہ نکل سکوں لیکن میں آخری دم تک کوشش جاری رکھوں گا۔ شاید کوئی معجزہ ہو جائے''

''مجرموں کے ساتھ معجزے نہیں ہوا کرتے میرے دوست!'' ایڈی نے مسکرا کر کہا۔ اس کی مسکراہٹ میں ایک عجیب سا تاثر تھا۔ شاید اسے بھی احساس ہو چکا تھا کہ ہم بری طرح پھنس چکے ہیں۔

''ہاں! تم بھی ٹھیک ہی کہتے ہو۔'' میں نے ایک سرد آہ بھری۔

''حارث! ایک مشورہ دوں؟'' ایڈی نے نہ جانے مجھے حارث کہہ کر کیوں مخاطب کیا۔

''ہاں بولو!''

''گرفتاری دے دو! اس سے پہلے کہ پولیس رنگے ہاتھوں پکڑ لے، اقبال جرم کر لینا ہی بہتر ہے۔''

''میں آخری بال تک میچ کھیلنے کا قائل ہوں۔ گرفتاری نہیں دوں گا۔'' میں نے فون رکھ دیا اور ایڈی کی باتوں پر غور کرنے لگا۔ اگر مجھ پر دو قتلوں کا الزام ثابت بھی ہو جاتا تو مجھے زیادہ سے زیادہ عمر قید ہو سکتی تھی۔ آسٹریلیا کے قانون کے مطابق جرم چاہے جتنا مرضی بڑا ہو، کسی بھی مجرم کو سزائے موت نہیں دی جا سکتی تھی۔ اس کا مطلب تھا کہ پکڑے جانے کی صورت میں

مجھے اپنی جوانی جیل میں گزارنی تھی اور اگر میں کامیاب ہو جاتا تو کم از کم ایک لاکھ ڈالر کا مالک ہوتا۔ یہ اتنی بڑی رقم تھی کہ یورپ کے کسی بھی ملک میں جا کر اپنا کاروبار کر سکتا تھا۔

میں ایک سٹہ باز ہوں، خطرہ مول لینے کی عادت ہے اب چاہے خطرہ جان کا ہو یا صرف مال کا، کیا فرق پڑتا ہے۔ اب مجھے اپنی آخری بازی کھیلنی تھی اور میں یہ بازی کھیلنے کے لیے تیار تھا۔

ہم دونوں کیڈلک میں بیٹھے اور لمبے لمبے سانس لے رہے تھے۔

''ہیری! اب کیا کرنا ہے؟'' کلارا نے پوچھا۔

''سگریٹ ختم کر لوں پھر مارش کی بیوک نکالتا ہوں۔'' میں نے جواب دیا۔

''اس کے بعد کیس ختم ہو جائے گا نا؟''

''جہاں اب تک اتنی کامیابیاں مل چکی ہیں، جلد ہی یہ کیس بھی ختم ہو جائے گا۔''

''ہیری! اب کل صبح ولیم کیا کرے گا؟''

''وہ کلارا بروک اور کین مارش کے ماضی میں جھانکنے کی کوشش کرے گا اور جلد ہی اسے پتا چل جائے گا کہ کلارا بروک کا اصل نام کلارا واٹسن تھا۔''

''اوہ! تو پھر...؟''

''یہی میں صبح سے سوچ رہا ہوں۔ دنیا میں بہت سے لوگ ہم نام ہوتے ہیں لیکن سرنیم بھی ایک جیسا ہونا، بہت کم دیکھا گیا ہے۔ دنیا میں ہزاروں کلارا ہوں گی ہیرس ہوں گے لیکن کلارا واٹسن اور ہیرس جیکوبی شاید ہی ایک سے زائد ہوں۔''

''تو کیا ولیم کو شک ہو جائے گا کہ ہم نے وارث کا نام تبدیل کیا ہے؟''

''ہاں شاید!'' میں نے ایک سرد آہ بھری۔

''تو کیا ہم پکڑے جائیں گے؟''

چاند کی روشنی میں بھی نظر آ رہا تھا کہ کلارا کا چہرہ زرد پڑ چکا ہے۔

''ہاں شاید!''

''پھر اب...اب ہم کیا کریں گے؟''

''کچھ سمجھ نہیں آ رہی۔ اس وقت میری حالت ایسی ہے جیسے کرکٹ کے میچ میں آخری اوور میں سورنز چاہیے ہوں۔ سب جانتے ہوں کہ یہ ممکن نہیں ہے لیکن پھر بھی بلے باز آخری بال تک کھیلتا ہے۔ ہمیں بھی آخری بال تک کھیلنا ہے۔''

اس وقت شاید میں تھک چکا تھا۔ میں جان چکا تھا کہ میں جتنا بھی فرار اختیار کرلوں، ایک نہ ایک دن پکڑا جاؤں گا۔ حالات کے منجدھار میں اب میں صرف بہنا چاہتا تھا۔ پھر یہ منجدھار مجھے کہیں بھی لے جاتا، میں قبول کر لیتا۔

''ہیری! تمہیں اتنا مایوس تو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔'' کلارا کے ہاتھ کانپنے لگے تھے۔

''پہلے حالات بھی اتنے خراب نہیں تھے۔'' میں نے کیڈلک کے بونٹ پر مکا مارتے ہوئے اپنی بے بسی ظاہر کی۔

''ہیری! میں جیل نہیں جانا چاہتی۔''

''جیل کون کم بخت جانا چاہتا ہے لیکن...'' میں نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔

''لیکن کیا؟ ہیری! لیکن کیا؟''

''پتا نہیں، خاموش رہو اور مجھے کچھ سوچنے دو!'' میں خاموش ہو گیا اور سوچنے لگا کہ اب آگے کیا کرنا ہوگا۔

کچھ دیر بعد میں کیڈلک سے باہر نکلا اور اردگرد دیکھا، ایسا لگ رہا تھا کہ سارا شہر پرسکون نیند سو رہا ہے۔

”حارث میاں! شریف لوگ راتوں کو پرسکون نیند سوتے ہیں۔ صرف چور اچکے اور مجرم ہی راتوں کو باہر نکلتے ہیں۔“ میں نے دل میں سوچا اور گیراج کی طرف چل دیا۔

پانچ منٹ بعد میں بیوک لے کر باہر نکل آیا۔ کلارا نے بھی انجن اسٹارٹ کر دیا۔ اب کلارا کیڈلک میں میرے آگے تھی اور میں بیوک میں اس سے کچھ فاصلے پر۔ ہمارا رخ ڈیوڈسن پارک کی طرف تھا۔ دس منٹ بعد ہم ڈیوڈسن پارک کی نہر کے کنارے پر پہنچ گئے اور دونوں باہر نکل آئے۔

میں نے پستول جیب میں ڈالا اور کلارا سے کہا۔

”میرے ساتھ دھکا لگاؤ!“ ہم دونوں کار کو دھکا لگانے ہی والے تھے کہ اچانک روشنی میں نہا گئے۔ ہمیں سمجھ ہی نہیں آیا کہ یہ کیا ہوا ہے۔ کلارا بدحواس ہو کر میری طرف دیکھنے لگی۔ اسی وقت اسٹیو برگ کی آواز سنائی دی:

”ہیرس جیکوبی اور کلارا واٹسن! تمہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا ہے، اپنے آپ کو قانون کے حوالے کر دو!“

ایسے اعلان میں ہزاروں فلموں میں سن چکا تھا لیکن کبھی پولیس میرے لیے یہ اعلان کرے گی، میں نے خواب میں بھی نہیں سوچا تھا۔ میں سمجھ گیا کہ تھار کا آخری ہتھوڑا میرے سر پر ضرب لگا چکا ہے اور میں ناک تک اس مرداب میں دھنس چکا ہوں۔ اب صرف میری آنکھیں باہر تھیں تاکہ میں اپنی بے بسی کا تماشا دیکھ سکوں۔

اسٹیو برگ، ٹوبی ولیم اور دس بارہ پولیس آفیسر میرے قریب آ رہے تھے۔ کلارا میری طرف دیکھ رہی تھی اور میں اپنی شکست تسلیم کر چکا تھا۔ میں آخری بال پر کلین بولڈ ہو چکا تھا۔ میری جیب میں وہ پستول تھا جس سے کین مارش اور کلارا بروک کو قتل کیا گیا تھا اور میرے

ساتھ کین مارش کی بیوک تھی جو میں چیٹس وڈ سے چلا کر یہاں تک لایا تھا۔ اب اگر میں خاموش بھی رہتا تو یہ دو ثبوت میرے خلاف کافی تھے۔

''ہیرس جیکوبی! تمہارا کھیل اب ختم ہو گیا۔ ہم تم دونوں کو گرفتار کر رہے ہیں۔'' اسٹیو برگ آگے بڑھا اور ہم دونوں کو اس کے ماتحتوں نے ہتھ کڑی لگا کر پولیس وین میں بیٹھا دیا۔

''ہیری! اب کیا ہوگا؟'' کلارا نے میری طرف بے بسی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔ اس کی آنکھوں میں آنسو تھے۔ یہ پہلا لمحہ تھا جب میرے سامنے کلارا کی آنکھوں میں آنسو تھے اور میں انہیں صاف نہیں کر سکتا تھا۔ میرے ہاتھ بندھے ہوئے تھے اور میں بے بس تھا۔ کلارا کی آنکھ میں جب بھی آنسو آتے تھے تو میں ہی انہیں صاف کرتا تھا، پھر چاہے وہ اس کے والد کے انتقال کے وقت ہوں، چاہے روسیو کے خوف سے اور چاہے گینڈل کی مار سے، ہمیشہ اس کے آنسو میں نے ہی تو صاف کیے تھے، پھر آج... آج کیوں نہ کر سکا؟

وین میں میرے اور کلارا کے سامنے ٹوبی ولیم اور اسٹیو برگ بیٹھے ہوئے تھے۔ ہم چاروں جانتے تھے کہ ابھی بہت سی باتیں کرنا باقی ہیں۔ ابھی بہت سے راز کھلنا باقی ہیں۔

''تمہیں کیسے پتا چلا؟'' میں نے ولیم کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''ہیرس! تمہارا منصوبہ بہترین تھا۔ کلارا جیک واٹسن کو کلارا جیکی واٹسن بنا دیا۔ اپنی محبوبہ کی دوستی کین مارش سے کروا دی۔ پھر اسے قتل کر کے بیوک رابرٹ کے گیراج میں چھپا دی۔ اس کے بعد جب تم میرے ساتھ کام کرنے لگے تو ہم دونوں کو قدم قدم پر بھٹکاتے رہے۔ ہم ہمیشہ درست سمت میں جانے کی کوشش کرتے اور تم ہمیں غلط سڑک پر ڈال دیتے۔'' ولیم نے جواب دیا۔

''ہم سمجھتے تھے کہ تم واقعی ذہین ہو اور اس کیس کو لے کر بہت سنجیدہ ہو لیکن ہم یہ نہیں جانتے

تھے کہ تمہاری سنجیدگی مجرم تلاش کرنے میں نہیں بلکہ ہمیں بھٹکانے میں ہے۔'' برگ بولا۔

''اس پالیسی کو لے کر شروع سے ہی مجھے ایک بات کھٹکتی تھی کہ پچاس سالہ آدمی ایک انتیس سال کی لڑکی کو اپنا وارث کیوں بنائے گا، وہ بھی ایسی لڑکی جسے وہ زیادہ وقت سے جانتا بھی نہیں تھا۔ اب پتا چلا کہ اس شریف آدمی نے تو اپنی بیس سال پرانی محبت کو وارث بنایا تھا لیکن ایک مفاد پرست نے نہ صرف اس کی جان لے لی بلکہ اس کی محبوبہ کو بھی نہیں چھوڑا۔''

''میں مجبور تھا، کلارا کے باپ نے روسیو سے پچاس ہزار ڈالر ادھار لیے تھے، ہمیں وہ چکانے تھے، اس وقت جلدی پیسہ کمانے کا ایک یہی طریقہ نظر آیا تھا۔''

''اسی لیے ایڈی کو ساتھ ملایا، جعلی میڈیکل رپورٹ تیار کی۔'' برگ نے بتایا۔

''اوہ! تمہیں یہ بھی پتا چل گیا؟''

''ہم نے کین مارش کی میڈیکل ہسٹری نکالی تو پتا چلا کہ اسے ایڈز ہے۔ ہم سمجھ گئے کہ تمہارے ساتھ ایڈی اور فرانزک والا ڈینی بھی ساتھ ملے ہوئے ہیں۔ آج رات ہی ان دونوں کو بھی گرفتار کر لیا جائے گا۔''

''ولیم! تمہیں کیسے پتا چلا کہ ہم یہاں بیوک کو ٹھکانے لگانے آ رہے ہیں؟''

''آج شام دفتر میں رینٹ اے کار والے ورگس سے ملا تھا۔ اس نے بتایا کہ پیر والے دن تم نے فورڈ کرائے پر لی تھی اور نیو کاسل گئے تھے۔'' ولیم نے بتایا۔

''ہیرس! تم نہیں جانتے تھے کہ گرین ڈریم ریسٹورنٹ میں سی سی ٹی وی لگا ہوا تھا۔ آج شام ہمیں وہاں سے فوٹیج موصول ہو گئی۔ اس میں تم نظر آ رہے تھے۔ ہم نے گولڈن گیراج والے سے بھی اسکیچ بنوا لیا۔ وہ بھی تم پر فٹ بیٹھتا تھا۔ تو بس پھر کیا تھا، ولیم کے دو اور میرے دو مل کر چار بن گئے اور اس چار کا نام ہیرس جیکوبی تھا۔'' برگ نے بتایا تو مجھے یاد آیا، کچھ دن

پہلے میں نے یہی بات کلارا سے بھی کہی تھی۔

ہم آج شام سے ہی تمہاری نگرانی کر رہے تھے۔ تمہارا فون بھی ٹیپ کیا گیا، ایڈی کے ساتھ ہوئی گفتگو سنی گئی اور اب تم ہمارے سامنے ہو۔'' ولیم نے ہم دونوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''باقی باتیں پولیس اسٹیشن چل کر ہوں گی۔ ہیرس! بس صرف اتنا بتا دو! کیا تم کین مارش اور کلارا بروک کو قتل کرنے کا جرم قبول کرتے ہو؟''

میں نے کلارا کی بے بس آنکھوں میں دیکھا اور پھر ولیم اور برگ کی طرف دیکھ کر صرف ایک بات کہی:

''کیا اب بھی کچھ کہنا باقی ہے؟ مرداب میں دھنسا ہوا شخص صرف اپنی موت کا انتظار کر سکتا ہے۔''

☆.....☆.....☆

ڈیوڈ نے جیسے ہی جیل سے باہر قدم رکھا، اسے سب بدلا بدلا لگا۔ نوجوان لڑکے کانوں میں موبائل اور ہینڈ فری لگائے گپیں لگا رہے تھے۔ جیل کے سامنے پارک میں ایک بڑی سی ٹی وی اسکرین لگی ہوئی تھی جس پر کسی کرکٹ میچ کی جھلکیاں دکھائی جا رہی تھیں۔ اس نے غور سے دیکھا تو پتا چلا میچ پاکستان اور آسٹریلیا کی ٹیموں کے درمیان ہو رہا ہے۔ اچانک اس کے قریب سرمئی رنگ کی ایک ہونڈا سیوک آ کر رکی اور اندر سے آواز آئی:

''ڈیوڈ! اندر آ جاؤ!'' وہ بیس سال بعد بھی یہ آواز پہچان چکا تھا۔

''اوہ سیم تم... کیسے ہو؟'' اس نے تھوڑا جھک کر کھڑکی میں جھانک کر پوچھا۔ اس کے گھنے بال اب کافی کمزور ہو چکے تھے اور آدھے سے زیادہ بال سفید ہو چکے تھے۔

''میں ٹھیک ہوں۔ آؤ اندر بیٹھو!'' سیم نے دروازے کا لاک کھول دیا اور ڈیوڈ کار میں بیٹھ گیا۔

''یہ کرکٹ بھی کتنی بدل گئی نا!'' اس نے پارک میں لگی اسکرین کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''بیس سالوں میں کافی کچھ بدل جاتا ہے میرے دوست!''

''ہاں! اولاد جوان ہو جاتی ہے اور جوان، بوڑھے ہو جاتے ہیں۔'' اس نے ایک سرد آہ بھری۔

''جیسے ہم۔'' سیم نے بیک مرر میں اپنے سفید بالوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

''آج کل جنوبی افریقہ میں ٹی ٹونٹی ورلڈ کپ ہو رہا ہے۔ اب کرکٹ مزید مختصر ہو گئی ہے۔ صرف تین گھنٹے میں میچ ختم۔''

''جب یہ سب شروع ہوا تھا تب بھی ورلڈ کپ ہو رہا تھا، میں نے پہلے میچ پر ہی سٹہ جیتا تھا۔''

''خدا کے لیے اب دوبارہ یہ کام نہ شروع کر دینا۔''

''نہیں کروں گا، اچھا مجھے کہاں لے کر جا رہے ہو؟'' ڈیوڈ نے سیم کی طرف دیکھ کر پوچھا۔

''فی الحال کچھ دن میرے گھر رہو، اس کے بعد دیکھتے ہیں کہ کیا ہو سکتا ہے۔''

''سوچ رہا ہو، میلبون یا بربین چلا جاؤں۔ سڈنی شاید اب مجھے تسلیم نہیں کرے گا۔''

''ابھی بہت سی ایسی باتیں سامنے آئیں گی جو تم تسلیم نہیں کر پاؤ گے۔'' سیم بولا۔

''کون سی باتیں؟''

''میرے گھر میں بیٹھ کر بات کرتے ہیں، اس وقت گھر میں اور کوئی نہیں ہو گا۔'' سیم نے کہا اور سیوک کا رخ ایش فیلڈ کی طرف کر دیا۔ دس منٹ بعد وہ سیم کے فلیٹ میں بیٹھے تھے۔ فلیٹ بارہویں منزل پر تھا۔

''ایش فیلڈ کتنا بدل گیا نا!'' ڈیوڈ نے کھڑکی سے باہر دیکھتے ہوئے کہا۔

''چیٹس وڈاس سے زیادہ بدل چکا ہے۔ وہاں اب زیادہ تر اوزی ہی رہتے ہیں۔''

''ان بیس سالوں میں پوری دنیا ہی بدل گئی۔ کہاں وہ وی سی آر کی فلمیں اور کہاں یہ ہاتھوں میں موبائل۔'' ڈیوڈ نے میز پر پڑے سیم کے آئی فون کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

''ہاں یہ آئی فون ہے۔ جدید دور کا جدید موبائل۔ ابھی چار ماہ پہلے ہی لانچ ہوا ہے۔''

''اب بتاؤ! کیا کہنا چاہتے ہو؟'' ڈیوڈ نے سیم کی طرف دیکھا تو اس نے ایک لمبا سانس لیا اور بولا: ''ڈیوڈ! کیا تم جانتے ہو کہ اس رات پولیس نے تمہیں کیوں گرفتار کیا؟''

''ہاں! انہیں رینٹ اے کار والے ہرگس کی باتیں سن کر مجھ پر شک ہوا۔ ولسن نے اس سے پوچھ گچھ کی، انہیں پتا چلا گیا کہ میں نیو کاسل گیا تھا۔ نیو کاسل کی پولیس نے اسٹیفن برٹ کی مدد کی۔ گرین لینڈ ریسٹورنٹ کے سی سی ٹی وی فوٹیج میں مجھے دیکھ لیا گیا۔ پھر اس سلور گیراج والے نے بھی میرا اسکیچ بنوا دیا۔ پھر میرا فون ٹیپ کیا گیا اور تمہاری اور میری باتیں سن کر انہیں پتا چل گیا کہ میں اس رات مارشل کی بیوک ڈیوڈسن پارک کی نہر میں پھینکنے جا رہا ہوں۔ برٹ اور ولسن نے مجھے اور کلارا کو رنگے ہاتھوں پکڑ لیا۔ تم اور سنی بھی تو پکڑے گئے تھے۔ مجھے بیس سال کی سزا ہوئی، کلارا کو سات سال اور تمہیں صرف دو سال۔ فرانزک والا سنی شاید ایک سال جیل میں رہا تھا۔

''ڈیوڈ! اگر میں کہوں کہ ایسا کچھ بھی نہیں ہوا تھا تو؟'' سیم نے اس کی آنکھوں میں دیکھتے ہوئے کہا۔

''کیا مطلب؟''

''نہ تو رونی ولسن نے ہرگس سے کوئی بات کی تھی، نہ ہی اسٹیفن برٹ کو تم پر شک ہوا تھا۔ نہ تو گرین لینڈ ریسٹورنٹ میں کوئی کیمرا تھا اور نہ ہی اس کے مالک کو تمہارا چہرا یاد تھا۔ نہ ہی

گیراج والے نے تمہارا اسکیچ بنوایا اور نہ ہی تمہارا فون ٹیپ کیا گیا تھا۔"

"تو...تو...تو پھر...یہ سب کیسے ہوا؟" ڈیوڈ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"میں ڈر گیا تھا ڈیوڈ...میں ڈر گیا تھا۔" سیم رونے لگا۔

"کک...کیا مطلب؟" ڈیوڈ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

"جس رات تمہیں گرفتار کیا گیا، اس رات میں نے فون اپنے گھر سے نہیں پولیس اسٹیشن سے کیا تھا۔ ولسن اور برٹ میرے سامنے بیٹھے ہماری بات سن رہے تھے۔ میں تمہارے خلاف وعدہ معاف گواہ بن گیا تھا۔"

"کیا!!!" ڈیوڈ چلّا اٹھا۔

"ہاں! میں جان چکا تھا کہ آج نہیں تو کل پولیس ہمیں گرفتار کر ہی لے گی۔ اس لیے میں نے خود سرنڈر کر دیا تا کہ مجھے کم سے کم سزا ہو سکے۔ ولسن اور برٹ نے اس رات تم سے جھوٹ بولا تھا۔ ڈیوڈ! مجھے معاف کر دو!"

سیم نے اس کے آگے ہاتھ جوڑ دیے اور زار و قطار رونے لگا۔ ڈیوڈ کو سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ اب اسے کیا کرنا چاہیے۔ اس نے ایک لمبا سانس لیا اور بولا:

"سیم! اگر تمہاری جگہ میں بھی ہوتا تو شاید ایسا ہی کچھ کرتا۔ تم مجھے معاف کر دو! میں نے تمہیں بلاوجہ شریکِ جرم بنایا۔ یہ سنتے ہی سیم، ڈیوڈ کے گلے لگ گیا اور دونوں کافی دیر تک روتے رہے۔

"ایک بات سمجھ نہیں آئی۔ انہوں نے مجھے چیٹس وڈ میں گیراج سے کار نکالتے ہی گرفتار کیوں نہ کیا؟ نہر تک کیوں آنے دیا؟" ڈیوڈ نے سیم کو اپنے سے الگ کرتے ہوئے پوچھا۔

"پتا نہیں، اب ان باتوں سے کیا فرق پڑتا ہے۔" سیم نے کہا۔

''ہاں! اب بیس سال پرانی باتیں یاد کرنے کا کیا فائدہ، تم بتاؤ آج کل کیا کر رہے ہو؟''

''میں نے دو سال سزا کاٹی۔ میرا میڈیکل لائسنس تو جعل سازی کی وجہ سے کینسل ہو گیا تھا۔ اس لیے جیل سے رہا ہونے کے بعد اپنے بہنوئی کے ساتھ پبلشنگ ہاؤس میں کام کرنے لگا۔ اللہ نے انہیں بہت ترقی دی اور ہم نے خوب پیسہ کمایا۔ اب تو میرا بیٹا پبلشنگ ہاؤس دیکھ رہا ہے۔''

''زبردست!''

''سنی ایک سال بعد رہا ہو گیا اور نیوزی لینڈ چلا گیا۔ اب نہ جانے وہ کس حال میں ہوگا۔'' سیم نے بتایا۔

''اور کلارا... وہ اب کہاں ہے؟'' کلارا کا خیال آتے ہی وہ آب دیدہ ہو گیا۔

''ڈیوڈ! جیل سے رہا ہونے کے ایک سال بعد مجھے پیغام ملا کہ کلارا مجھ سے ملنا چاہتی ہے۔ میں حیران ہوا اور اس سے ملاقات کی۔ اس نے بتایا کہ انشورنس والے سارے واقعہ پر اس نے ایک ناول لکھا ہے اور اسے شائع کروانا چاہتی ہے۔ مجھے بہت حیرت ہوئی اور اچھا بھی لگا۔ میں نے ناول شائع کیا اور وہ ناول بیسٹ سیلر ثابت ہوا۔''

''ناول... کلارا...'' وہ حیران ہوا۔

''کتابیں پڑھنے کا شوق تو اسے شروع سے ہی تھا۔ جیل میں قید کے دوران اس نے ناول لکھ ڈالا۔ یہ دیکھو!'' سیم نے بک شیلف میں سے ایک کتاب نکال کر اسے پکڑائی، ناول کا نام تھا:

''The Marsh by David K. Jecob''

''سیم! یہ کیا ہے؟ کلارا کے ناول پر میرا نام کیوں؟''

''اس نے ضد کی تھی کہ ناول پر تمہارا نام ہونا چاہیے اور اس کی ساری آمدنی تمہیں دی جائے۔ میں پچھلے سترہ سال سے اس ناول کی فروخت کی آمدنی ایک الگ اکاؤنٹ میں ڈالتا جا رہا ہوں۔ ڈیوڈ! یہ تمہارے لیے ہے۔'' سیم نے جیب سے ایک چیک نکال کر ڈیوڈ کو پکڑا دیا۔ وہ ایک لاکھ ڈالر کا چیک تھا۔

''ایک لاکھ ڈالر!'' ڈیوڈ کا منہ کھلا کا کھلا رہ گیا۔

''ہاں! اس رقم سے تم اب اپنی نئی زندگی کی شروعات کر سکتے ہو۔''

''بیس سال پہلے جب اس پیسے کی ضرورت تھی، تب تو مل نہ سکا، اب اتنی بڑی رقم کا کیا کروں گا؟'' ڈیوڈ بولا اور ناول کھول کر ورق گردانی کرنے لگا۔

''ہیرس جیکوبی... یہ کون ہے؟'' ڈیوڈ کو حیرت ہوئی۔

''کلارا نے ناول میں تمام کرداروں کے نام بدل دیے تھے۔ جیسے تم آسٹریلیا آ کر حقیقت میں داؤد یعقوب سے ڈیوڈ جیکوب بن گئے تھے، اسی طرح اس نے تمہارے کردار حارث یعقوبی کو ہیرس جیکوبی بنا دیا۔ اس نے مجھے ایڈی کا نام دیا، رونی ولسن کو ٹوبی ولیم بنا دیا اور اسٹیفن برٹ کو اسٹیو برگ۔''

''شین مارشل کو کیا نام دیا؟''

''کین مارش۔''

''تو ناول کا نام کیا مارش کے نام پر رکھ دیا؟'' ڈیوڈ نے پوچھا۔

''نہیں، تم ہمیشہ کہتے تھے نا کہ میں دلدل میں پھنس چکا ہوں۔ میں مرداب میں دھنستا جا رہا ہوں۔ انگریزی زبان میں دلدل کو مارش بھی کہتے ہیں۔ اسی لیے کلارا نے ناول کو بھی یہی نام دے دیا۔'' سیم نے بتایا۔

''جب سب کے نام تبدیل کر دیے تو اپنا نام تبدیل کیوں نہیں کیا؟''

''وہ کہتی تھی دنیا کو پتا چلنا چاہیے کہ اس سارے کھیل کا اصل ذمہ دار کون ہے، نہ تو وہ تمہیں ماریو کا پچاس ہزار ڈالر قرض لوٹانے کا کہتی اور نہ ہی تم اتنا بڑا قدم اٹھاتے۔''

''اب کہاں ہے وہ؟ میں نے سنا تھا جیل سے رہا ہو کر وہ کہیں چلی گئی اور آج تک پتا نہیں چل سکا۔''

''جیل سے رہا ہونے کے بعد وہ گمنامی کی زندگی بسر کرنے لگی تھی۔ پھر چھ ماہ بعد اس نے مجھ سے ملاقات کی اور کہا کہ جلد وہ مجھے ایک خط لکھے گی۔ میں وہ خط سنبھال کر رکھوں اور جب تم کبھی رہا ہو گے تو تمہیں دے دوں۔'' سیم نے ایک خط کا لفافہ ڈیوڈ کی طرف بڑھایا۔

''خط... میرے لیے!'' ڈیوڈ نے بے قرار ہو کر خط پکڑا، لفافہ چاک کیا اور خط نکال کر پڑھنے لگا۔

''میرے پیارے ڈیو!

اگر تم یہ خط پڑھ رہے ہو تو اس کا مطلب ہے کہ تم آزاد ہو چکے ہو۔ میرے ڈیو! آزادی مبارک ہو۔ میں بہت پہلے آزاد ہو گئی تھی لیکن ضمیر کے بوجھ نے مجھے آزاد ہونے ہی نہیں دیا۔ میں کیسے برداشت کر سکتی تھی کہ میری وجہ سے دو بے گناہ قتل ہوں اور تم بیس سال کی طویل سزا کاٹو۔ میں نے تمہارے لیے تمہارے نام سے ایک ناول لکھا ہے۔ بس اس سے بڑھ کر تمہیں اور کچھ نہیں دے سکتی تھی۔ اب مجھ میں مزید جینے کا حوصلہ نہیں ہے۔ میری موت کیسے ہوئی، سیم سے پوچھ لینا۔

تمہاری کلارا واٹسن۔''

''کک... کلارا مر گئی کیا؟''

''ہاں! اس نے بیسویں منزل سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر لی۔ جب مجھے یہ خط بذریعہ ڈاک ملا، وہ پہلے ہی مر چکی تھی۔'' سیم نے ایک اخبار کا تراشا اسے دکھایا اور بولا:

''یہ تمہارے لیے سنبھال کر رکھا ہوا تھا۔''

''تو مجھے کیوں نہیں بتایا؟''

''اس نے منع کیا تھا۔ آخری ملاقات پر اس نے مجھے کہا تھا کہ اگر اسے کچھ ہو جائے تو ڈیوڈ کو اطلاع نہ دی جائے۔ وہ نہیں چاہتی تھی کہ جیل میں رہتے ہوئے تم اس کے بارے میں کوئی بری خبر سنو۔'' سیم نے بتایا تو ڈیوڈ دیوانوں کی طرح اخبار کو دیکھتے ہوئے کلارا کا آخری دیدار کرنے لگا۔

''اسے مرے ہوئے تیرہ سال گزر چکے ہیں۔ جیل سے رہا ہونے کے چھ ماہ بعد اس نے خودکشی کر لی۔'' سیم بتانے لگا۔

''پپ... پانی... سیم پانی پلاؤ گے؟''

ڈیوڈ نے سیم کی طرف دیکھ کر کہا تو وہ پانی لینے کے لیے کچن میں گیا۔ جیسے ہی اس نے فریج کا دروازہ کھولا، اسے لاؤنج کی کھڑکی کھلنے کی آواز سنائی دی۔ وہ کھڑکی کی طرف بھاگا لیکن دیر ہو چکی تھی۔ اس سے پہلے کہ سیم آگے بڑھتا، ڈیوڈ بارہویں منزل سے کود گیا اور ایک لاکھ ڈالر کا چیک ہوا میں اڑتا ہوا اس کی بے نور آنکھوں پر جا گرا۔

..... ختم شد .....